دنیا کے گھر کو جنت نما بنانے کے لیے احادیث سے ماخوذ ترغیبات پر مشتمل ایک بہترین کتاب

مسلمان عورتوں کے لیے بیش بہا تحفہ

جنتی عورت

- جنتی عورتوں کی حفاظت
- شوہر کی خدمت پر جنت کے درجات
- جنتی عورتوں کی علامات
- مومنہ صالحہ عورت کی حُور سے افضلیت
- جنتی عورتوں کے درجات
- عورتوں کو بے شمار ثواب دلوانے والے آسان اعمال

مؤلفہ

مولانا مفتی محمد ارشاد صاحب القاسمی مدظلہ العالی

استاد حدیث مدرسہ ریاض العلوم گورینی جون پور

دنیا کے گھر جنت نُما بنانے کے لیے احادیث سے

ماخوذ ترغیبات پر مشتمل ایک بہترین کتاب

مسلمان عورتوں کے لیے بیش تحفہ

جنتی عورت

- جنتی عورتوں کی حفاظت
- شوہر کی خدمت پر جنت کے درجات
- جنتی عورتوں کی علامات
- مومنہ صالحہ عورت کی حور سے افضلیت
- جنتی عورتوں کے درجات
- عورتوں کو بے شمار ثواب دلوانے والے آسان اعمال

مؤلف

مولانا مفتی محمد ارشاد صاحب القاسمی مدظلہ العالی

استاد حدیث مدرسہ ریاض العلوم گوریني جون پور

ناشر

GABA

گابا سنز اردو منزل، اردو بازار، کراچی

فون نمبر: ۳۲۶۳۸۲۶۶-۳۲۶۳۹۵۶۵-۰۲۱

website.www.gabaedu.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ---------- جنتی عورت

مؤلفہ ------- مولانا مفتی محمد ارشاد صاحب القاسمی مدظلہ العالی

ناشر------------ کتاب سنز اُردو بازار، کراچی

صفحہ نمبر	عنوان
۱	پیش لفظ
۳	جنتی عورت کون ہے؟
۶	نیکی میں شوہر کی اعانت کرنے والی
۸	نیک عورت کون ہے؟
۱۰	جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے
۱۰	کونسی عورت خوش نصیب؟
۱۱	صالح اور نیک عورتیں جنت میں پہلے جائیں گی
۱۲	نیک عورت نصف دین ہے
۱۳	نیک عورت بڑی اہم ترین دولت ہے
۱۴	بہترین عورت
۱۵	صالح اور نیک عورتیں بہت کم ہیں
۱۶	صالح عورت کا عمل صالح ستر صدیقینؓ کے برابر
۱۷	دنیا کی عورتیں حورعین سے افضل ہیں
۱۸	جنت کے آٹھوں دروازے کس کے لئے؟
۱۹	موافق مزاج بیوی انسان کی سعادت میں سے ہے
۲۱	شادی نہ کرنے والی عورتوں اور مردوں پر لعنت
۲۲	عورتوں کے لئے گھریلو کام کا ثواب جہاد کے برابر
۲۳	عورت کے ذمہ گھریلو خدمت ہے
۲۴	عورت گھر کی نگہبان
۲۵	عورت کے لئے اس کا شوہر جنت یا جہنم
۲۶	شوہر کو خوش رکھنے والی جنت میں جائے گی
۲۶	شوہر کو خوش رکھنے کا حکم

عنوان	صفحہ نمبر
شوہر کی خدمت اور محبت کرنے والی خدا کو محبوب	۲۷
شوہر کی خدمت صدقہ ہے	۲۷
شوہر کی اطاعت ہر حال میں خواہ بیکار ہی معلوم ہو	۲۹
شوہر کا حق ادا نہیں ہو سکتا	۳۰
شوہر کا حق سب سے زیادہ ہے	۳۱
شوہر کی اطاعت کی وجہ سے مغفرت	۳۲
بچوں اور شوہر سے محبت نیکی اور صلاح کی پہچان ہے	۳۳
نہ نماز قبول ہوگی اور نہ نیکی اوپر چڑھے گی	۳۴
غیر اللہ کو سجدہ جائز ہوتا تو شوہر کو سجدہ کا حکم ہوتا	۳۵
ناشکر گزار کی طرف خدا کی نگاہ بھی نہیں	۳۶
شوہر کی ضرورت کا پورا کرنا عورت کا اولین فریضہ	۳۷
آپ ﷺ کے نزدیک کون مبغوض عورت؟	۳۸
شوہر سے بھلائی کا انکار تو ثواب اکارت	۳۹
بلا اجازت شوہر نفل روزے کی اجازت نہیں	۴۰
شوہر کی اطاعت اور اس کی اچھائیوں کا اعتراف جہاد کے برابر	۴۱
شوہر کی خدمت پر شہادت کے قریب درجہ	۴۲
لعنت والی عورت کون؟	۴۲
عورت کو شوہر کے خلاف اُکسانے کی ممانعت	۴۴
شوہر سے طلاق مانگنے پر جنت حرام	۴۵
خلع کا مطالبہ کرنے والی عورت منافق ہے	۴۶
شوہر کی بلا اجازت نکلنے پر لعنت	۴۷
شوہر کی بلا اجازت گھر سے نکلنے پر خدا کے غضب میں گرفتار	۴۸

صفحہ نمبر	عنوان
۴۹	شوہر کو تکلیف پہنچانے والی پر حور جنت کی بد دعا ....
۵۰	کس عورت پر خدا کی دعائے رحمت؟ ....
۵۱	شوہر کی شکر گزار نہیں تو خدا کی نگاہ کرم نہیں ....
۵۲	عورتوں سے قیامت میں سب سے پہلے کیا سوال ہوگا؟ ....
۵۳	اس نے خدا کا حق ادا نہیں کیا جس نے شوہر کی اطاعت نہ کی ....
۵۴	شوہر کی اطاعت نہیں تو ایمان کی حلاوت نہیں ....
۵۵	عورت گناہ میں شوہر کی اطاعت نہ کرے ....
۵۶	شوہر کو ناراض چھوڑے رکھنا اور پرواہ نہ کرنا لعنت کا باعث ....
۵۸	شوہر کے غائبانہ میں زینت نہ کرے ....
۵۹	شوہر سے بے پرواہی اچھی بات نہیں ....
۵۹	شوہر کی ناشکری سے بچو ....
۶۰	گھروں میں شوہروں کی خدمت تمام افضل ترین اعمال سے بڑھ کر ....
۶۱	عورتوں کو مرد کا کپڑا دھونا صاف کرنا مسنون ہے ....
۶۲	شوہر کے لئے وضو، غسل اور استنجاء وغیرہ کے پانی کا انتظام رکھے ....
۶۳	شوہر پر عورت کا کیا حق ہے؟ ....
۶۴	حمل سے لے کر بچہ ہونے تک کا ثواب ....
۶۵	حمل سے لے کر بچہ ہونے تک کا عظیم ثواب ....
۶۶	دودھ پلانے کا ثواب ....
۶۷	بچہ جننے والی سیاہ عورت بہتر خوب صورت بانجھ سے ....
۶۹	اولاد پر مہربانی کے ساتھ شوہر کی نافرمانی نہ ہو تو جنت میں ....
۷۰	لڑکیوں کی مخلصانہ پرورش جہنم سے نجات کا باعث ....
۷۱	آپ ﷺ سے بھی پہلے کون عورت جنت جائے گی؟ ....

عنوان	صفحہ نمبر
وہ عورت جس کا محل جنت میں آپ ﷺ کی بغل میں ہوگا	۷۲
عورتوں کی مسجد گھر ہے	۷۳
صحن کے مقابلہ میں کمرہ بہتر ہے	۷۳
عورتوں کو روشنی کے بجائے اندھیرے میں نماز پڑھنا افضل ہے	۷۳
عورت باہر نکلتی ہے تو شیطان ساتھ ہو جاتا ہے	۷۴
زینت کے ساتھ گھر سے باہر نکلنے والی خدا کے غضب میں	۷۶
عورتوں کو ضرورت پر باہر نکلنے کی اجازت	۷۷
ضرورت پر باہر نکلنے کی اجازت اور اس کا طریقہ	۷۸
عورتیں راستے میں کس طرح چلیں؟	۷۸
عورت کو چاہیے کہ راستہ کے کنارہ چلیں	۷۹
عورت کا بن سنور کر نکلنا باعث لعنت ہے	۸۰
عورتوں کی خوبی کس میں ہے؟	۸۱
فیشن کر کے نکلنے والی عورتیں قیامت کے دن سخت تاریکی میں	۸۲
گھروں کے سوراخ اور کھڑکیاں بند کرنا	۸۳
عورتوں کو تنہا سفر کرنے کی اجازت نہیں	۸۴
عورتوں کو جنازہ میں جانا جائز نہیں	۸۵
مزاروں پر جانے والی عورتوں کو جنت کی خوشبو بھی نصیب نہیں	۸۵
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سخت ڈانٹ کہ قبرستان چلی جاتی تو جنت سے محروم ہو جاتی	۸۷
عرس اور مزاروں پر جانے والی عورتوں پر خدا اور رسول کی لعنت	۸۸
عورتوں کا اجنبی مردوں کے ساتھ بیٹھنا حرام ہے	۹۱
اجنبی مرد کو بھی دیکھنا اور تاکنا منع ہے	۹۱
دیور سے بے پردگی اور ہنسی مذاق حرام ہے	۹۲

عنوان	صفحہ نمبر
عورت کے لئے دو ہی مقام ہیں	۹۳
بن سنور کر نکلنے والی عورت زانیہ ہے	۹۴
عورتوں کے لئے امارت دنیاوی عہدہ جائز نہیں	۹۵
دبیز دوپٹہ کا حکم	۹۶
دوپٹہ کیسا ہو؟	۹۷
باریک ساڑی اور کرتا پہننے والی جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گی	۹۸
باریک دوپٹہ جس سے رنگت نظر آئے ممنوع ہے	۹۹
باریک کپڑا ہو تو نیچے استر لگالے	۹۹
عورتوں کو پاجامہ پہننے پر رحمت ومغفرت کی دعا	۱۰۰
عورتوں کا پاجامہ ٹخنے سے کتنا نیچے رہے	۱۰۱
ٹخنوں سے نیچا کپڑا عورتوں کو ممنوع نہیں بلکہ حکم ہے	۱۰۲
عورتوں کو جوتی کا استعمال ناجائز وحرام ہے	۱۰۳
گھنگھر نما زیور پہننے والی عورت پر لعنت اور غضب خداوندی	۱۰۴
زیوروں کی زکوٰۃ اہتمام اور تاکید سے نکالیں	۱۰۵
زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر جہنم کی وعید	۱۰۶
عورتوں کو نفلی صدقات وخیرات کا حکم	۱۰۷
عورتوں کو صدقہ کی ترغیب	۱۰۸
بی بی زینب رضی اللہ عنہا کی خیرات کا واقعہ	۱۰۹
دستکاری سے مال حاصل کرنا اور صدقہ کرنا	۱۰۹
ہدیہ کی تاکید اور اس کا ثواب	۱۱۰
قرض دینے کا ثواب	۱۱۰
شوہر پر خرچ کرنے کا ثواب	۱۱۱

صفحہ نمبر	عنوان
۱۱۲	سائل کو ضرور کچھ دے خواہ معمولی چیز ہو ....
۱۱۳	صدقات کی ترغیب پر عورتوں کے صدقہ کا ایک واقعہ ....
۱۱۴	اپنی مطلقہ یا بیوہ لڑکی پر خرچ ....
۱۱۵	رشتہ داروں پر صدقہ خیرات کا ثواب ....
۱۱۵	پڑوسیوں کی رعایت اور ان پر صدقہ وخیرات کا حکم ....
۱۱۶	صدقۂ جاریہ اور اس کی اہمیت ....
۱۱۷	کسی کو آگ یا ماچس وغیرہ دینے کا ثواب ....
۱۱۸	شوہر کے مال سے صدقہ خیرات کا ثواب ....
۱۱۹	احسان اور انعام کرنے والے کا شکریہ ....
۱۲۰	عورت گھر میں سے کچھ خرچ کرے تو اس کو بھی ثواب ....
۱۲۱	تم نہیں دوگی تو خدا بھی تمہیں نہیں دے گا ....
۱۲۲	احسان جتلانے سے صدقہ خیرات کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے ....
۱۲۳	عورتیں جہنم میں زیادہ ہوں گی ....
۱۲۴	عورتوں کے زیادہ جہنم میں جانے کی وجہ ....
۱۲۵	عورتیں جہنم میں جانے سے کیسے بچیں گی؟ ....
۱۲۷	پڑوسی کو پریشان کرنے کی وجہ سے جہنم ....
۱۲۸	ننانوے عورتوں میں سے ایک عورت جنت میں جائے گی ....
۱۳۲	ماں کے حق کو ضائع کرکے بیوی کی اطاعت قیامت کی علامت ....
۱۳۴	عورتوں کے لئے بھی وعظ کا سلسلہ ہونا چاہیے ....
۱۳۴	عورتوں کے لئے بھی بیعت سنت ہے ....
۱۳۵	عورتوں کا جہاد حج ہے ....
۱۳۶	حج بیت اللہ کی سعادت کے بعد خصوصیت سے گھر لازم پکڑے ....

صفحہ نمبر	عنوان
۱۳۷	عورتوں کے لئے اعتکاف سنت ہے
۱۳۸	عورتوں کو بھی مسواک مسنون ہے
۱۳۸	جنت میں لے جانے والے بعض اعمال کا بیان
۱۳۹	نماز اشراق
۱۴۰	نفل اوابین
۱۴۰	صلوٰۃ التسبیح
۱۴۲	نماز تہجد
۱۴۳	صلوٰۃ الحاجۃ
۱۴۴	تلاوت کلام پاک کے فضائل وفوائد وبرکات
۱۴۶	دعائیں اذکار و وظائف
۱۴۶	عورتوں کی ایک خاص دعاء...... دعاء عائشہ رضی اللہ عنہا
۱۴۷	پریشانی کے موقع پر عورتوں کو ایک دعا کی تلقین
۱۴۹	کلمۂ طیبہ
۱۴۹	بہترین ذکر
۱۴۹	ایمان تازہ
۱۴۹	موت سے پہلے اس کی کثرت کا حکم
۱۴۹	نہ موت کے وقت دہشت نہ قبر میں وحشت
۱۵۰	گناہ مٹ جاتے ہیں
۱۵۰	عرش عظیم کی حرکت بندہ کی مغفرت
۱۵۰	سبحان اللہ وبحمدہ
۱۵۰	ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں
۱۵۰	گناہ معاف گو سمندر کے جھاگ کے برابر

عنوان	صفحہ نمبر
تیسرے کلمے کی فضیلت	۱۵۱
جنت کے پودے	۱۵۱
گناہ جھڑ جاتے ہیں	۱۵۱
چوتھے کلمے کی فضیلت	۱۵۱
سید الاستغفار	۱۵۲
استغفار اور اس کے فوائد	۱۵۲
آپ ﷺ سو مرتبہ استغفار فرماتے	۱۵۲
ہر غم سے نجات اور غیب سے روزی	۱۵۳
جو اپنے نامہ اعمال سے خوش ہونا چاہے	۱۵۳
تسبیح فاطمہ رضی اللہ عنہا	۱۵۳
صبح وشام کا وہ ذکر ودعا جو ثواب کے ساتھ پریشانیوں کا بھی دافع ہے	۱۵۴
عورتوں کے بعض خاص اذکار	۱۵۵
کفارۂ مجلس کی دعا	۱۵۶
درود پاک	۱۵۶

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

خالق کائنات نے انسانی دنیا میں عورتوں کو جو مقام ومرتبہ بخشا ہے اور جن خوبیوں اور گوناگوں صفات سے نوازا ہے اور اس دنیا میں انسانی خوشگوار زندگی اور پُرسکون حیات کے لئے عورت کو جو اساس وبنیاد کا درجہ حاصل ہے، وہ اہلِ بصیرت واصحابِ معرفت پر مخفی نہیں۔

دورِ حاضر میں اس اساس اور بنیاد کو مغربی تمدن اور نئی تہذیب نے پاش پاش کردیا ہے اور گھریلو ومعاشرتی نظام جو بگڑا ہے اور گھریلو پُرسکون ماحول جو فاسد ہوا ہے، اس میں اس نئے تمدن کو عظیم دخل ہے۔ عورتوں کو گھر سے بعافیت پُرسکون ماحول سے نکال کر اجانب اور غیروں سے ملا کر آفس اور دفتر میں بٹھا کر بچوں کی تربیت اور شوہر کے حقوق کو پامال کیا ہے۔ مساوات کا سبز باغ دکھا کر صنفِ نازک پر ظلم ڈھایا ہے۔ شریعت سے ہٹا کر نئی تعلیم دلا کر یورپین تہذیب سے متاثر کرا کر اس کے امن وسکون وعافیت وعفت کی زندگی کو خاک میں ملا ڈالا ہے۔

جس ذات نے اسے پیدا کیا، وجود بخشا، معدوم سے موجود کیا، وہ اس کے مزاج وفطرت سے خوب واقف ہے۔ اس نے قرآنی تعلیمات میں اور اپنے نبی ﷺ کی زبانی اس صنفِ نازک کے رشتہ کو اچھی طرح بیان کیا ہے اور اپنے نبی ﷺ کی زبانی اس صنف نازک کی صلاح اور ان امور کو جس سے دینی ودنیاوی فلاح متعلق ہے، جس سے اس دنیا میں جنت بشان خوشگوار زندگی وابستہ ہے۔ ان کو تعلیمات وارشادات کی روشنی میں واضح کیا ہے اور اس کی رہنمائی کی ہے۔ افسوس کہ ہمارے ماحول میں مردوں کو تو کچھ نہ کچھ دینی معلومات ہوتی رہتی ہے۔ مگر عورتوں میں دینی معلومات کا اکثر فقدان ہے۔ دینی نادانی اور جہالت کی وجہ سے اکثر ان کی دین ودنیا کی بھلائی جاتی رہتی ہے۔

آپ علمی وکتابی دنیا میں عورتوں کے متعلق بکثرت کتابیں پائیں گے۔ لیکن ان کتابوں کے مقابلہ میں اس کتاب کی ترتیب کو آپ ایک الگ اور جداگانہ پائیں گے۔

عاجز نے اس کتاب میں احادیث نبویہ کے ذخیرہ سے عورتوں کے متعلق تمام تر باتیں جن کی دینی اور دنیاوی اور خوشگوار زندگی کے اعتبار سے ضرورت پڑتی ہے، بیان کردی ہیں۔ ارشادات نبویہ کے ذریعہ عورتوں کی فلاح و بہبود کے راستے جس سے دین و دنیا دونوں میں کامیاب و سعادت مند زندگی حاصل ہوسکتی ہے اور ایک خوشگوار ماحول جنت نشاں زندگی میں رہ سکتی ہے، نہایت تفصیل سے ذکر کردیا ہے۔

اس میں عورتوں کی فطرت کے تمام تر پہلوؤں کو سامنے رکھا گیا ہے۔ عورتوں کے ماحول میں جو صلاح وتقویٰ کے خلاف راہِ مستقیم کے برعکس باتیں اور عمل رائج ہیں، جن سے وہ جنت کے راستہ سے ہٹ کر راہ جہنم پر لگ گئی ہیں، ان امور کی بھی تفصیل احادیث مبارکہ کی روشنی میں کردی گئی ہے۔ اپنی ماؤں بہنوں سے ہمیں امید ہے کہ ان کے حق میں یہ کتاب بے انتہا نفع بخش ہوگی۔ اس کا مطالعہ اور اس پر عمل کر کے وہ اس دنیا میں بھی سکون، عفت وعافیت کی زندگی گزار کر گھریلو خوشگوار ماحول میں رہتی ہوئیں صلاح وتقویٰ کے اعمال سے آراستہ ہوکر جنت کی مستحق ہوسکتی ہیں۔

دعا ہے کہ خدائے پاک عورتوں کی دنیا میں اسے تا قیامت قبول فرمائے اور اس کتاب کے ذریعہ وہ دین و دنیا کی خوشگوار زندگی حاصل کرسکیں۔ جہنم والے اعمال سے بچ کر جنت والے اعمال میں ان کا رُخ ہوجائے۔ پوری اُمت مسلمہ کو اور خصوصاً عورتوں کو صراطِ مستقیم اور سنت وشریعت والی زندگی نصیب فرمائے۔ عاجز کی سعی کو قبول فرما کر اپنی رضامندی اور آخرت کا ذخیرہ بنائے۔ روزِ محشر دامن عفو میں جگہ مرحمت فرما کر صدیقین اور صالحین کے زمرہ میں شامل فرمائے۔ آمین

والسلام

محمد ارشاد القاسمی بھاگل پوری

استاذِ حدیث مدرسہ ریاض العلوم گورینی۔ جونپور

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

جنتی عورت کون ہے؟

”عَنۡ اَنَسِ بۡنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنۡهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اُخۡبِرُکُمۡ بِنِسَآئِکُمۡ فِی الۡجَنَّةِ قُلۡنَا بَلٰی یَارَسُوۡلَ اللّٰهِ قَالَ وَدُوۡدٌ“ وَلُوۡدٌ“ اِذَا غَضِبَتۡ اَوۡاُسِیۡئَ اِلَیۡهَا اَوۡغَضِبَ زَوۡجُهَا قَالَتۡ هٰذِهٖ یَدِیۡ فِیۡ یَدِکَ لَا اَکۡتَحِلُ بِغَمۡضٍ حَتّٰی تَرۡضٰی“. (ترغیب جلد۳ ص ۳۷)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کیا تم کو جنتی عورت کے بارے میں نہ بتادوں، وہ کون ہے؟ ہم نے کہا ضرور اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شوہر پر فریفتہ، زیادہ بچے جننے والی، جب غصہ ہوجائے، یا اسے کچھ بُرا بھلا کہہ دیا جائے یا اس کا شوہر ناراض ہوجائے تو یہ عورت (شوہر کو راضی کرتے ہوئے) کہے میرا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ میں اس وقت تک نہ سوؤں گی جب تک تم خوش نہ ہوجاؤ“۔

فائدہ: اس حدیث پاک میں جنتی عورت کی صفت بیان کی گئی ہے کہ جنت میں جانے والی یہ عورت ہے جس میں یہ اوصاف پائے جائیں۔

(۱) وَدُوۡدٌ: بہت زیادہ شوہر سے محبت کرنے والی شوہر پر فریفتہ، کہ ذرا سی ناراضگی سے اس کا چین وسکون ختم ہوجائے۔ محبت وچین کا تعلق اس کا شوہر سے وابستہ ہو۔ اسے چھوڑ کر الگ بیٹھنے والی نہ ہو۔ فریفتہ اور محبت کا یہ فائدہ ہوگا کہ دوسرے کی جانب اس کا خیال اور دھیان نہ جائے گا اور غایت محبت کی وجہ سے شوہر کی جانب سے کوئی تکلیف دہ امور ہوں تو اسے برداشت کرلے گی۔ محبت کی وجہ سے کڑوی بات بھی میٹھی ہوجاتی ہے۔ محبوب کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف محبت کی وجہ سے محسوس نہیں ہوتی۔ جس سے گھر کا نظام باحسن وجوہ چلتا ہے اور ہر ایک کو

گھریلو سکون میسر ہوتا ہے، جس کا آج فقدان ہے کہ معمولی بات بھی آپس میں محبت نہ ہونے کی وجہ سے دل میں چبھ جاتی ہے۔ عورت جب عشق فریفتگی کا برتاؤ کرے گی تو سخت مزاج مرد بھی متاثر ہو کر دل میں اسے جگہ دے دے گا اور وہ بھی محبت کی بنیاد پر نامناسب امور کو برداشت کرتا رہے گا اور ڈانٹ ڈپٹ کے بجائے محبت کی بنیاد پر صرف نظر کرتا رہے گا اور گھریلو نظام اچھی طرح چلتا رہے گا۔

(۲) وَلُوْدٌ: زیادہ بچے جننے والی عورت قابلِ تعریف اور اللہ و رسول ﷺ کے نزدیک بہت پسندیدہ ہے۔ اسی لئے سرکار دو عالم ﷺ نے تاکید فرمائی ہے کہ زیادہ بچے جننے والی عورت سے شادی کرو۔ شادی کا اہم ترین مقصد سلسلۂ نسل باقی رکھنا ہے اور اُمت کے افراد کا زیادہ سے زیادہ ہونا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو بچے نہیں چاہتے یا کم سے کم چاہتے ہیں تاکہ عیش و آرام ملے اور پرورش کی مشقت سے بچے رہیں۔ یہ خدا و رسول کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔ ہاں مرض اور بیماری کے پیشِ نظر ہو تو دوسری بات ہے۔ عموماً اہل یورپ کا مزاج ہے کہ بچے بالکل نہیں چاہتے یا ایک دو سے زیادہ نہیں چاہتے، تاکہ ان کے عیش و آرام میں خلل نہ ہو۔ سیر و سیاحت میں آزاد رہیں، اللہ کی پناہ۔ اولاد اور اس کی کثرت بڑی نعمت اور ثواب کی بات ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا زیادہ بچے جننے والی عورتوں سے شادی کرو میں تمہاری کثرت پر قیامت کے دن فخر کروں گا۔ اُمت کی کثرت آپ ﷺ کے لئے قیامت میں فخر کی بات ہے۔ رہی یہ بات بچوں کی کثرت غربت کا سبب ہے، سو یہ غلط ہے بچے اچھے ہوں گے، اُن کی تعلیم و تربیت اچھی ہوگی لائق اور سنجیدہ ہوں گے تو یہ خوشحالی اور مالداری کا باعث بنیں گے پریشانی اور مصیبت تو غلط تعلیم اور غلط تربیت کے ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے۔

خیال رہے کہ یہ بچے اور اولاد والدین کے حق میں دین و دنیا کی بھلائی کا باعث اور صدقۂ جاریہ ہوتے ہیں اور ہر اعتبار سے خیر کا باعث ہیں کہ حمل اور دودھ پلانے کا بڑا ثواب ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے، آپ ﷺ نے عورتوں سے فرمایا کہ ”تم اس بات پر راضی نہیں کہ جب تم میں سے کوئی اپنے شوہر سے حاملہ ہوتی ہے اور شوہر اس سے راضی ہو تو اس کو ایسا ثواب ملتا

ہے جیسا کہ اللہ کے راستے میں روزہ رکھنے والے اور شب بیدار کو ثواب ملتا ہے اور اس کو درد ِزہ ہوتا ہے تو اس کے لئے (جنت میں) جو آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ہوتا ہے اسے آسمان وزمین کے فرشتے بھی نہیں جانتے اور پیدائش کے بعد جب بچہ ایک گھونٹ بھی دودھ پیتا ہے یا چوستا ہے اس پر ماں کو نیکی ملتی ہے۔ اگر بچہ کے سبب سے رات میں جاگنا پڑ جائے تو راہِ خدا میں ستر غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ (کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۰۵)

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا عورت حمل سے لے کر بچہ جننے اور دودھ چھڑانے تک ایسی ہے جیسے اسلام کی راہ میں سرحد کی حفاظت کرنے والا۔ اگر اسی درمیان انتقال ہو جائے تو شہید کے برابر ثواب ملتا ہے۔ (کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۱۱)

اس حدیث پاک میں جنتی عورت کا ایک نہایت ہی اہم وصف وعلامت بیان کی گئی ہے کہ وہ شوہر کی محبت بلکہ عشق میں سرشار ہو کر شوہر کی ذراسی بھی ناراضگی کو برداشت نہیں کر سکتی۔ اگر کسی بنیاد پر شوہر ناراض یا غصہ ہو جائے تو اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے کر غایت درجہ محبت وتعلق کا اظہار کرے کہ جب تک آپ راضی نہ ہوں گے، خوش نہ ہوں گے میں ایک پلک بھر نہ سوؤں گی۔ اللہ اکبر کیا شان آرام ومحبت وعشق کی۔

کیا آج کل کی ماڈرن عورتیں ایسا کر سکتی ہیں اگر شوہر ناراض ہو اور اس کا ناراض ہونا حق بجانب ہو تو بھی بیگم صاحبہ پوچھیں گی بھی نہیں، مزے سے بے خبر سو جائیں گی۔ اگر آج یہ وصف عورت میں پیدا ہو جائے تو گھر جنت نشاں بن جائے۔

شوہر کیسا ہی بدمزاج، سخت مزاج کیوں نہ ہو۔ بیوی کی غایت میں محبت سے اس کی محبت و قدر ذہن میں بیٹھ جائے گی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی قسم کی ایک حدیث مروی ہے جسے امام نسائی نے بیان کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا! ''میں تم کو جنتی عورت نہ بتادوں۔ جو خوب محبت کرنے والی، زیادہ بچے جننے والی، شوہر کے پاس کثرت سے آنے والی کہ اگر اسے تکلیف دے دی جائے یا ہو جائے تو شوہر کا ہاتھ پکڑ کر کہے، میں پلک بھر نہ سوؤں گی جب تک کہ آپ خوش نہ ہو جائیں گے۔'' (کتاب عشرۃ النساء ص ۲۱۹)

گویا کہ اس بات کی تعلیم ہے کہ شوہر ناراض نہ رہے۔اپنی جانب سے اسے ناراض رہنے یا رکھنے کی شکل نہ پیدا کی جائے کہ اس کی رضا جنت ہے۔

نیکی میں شوہر کی اعانت کرنے والی

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَالَ (رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَفْضَلُهٗ لِسَانٌ ذَاكِرٌ وَّقَلْبٌ شَاكِرٌ وَّ زَوْجَةٌ مُّؤْمِنَةٌ تُعِيْنُهٗ عَلٰى اِيْمَانِهٖ. (ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۱۹۸)

''حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے یہ معلوم کرنا چاہا کہ کون سا مال نفع بخش ہے تا کہ اسے اختیار کریں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! سب سے نفع بخش چیز یہ ہے کہ آدمی کو ذکر کرنے والی زبان، شکر کرنے والا دل نصیب ہو، اور ایسی ایمان دار بیوی ہو جو اس کی دین پر مدد کرنے والی ہو۔''

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین نفع بخش چیزوں کو بیان کیا ہے:

۱۔ وہ زبان جو خدا کو خوب یاد کرنے والی ہو یعنی ہر وقت خدا کی یاد میں لگی ہو اور اس سے رطب اللسان ہو۔مطلب یہ ہے کہ ہر وقت خدا کی یاد میں کبھی نماز میں، کبھی تلاوت میں، کبھی درود میں، کبھی استغفار میں، کبھی سبحان اللہ والحمد للہ میں، جاگے ہوں تو خدا کا ذکر، سو رہے ہوں تو یادِ خدا میں، بازار میں تو خدا کا ذکر، جب دیکھو زبان یادِ خدا میں لگی رہتی ہے، اس کی بڑی فضیلت ہے۔ یہ اللہ کے اولیاء اور مقرّب بندوں اور اہلِ جنت کی پہچان ہے۔جب کثرتِ ذکر کی عادت ہو جاتی ہے تو جسمانی کام رکاوٹ نہیں بنتے کہ وہ اِدھر کام بھی کرتے رہتے ہیں اُدھر زبان ذکرِ خدا میں مشغول رہتی ہے۔اے ماؤ اور بہنو! تم سے بھی ہو سکتا ہے کہ کھانا بھی پکاتی رہو اور گھر کا کام بھی کرتی رہو اور زبان ذکرِ خدا میں مشغول رکھو۔

۲۔ قلبِ شاکر: دلِ شاکر کی بھی بڑی اہمیت ہے۔شکر سے نعمت میں اضافہ ہوتا ہے شکر کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی دی ہوئی نعمت صحت اور مال کو خدا کی نافرمانی میں نہ خرچ کرے۔گناہ کے اسباب نہ اختیار کرے یہ بھی ناشکری میں داخل ہے۔

۳۔ تیسری جو اہم چیز اس مقام کے اعتبار سے ہے وہ یہ ہے کہ کسی کی ایسی بیوی ہو جو شوہر کو اس کے آخرت اور دین کے امور میں اعانت کرنے والی ہو۔ مثلاً شوہر جماعت میں جائے، دین کا کام کرے، مدرسہ میں پڑھائے تو وہ اس کے مقابلہ میں دنیا کی جانب مالی فائدہ دیکھ کر نہ اکسائے اور اسے نہ کہے کہ اس میں مالی پریشانی ہوتی ہے اس کو چھوڑ کر دنیا کا کوئی کام کرو۔ بہت سی عورتوں کو دیکھا گیا ہے کہ شوہر مدرسہ میں مدرس تھا کم تنخواہ ملتی تھی تو اسے چھڑا کر دوسرے دنیاوی کام میں لگوا دیا تاکہ زیادہ مال ملے۔ مثلاً دکان داری میں لگوا دیا یا بیرونِ ملک بھجوا دیا۔ یہ اس کے دین کے خلاف مدد ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ شوہر اگر دین و آخرت کے امور کو اختیار کرتا ہو اور اسے کچھ دنیا کا نقصان معلوم ہوتا ہو، تب بھی عورت دینی امور میں لگے رہنے کو کہتی ہو، ہمت بڑھاتی ہو، دنیا کی تنگی اور کمی کی وجہ سے اسے پریشان نہ کرتی ہو۔ ایسی عورت مرد کے حق میں بہت بہتر ہے اور اسی کی فضیلت ہے۔

چنانچہ واقعہ ہے کہ ایک صاحب عالم، حافظ، دیندار تھے۔ مدرسہ میں دینی خدمت کرتے تھے۔ شادی کے بعد بیوی نے کہا اس قلیل تنخواہ میں کیا ہوگا۔ فلانی عورت کو دیکھو کس طرح عیش و عشرت کے ساتھ رہتی ہے، فلاں گھر کو دیکھو کس قدر فراوانی ہے، فلاں کو دیکھو تجارت یا دکانداری یا بیرونِ ملک کام کرنے کی وجہ سے کس قدر خوشحال ہے۔ کس قدر کھانے پینے اور اسباب کی راحت ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے شوہر کو دین کی خدمت سے ہٹ کر دنیاوی کام میں لگوا دیا تاکہ دنیا کی فراوانی حاصل ہو۔ ایسی عورت بہتر نہیں کہ اس نے آخرت کی دائمی ابدی راحت کے مقابلہ میں دنیا کی چند روزہ زندگی کی راحت کو ترجیح دی۔

اسی طرح اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ نماز، روزہ، صدقہ خیرات میں شوہر کی اعانت کرتی ہو، شوہر ذرا ڈھیلا یا سست ہو تو اسے تاکید کرتی ہو، نماز کے لئے اٹھا دیتی ہو، تبلیغی دینی امور میں رغبت دلاتی ہو، مدرسہ مسجد اور غریبوں کے تعاون میں اسے اکساتی اور تاکید کرتی رہتی ہو تو ایسی عورت شوہر کے حق میں نفع بخش ہے کہ اس عورت کی وجہ سے شوہر کی آخرت بن رہی ہے۔ جس کی وجہ سے اس کا ثواب اس عورت کو بھی ملتا ہے۔ نیکی پر اُبھارنے والے کو بھی نیکی کرنے کی طرح ثواب ملتا ہے۔

چنانچہ بڑی خوش نصیب ہے وہ عورت جو اپنے شوہر کی دین پر، عبادت پر مدد کرے۔ نمازوں کا تارک ہو یا سست ہو تو نمازوں کی پابندی کی ترغیب دیتی ہو، اس کے کپڑے پاک و صاف رکھتی ہو، وضو اور غسل کا انتظام کر دیتی ہو تا کہ وقت پر سکون سے نماز پڑھ لے۔ ایسی عورت خود بھی جنتی ہے اور اپنے شوہر کے لئے بھی جنت کا باعث کہ اگر شوہر دیندار نہ ہو تو خطرہ ہے کہ ایسے شوہر کی رفاقت جنت میں نہ مل سکے اس لئے اسے دیندار بنانے کی کوشش کرو تا کہ دنیا کی طرح جنت میں بھی ساتھ رہ سکو۔

نیک عورت کون ہے؟

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ یَقُوْلُ مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ تَقْوَی اللّٰہِ خَیْرًالَّہٗ مِنْ زَوْجَۃٍ صَالِحَۃٍ اِنْ اَمَرَھَا اَطَاعَتْہُ وَاِنْ نَظَرَ اِلَیْھَا سَرَّتْہُ وَاِنْ اَقْسَمَ عَلَیْھَا اَبَرَّتْہٗ وَاِنْ غَابَ عَنْھَا نَصَحَتْہُ فِیْ نَفْسِھَا وَمَالِہٖ۔ (ابن ماجہ ص۱۳۳، مشکوٰۃ ۲۶۸)

''حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مؤمن بندے نے تقویٰ کی نعمت کے بعد کوئی ایسی بھلائی حاصل نہیں کی جو نیک و صالح بیوی سے بڑھ کر ہو۔ (وہ ایسی ہو کہ) اگر شوہر کوئی بات کہے تو اسے پورا کرے، اگر شوہر اس کی طرف دیکھے تو اسے خوش کر دے، اگر شوہر کسی کام کے بارے میں قسم دے دے تو اسے پوری کرے، اگر وہ کہیں باہر جائے تو اپنی جان اور اس کے مال کے بارے میں خیر کا معاملہ کرے۔''

فائدہ: اس حدیث پاک میں تقویٰ کی نعمت کے بعد مرد کے لئے نیک و صالح بیوی کو بیان کیا ہے، واقعۃً متقی و پرہیزگار کو نیک بیوی مل جائے تو ''نور علی نور''۔ زندگی جنت نظیر ہو جائے گی، نیک بیوی کی چند علامتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ شوہر دیکھے تو خوش کر دے۔ نیک بیوی کی بہت ہی اہم علامت ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ اپنا رنگ ڈھنگ صفائی ستھرائی شوہر کی مرضی کے مطابق رکھے کہ دیکھے تو اس کا دل خوش

ہو جائے۔ خندہ پیشانی، چہرے کی مسکراہٹ سے اس کے ساتھ پیش آئے۔ ایسا نہیں کہ گھر میں مرد آیا کہ بس منہ پھلانا شروع کر دیا یا تکلیف کا اظہار کر کے اس کو پریشان کر دیا، نہ ایسا کہ میلی کچیلی پھر رہی ہے شوہر نے دیکھا تو اس کا دل کڑھ گیا۔ اچھے عمدہ کپڑے نظافت اور صفائی کے سامان رکھے ہیں مگر پھر بھی گندی کہ شوہر دیکھے تو منہ پھیرے کہ کیسی لگ رہی ہے۔

باہر دوسری عورتوں پر جب اس کی نظر پڑتی ہے تو یہ بھی سوچتا ہے کہ ہمارے گھر میں صفائی اور زینت کا خیال رہے۔ ہاں جب باہر جائیں گی، شادی بیاہ میں جائیں گی، رشتہ داروں میں جائیں گی تو خوب بن سنور کر عمدہ سے عمدہ کپڑے پہن کر۔ کیوں! دوسری کو دکھانے کے لئے۔

سن لیجیے! شادی سے قبل بناؤ سنگھار زیب و زینت درست نہیں۔ ہاں شادی کے بعد درست ہے اور یہ بناؤ سنگھار شوہر کے لئے ہے نہ کہ اجنبی اور غیر محرموں کے لئے۔ یہ گناہ کا کام ہے۔ ایسی عورتوں کو ایک حدیث میں زانیہ کہا گیا ہے یہ لوگوں کو کم از کم آنکھ اور دل کے زنا کی دعوت دیتی ہے، لوگوں کو اپنی جانب مائل کرتی ہیں۔ کم از کم یہ تو سوچتی ہی ہیں کہ کوئی عورت یا کوئی مرد دیکھے تو حیرت اور تعجب میں پڑ جائے اور تعریف کرے۔

کیسی بری بات ہے۔ عفت، حیاء، شرافت کے خلاف ہے۔ زیب و زینت سے شوہر کو خوش کرو۔

۲۔ قسم پوری کرنے کا مطلب یہ ہے کہ شوہر بیوی پر اعتبار کرتے ہوئے قسم کھالے۔ مثلاً یہ کہے بقسم تم ایسا ضرور کرو، تو شوہر کی خوشی کے پیش نظر ضرور پورا کر دیتی ہے۔ خواہ مشقت اور مزاج کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

۳۔ شوہر کے غائبانہ جان و مال کی بھلائی کا مطلب یہ ہے کہ آزاد نہ پھرے۔ اجنبی مردوں سے ربط اور تعلق پیدا نہ کرے۔ بعض عورتوں کو دیکھا گیا ہے کہ شوہر کی عدم موجودگی میں بے پردہ پھرتی رہتی ہیں، اجنبی مردوں سے گفتگو میں جھجک محسوس نہیں کرتیں۔ مال کی بھلائی کا مطلب یہ ہے کہ بے جا اسراف سے مال نہ لٹاتی ہو۔ سامان حفاظت سے استعمال کرتی ہو۔ اس طرح جن لوگوں کو شوہر کی موجودگی میں مال اور کوئی سامان نہیں دیتی تھی، ان کے غائبانہ میں بھی نہ دیتی ہو۔ نہ اپنے رشتہ داروں کو اور نہ دوسروں کو۔

جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے

"عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَۃُ خَمْسَھَا وَ حَصَّنَتْ فَرْجَھَا وَ اَطَاعَتْ بَعْلَھَا. دَخَلَتْ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ شَآءَ تْ."

(ابن حبان، ترغیب ج ۳ ص ۳۴)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا عورت جب پانچ وقت کی نماز پڑھتی ہو۔ اپنے ناموس و عزت کی حفاظت کرتی ہو اور شوہر کی اطاعت کرتی ہو تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔"

فائدہ: عورتوں کے لئے کتنی بڑی فضیلت اور مرتبہ کی بات ہے۔ جنت میں داخل ہونے کا کس قدر آسان نسخہ ہے۔ عام طور پر عورتیں نماز میں کوتاہی کرتی ہیں پڑھتی نہیں یا چھوڑ کر پڑھتی ہیں یا سستی سے وقت گزرنے کے بعد پڑھتی ہیں۔ سو نماز کی پابندی کرلو، شوہر کی خدمت کرلو، مزے سے جنت میں چلی جاؤ۔ شریعت میں عورتوں سے بہت کم اور آسان عمل پر جنت کا وعدہ کیا گیا ہے۔ مردوں کے مقابلہ میں ان سے کم عمل کا مطالبہ ہے۔ عورتوں کا جنت میں جانا آسان ہے۔ گناہوں سے بچی رہیں، نماز کو نہ چھوڑیں، شوہروں کو خدمت اور اطاعت سے خوش رکھیں، بس! جنت کا ٹکٹ پالیں اور جس دروازے سے چاہیں چلی جائیں۔

کونسی عورت خوش نصیب؟

"عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ النِّسَآءِ خَیْرٌ". قَالَ الَّتِیْ تَسُرُّہٗ اِذَا نَظَرَ. وَتُطِیْعُہٗ اِذَا اَمَرَ وَلَا تُخَالِفُہٗ فِیْ نَفْسِھَا وَلَا مَالِھَا بِمَا یَکْرَہُ." (مشکوٰۃ ص ۲۸۳)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ سے یہ پوچھا گیا کہ کون عورت بہتر ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا! وہ عورت، شوہر اسے دیکھے تو

وہ اسے خوش کردے، جب کوئی کام کہے تو اس کی اطاعت کرے، اور اپنی عزت کی حفاظت کرے، اور اس کی مرضی کے خلاف مال خرچ نہ کرے''۔
(مشکوٰۃ ص ۲۸۳ بیہقی ج ۶ ص ۴۱۶)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ ایسی خوش مزاج اور خوش اخلاق ہو کہ شوہر جب گھر میں آئے، بیوی سے ملاقات و گفتگو کرے تو اس سے نرمی سے، پیار محبت سے، مسکراتے ہوئے بات کرے، اگر وہ پریشان رنجیدہ بھی آئے تو اسے حسن برتاؤ و حسن اخلاق سے خوش کردے۔ ایسا نہ ہو کہ منہ بنا کر بیٹھی رہے۔ شوہر پوچھے تو شکایتوں کا انبار لگادے، چنگاری کو آگ بنا کر پیش کردے، رائی کے دانہ کو پہاڑ بنا کر دکھائے، مبالغہ آرائی جھوٹ اور بدگمانی کی بنیاد پر، اِدھر اُدھر کی لگا کر اس کے ذہن کو پریشان کردے۔

چنانچہ بعض عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جہاں شوہر گھر میں داخل ہوا، شکایتوں کا انبار اس کے سامنے لاکھڑا کردیا۔ تمہاری ماں نے ایسا کیا، بھائی نے یہ معاملہ کیا، بھاوج نے اس طرح ظلم کیا، چنانچہ عورت کی میٹھی چال سے شوہر متاثر ہوجاتا ہے۔ اور ماں بہن کا مخالف ہو کر لڑائی اور جھگڑے کا ایک طومار سلسلہ قائم کردیتا ہے۔ ایسی عورت شوہر کو خوش کرنے والی نہیں۔ اسے جہنم میں ڈالنے والی ہے کہ اس نے اسے خوش کرنے کے بجائے رنجیدہ کردیا۔ سو، سنو! اسے خوش اخلاقی اور اپنی پیاری گفتگو سے خوش کرو۔ شکایت سنا کر رنجیدہ نہ کرو اور جھگڑا مت کراؤ۔ خدا کے نزدیک اچھی اور بھلی کہلاؤ گی اور جنت پاؤ گی۔

صالح اور نیک عورتیں جنت میں پہلے جائیں گی

"عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رضی اللّٰہ عنہ (مَرْفُوْعًا) یَا مَعْشَرَ النِّسْوَانِ اَمَا اِنَّ خِیَارَ کُنَّ یَدْخُلْنَ الْجَنَّۃَ قَبْلَ خِیَارِ الرِّجَالِ فَلْیُغْسَلْنَ وَیُطَیَّبْنَ فَیُدْفَعْنَ اِلٰی اَزْوَاجِھِنَّ عَلٰی بَرَاذِیْنِ الْحُمْرِ وَ الصُّفْرِ مَعَھُنَّ الْوِلْدَانُ کَاَنَّھُنَّ اللُّؤْلُؤُ الْمَنْثُوْرُ". (ابوالشیخ، کنز ج ۱۶، ص ۱۷۱)

''حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اے عورتوں

کی جماعتو! یادرکھو جوتم میں سے نیک ہیں وہ نیک لوگوں سے پہلے جنت میں داخل ہوں گی پھر (جب ان کے شوہر آئیں گے تو) ان کو غسل دے کر اور خوشبو لگا کر شوہروں کے حوالہ کردیا جائے گا سرخ اور زرد رنگ کی خوبصورت سواریوں پر اور ان کے ساتھ بچے ہوں گے جیسے بکھرے ہوئے موتی۔"

فائدہ: عورتوں کے لئے کتنی بڑی فضیلت کی بات ہے کہ جوان میں نیک ہوں گی، صالح ہوں گی، نماز، روزہ، تلاوت کی پابند ہوں گی، گناہوں سے بچنے والی ہوں گی، شوہروں کی خدمت و اطاعت کرنے والی ہوں گی وہ مردوں سے قبل جنت میں جائیں گی، یہ تو واقعی رشک کی بات ہے اور کس طرح شان سے اپنے بچوں سمیت جنت میں جائیں گی۔

آج نیکی اور صلاح والی زندگی اختیار کرلو کل شان کے ساتھ مردوں سے پہلے جنت میں چلی جاؤ۔

نیک عورت نصف دین ہے

"عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ رَزَقَہُ اللّٰہُ اِمْرَأَۃً صَالِحَۃً فَقَدْ اَعَانَہٗ عَلٰی شَطْرِ دِیْنِہٖ فَلْیَتَّقِ اللّٰہَ فِی الشَّطْرِ الثَّانِیْ". (مجمع ج۴ ص۲۷۵، کنز ج۱۶ ص۱۱۶)

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جسے اللہ پاک نے نیک عورت سے نواز دیا۔ گویا کہ اللہ نے اس کی آدھے دین سے مدد کردی اور اسے چاہیے کہ باقی نصف دین کے بارے میں خوفِ خدا اختیار کرتا رہے۔ (یعنی اسے بھی حاصل کرے)"۔

فائدہ: نیک و صالح عورت کو آدھا دین کہا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی مبارک عورت کی وجہ سے دین اور دنیا دونوں کا فائدہ ہوتا ہے۔ دنیا کا فائدہ تو یہ ہے کہ محبت وسکون سے گھریلو زندگی خوشگوار طور سے گزرتی ہے۔ خدمت واطاعت سے شوہر کو راحت ملتی ہے، سکون ملتا ہے، بچوں کی تربیت بہتر اور دینی ہوتی ہے اور آخرت کا فائدہ یہ ہے کہ دین کے معاملہ میں شوہر کی مدد کرتی ہے۔ نماز،

روزہ، تلاوت اور دوسرے دینی امور میں شوہر کو سہولت ہوتی ہے اور عبادت کا زیادہ موقع ملتا ہے۔ بیوی کی اصلاح کی وجہ سے گناہ اور فواحش کا گھر میں دخل نہیں ہوتا۔ اولاد نیک اور صالح ہوتی ہے۔ جو والدین کے حق میں دنیاوی سکون اور آخرت کے لئے صدقہ جاریہ کا باعث ہوتی ہے۔ خصوصاً اس زمانہ میں نیک عورت بہت بڑی دولت ہے۔ جس کی اہمیت آج کے دور میں عیش و غفلت کی وجہ سے نہیں ہے۔

نیک عورت بڑی اہم ترین دولت:

"عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِمُعَانِ بْنِ جَبَلٍ یَا مُعَاذُ وَ قَلْبًا شَاکِرًا وَّ لِسَانًا ذَاکِرًا وَّ زَوْجَۃً صَالِحَۃً تُعِیْنُکَ عَلٰی اَمْرِ دُنْیَاکَ وَ دِیْنِکَ خَیْرٌ" مَّا اکْتَسَبَہُ النَّاسُ".

(طبرانی، مجمع ج ۴، ص ۲۷۵)

"حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے معاذ! شکر گزار دل، ذکر سے تروتازہ زبان اور نیک بیوی جو تمہارے دین اور دنیا کے معاملے میں مددگار ہو ان سب سے بہتر ہے جسے لوگ حاصل کرتے ہیں"۔ (یعنی مال وغیرہ سے)

فائدہ: یعنی نیک عورت، جس سے دین اور دنیا دونوں کی اعانت ہو بہت بڑی دولت ہے۔ اس سے دنیا کی زندگی بھی اچھی، خوشگوار اور راحت سے گزرے گی اور دین میں بھی اعانت کرے گی کہ اسے گناہ سے بچا کر تقویٰ کی زندگی پر باقی رکھے گی۔ صالح اور دیندار ہونے کی وجہ سے خود بھی گناہ سے بچے گی اور شوہر کو بھی گناہ سے بچائے گی۔ نیکی کی جانب رغبت دلائے گی، جس سے آخرت کا فائدہ ہوگا اور جس سے دین و دنیا کا فائدہ ہوگا اس سے بڑی کیا دولت ہوگی۔ اس کے برخلاف عورت اگر بددین ہے۔ خدا، رسول اور آخرت کی پرواہ نہیں کرتی تو خود بھی گناہ کرے گی اور شوہر کو بھی گناہ کی طرف کھینچے گی۔

مثلاً بے پردہ شوہر کے ساتھ بن سنور کر بازار میں گھومے گی، میلے اور فلم میں جائے جا گی،

گھر میں ٹی وی منگوائے گی، اولاد کو بد دین اور بے نمازی بنائے گی۔اس طرح گھر میں جہنم کا ماحول بنائے گی خود بھی جہنم میں جائے گی اور شوہر کو، اولاد کو جہنم میں لے جانے کا باعث ہوگی۔ ایک جم غفیر کو جہنم میں لے کر جائے گی۔ خاک ہو ایسی بد دین اور بے نمازی عورت پر گو خوبصورت اور مالدار سہی۔ آج یہ مرد بد دین خوبصورت عورت پر ریجھ رہے ہیں اور جہنم کے اعمال پر راضی ہو رہے ہیں۔ کل کو جب اعمال کی سزا کا مشاہدہ ہوگا تب خون کے آنسو روئیں گے، جو بے سود ہوگا۔

بہترین عورت

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ (مَرْفُوْعًا) خَیْرُ نِسَآئِکُمُ الْعَفِیْفَةُ الْغِلْمَةُ عَفِیْفَةٌ" فِیْ فَرْجِهَا غَلِمَةٌ" عَلٰی زَوْجِهَا. (کنز جلد ۱۶۔ص ۱۷۰)

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: عورتوں میں بہتر وہ ہے جو پاکدامن اور محبت کرنے والی ہو۔ اپنے ناموس، عزت کی حفاظت کرنے والی اور شوہر سے غایت درجہ محبت یعنی عشق کرنے والی ہو"۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ عورت کا شوہر سے زیادہ تعلق و محبت رکھنا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک پسندیدہ اور قابل تعریف چیز ہے۔ حدیث پاک میں ایسی عورت کی تعریف کی گئی ہے جو شوہر سے حد درجہ عشق و محبت رکھنے والی ہو۔ جنت کی عورتوں کی بھی یہ صفت ہوگی کہ وہ شوہر سے حد درجہ فریفتگی اور عشق کا برتاؤ کریں گی جب کہ وہاں دنیا کی طرح محتاج معیشت نہ ہوں گی۔

آج کے اس فتنہ انگیز دور میں بہت کم عورتیں ایسی ہوں گی جو شوہروں سے شوہر ہونے کی حیثیت سے محبوبانہ برتاؤ کرتی ہوں گی، اب تو دنیاوی غرض کے پیش نظر آپس کے تعلقات قائم رہتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اس غرض میں جب کمی ہوتی ہے تو اس کا اثر محبت و تعلق پر بھی پڑتا ہے۔ سو یہ غرضانہ محبت محمود نہیں۔ یہ رشتہ تا حیات ہی نہیں بلکہ جنت میں بھی ہوگا۔ لہٰذا حقیقی محبت ہونی چاہیے تاکہ جنت میں بھی یہ رشتۂ زوجیت و محبت قائم رہے۔

صالح اور نیک عورتیں بہت کم ہیں

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِثْلَ الْمَرْاَۃِ الْمُؤْمِنَۃِ فِی النِّسَآءِ کَمَثَلِ الْغُرَابِ الْاَعْصَمِ فِی الْغِرْبَانِ. (مختصر امطالب عالیہ جلد۲۔ص۲۱)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مؤمنہ عورت کی مثال عورتوں میں ایسی ہے جیسا کہ کوؤں میں وہ کوا جس کے ایک پر میں سفیدی ہو۔''

اَبُوْ اُمَامَۃَ رَفَعَہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمَرْاَۃِ الصَّالِحَۃِ فِی النِّسَآءِ کَمَثَلِ الْغُرَابِ الْاَعْصَمِ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَاالْغُرَابُ الْاَعْصَمُ قَالَ الَّذِیْ اِحْدٰی یَدَیْہِ بَیْضَآءُ.

(مطالب عالیہ جلد۲۔ص۵۷)

''حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے نبی پاک ﷺ سے روایت کیا ہے کہ صالحہ عورت کی مثال عورتوں میں ایسی ہے جیسا کہ ''غراب اعصم'' پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ''غراب اعصم'' کیا ہے؟ فرمایا کہ ایسا کوا جس کے ایک پر میں سفیدی ہو۔''

فائدہ: اس حدیث پاک میں اس امر کا بیان ہے کہ نیک اور صالح عورتیں کم ہوں گی۔ یعنی جنتی اعمال والی عورتیں کم ہوں گی۔ آپ ﷺ کا یہ فرمان مبارک خصوصاً اس دور میں پورا ہو رہا ہے۔ جس طرح سیاہ سفید پر والا کوا نایاب ہے اسی طرح ایسی عورتیں کمیاب ہیں۔ چونکہ عموماً عورتوں میں قلب ونظر کی حفاظت، بے پردگی اور دیگر گناہوں سے بچنا مشکل ہوتا ہے اور تقویٰ کا مزاج نہیں ہوتا ہے۔

مثلاً شوہر کی اطاعت تو کرتی ہے مگر بے نمازی ہے۔ اگر نمازی ہے تو زکوٰۃ کا اہتمام نہیں کرتی۔ اگر نماز، زکوٰۃ کا خیال رکھتی ہے تو کوسنا، غیبت کرنا اور کینہ رکھنا، یہ برائی ہے۔ شوہر کی مطیع اور نماز کی پابند ہے تو ساس ونند سے کینہ، بغض اور لڑائی ہے۔ اگر اخلاق اچھے ہیں تو ٹی وی اور بے پردگی میں مبتلا ہے۔ اگر نماز، روزہ اور پردہ کا اہتمام کرتی ہے تو شوہر کو گردانتی نہیں اس سے

بدزبانی کرتی ہے۔غرض کہ ایک نیکی ہے تو دوسرے گناہ میں مبتلا ہوجاتی ہے۔خصوصاً زبان اور دل کے گناہ میں گرفتار رہتی ہے۔خوش نصیب ہے ایسی عورت جو اپنا دامن گناہ سے بچائے تاکہ دنیا اور دین دونوں میں کامیاب رہے۔

صالح عورت کا عمل صالح ستر صدیقین کے برابر

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاِنَّ مِثْلَ عَمَلِ الْمَرْأَۃِ الْمُؤْمِنَۃِ کَمِثْلِ عَمَلِ سَبْعِیْنَ صِدِّیْقًا وَاِنَّ عَمَلَ الْمَرْأَۃِ الْفَاجِرَۃِ کَفُجُوْرِ اَلْفِ فَاجِرٍ. (بزار، کشف الاستار جلد۲۔ص۱۵۷)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مؤمن (صالح) عورت کا عمل ستر صدیقین کے عمل کے برابر ہے۔اور فاجرہ عورت کی بدعملی ہزار فاجروں کی بدعملی کی طرح ہے۔''

فائدہ: دیکھو اس حدیث پاک میں نیک اور صالح عورتوں کا کتنا بڑا درجہ اور مرتبہ بیان کیا گیا ہے۔اور ایسی عورتوں کے عمل کا کتنا ثواب ہے۔

جانتی ہو صالح اور نیک عورت کون ہے۔وہ عورت ہے جو متقی پرہیز گار ہو جو ہر طرح کے گناہ سے اور خدا اور رسول ﷺ نے جس کام سے منع کر دیا ہے بغیر کسی تاویل اور بہانے اس سے بچتی ہو، فرائض وواجبات وغیرہ ادا کرتی ہو۔

یاد رکھو! گناہوں سے بچنا، یہی اصلاح اور تقویٰ میں اہم ہے۔تمام گناہوں سے احتیاط ہو گو نیکیاں کم ہوں۔یہ اس سے بہتر ہے کہ نیکیاں تو ہوں مگر گناہوں سے بچنے کا اہتمام نہ ہو۔مثلاً نماز، روزہ، تلاوت ہو مگر اس کے ساتھ بے پردگی بھی ہو غیر محرم سے احتیاط نہ ہو، یا نماز، روزہ، ذکر تلاوت کے ساتھ بدزبانی یعنی طعن کوسنا اور لڑنا جھگڑنا بھی ہو یا یہ کہ ایک جانب نماز، روزہ، تلاوت بھی ہو اور دوسری طرف ٹی وی بھی دیکھتی ہو۔تو ایسی عورت صالح نہیں۔اور ایسی نیکیاں رنگ نہیں لاتیں۔یہ ایسے ہی ہے جیسے دودھ، مکھن، پھل اور میوہ بھی کھایا اور ساتھ مٹی کا تیل یا پیٹرول بھی پی لیا تو ایسی صورت میں غذا سے کیا فائدہ ہوگا۔اسی طرح نیکیوں کے ساتھ گناہ بھی

کرتی رہی تو نیکیوں کا ثمرہ ظاہر نہ ہوگا۔ پیاری بہنو! آج گناہ سے توبہ کرلو۔ گھر میں ٹی وی ہو تو اژدھا سمجھ کر اسے گھر سے باہر کرو۔ جنت کے مزے لوٹو گی۔

دنیا کی عورتیں حورعین سے افضل ہیں

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْھَا قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَنِسَآءُ الدُّنْیَا اَفْضَلُ اَمِ الْحُوْرُ الْعِیْنُ قَالَ نِسَآءُ الدُّنْیَا اَفْضَلُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ کَفَضْلِ الظِّھَارَۃِ عَلَی الْبِطَانَۃِ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَ بِمَ ذا؟ قَالَ لِصَلَاتِھِنَّ وَ صِیَامِھِنَّ وَعِبَادَتِھِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ. (مختصر اعشرۃ النساء ص ۵۴۰، طبرانی)

"حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول پاک ﷺ سے پوچھا۔ اے اللہ کے رسول! دنیا کی عورتیں افضل ہیں یا حورعین؟ آپ ﷺ نے فرمایا دنیا کی عورتیں حورعین سے افضل ہیں ایسے جیسے ابرہ اچھا وعمدہ ہوتا ہے استر (اندرونی کپڑے) سے۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ایسا کیوں؟ فرمایا! اپنی نماز، اپنے روزے اور خدائے پاک کی عبادت کی وجہ سے۔"

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ دنیا کی نیک وصالح ذاکر شاغل نمازی عورتیں جنت کی حوروں سے افضل ہیں۔ اس وجہ سے کہ وہ جنت میں پیدا ہوئیں۔ وہاں عملِ صالح نماز، روزہ کہاں۔ یہ اعمالِ صالحہ تو دنیا میں ہیں اس لئے کہ حورعین نماز، روزہ، صدقہ، خیرات، حج، ذکر و تلاوت کے ثواب سے اور ان سے خدا کا جو قرب حاصل ہوتا ہے، محروم ہیں۔ دیکھو تمہاری کتنی بڑی فضیلت ہے۔ اس سے تم یہ نہ سوچنا کہ وہ تو بڑے مزے میں رہیں کہ جنت میں پیدا ہوئیں اور جنت میں رہنے لگیں اور ہم تو دنیا کے مشقت آمیز عمل کے بعد جنت پہنچیں۔

پیاری بہنو! جنت کے مزے اور اس کی راحتوں کی لذت تم لوٹو گی۔ ان کو یہ لذتیں اور مزے کہاں نصیب۔ مشقت اور پریشانیوں کے بعد راحت کی لذت کا احساس ہوتا ہے۔ دیکھو لذیذ خوشبودار شربت کا مزہ گرمیوں میں پیاس کے بعد ملتا ہے، شدید جاڑے کے موسم میں نہیں۔ اسی طرح دنیا کی پریشانیوں کے بعد تم کو جنت کے مزے کا احساس ہوگا ان کو نہیں۔

جنت کے آٹھوں دروازے کس کے لئے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا امْرَأَةٍ اِتَّقَتْ رَبَّهَا وَ حَفِظَتْ فَرْجَهَا وَ اَطَاعَتْ زَوْجَهَا فُتِحَ لَهَا ثَمَانِیَةُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ قِیْلَ لَهَا ادْخُلِیْ مِنْ حَیْثُ شِئْتِ.

(مجمع الزوائد جلد۴۔ص۳۰۶)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا! جو عورت خدا سے (گناہ کے بارے میں) ڈرے (اور گناہ نہ کرے) اور اپنی عزت کی حفاظت کرے اور شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری کرے۔اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس سے کہا جائے گا جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جا''۔

فائدہ: جنت کے آٹھ دروازے ہوں گے۔اپنے اپنے خصوصی اعمال کی وجہ سے جنت کے دروازے سے لوگ جائیں گے۔عموماً لوگ ایک دروازے سے جانے کے مستحق ہوں گے۔بعض مرد اور بعض عورتیں ایسی ہوں گی کہ ان کو جنت کے تمام آٹھوں دروازے سے جانے کی اجازت ہوگی اور ان کے اعزاز و اکرام میں جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے اور ان کو اختیار ہوگا کہ جنت کے جس دروازے سے چاہیں جنت میں چلے جائیں۔یہ وہ عورتیں ہوں گی جن میں یہ تین اوصاف ہوں گے۔

۱۔ تقویٰ والی زندگی ہوگی۔یعنی تمام ناجائز اور شریعت کی منع کردہ چیزوں سے بچتی ہوں گی۔ہر گناہ کی بات سے بچتی ہوں گی۔مثلاً پانچوں نماز کی پابند خصوصاً صبح کی نماز کی۔اپنے زیوروں کی حساب سے اگر نصاب کے برابر ہو زکوٰۃ نکالتی ہوں گی، کسی سے لڑتی جھگڑتی نہ ہوں گی، لعنت نہ دیتی ہوں گے، کوستی نہ ہوں گی، احسان نہ جتاتی ہوں گی۔اسی طرح بے پردہ کہیں نہ جاتی ہوں گی، اجنبی مردوں سے سخت احتیاط کرتی ہوں گی، بلا شدید ضرورت کے گھر سے باہر نہ پھرتی ہوں گی، عرس اور مزاروں پر نہ جاتی ہوں گی، رشتہ داروں میں سے کسی سے کینہ اور بغض و

عناد نہ رکھتی ہوں گی، غیبت کرنے سے بچتی ہوں گی، دیور اور غیر محرم رشتہ داروں سے پردہ کرتی ہوں گی، نہ خود ٹی وی دیکھتی ہوں گی اور نہ گھر میں رکھتی ہوں گی، سینما، ناچ اور گیت گانے میں شریک نہ ہوتی ہوں گی، محرم اور ربیع الاوّل کی بدعات نہ کرتی ہوں گی۔ غرض کہ ہر گناہِ کبیرہ سے بچتی ہوں گی اگر کسی وجہ سے کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرلیتی ہوں گی۔

۲۔ شوہر کے علاوہ کسی پر نظر اور نگاہ نہ رکھتی ہوں گی۔ سینما اور ٹی وی کے ذریعہ عفت کو برباد نہ کرتی ہوں گی، اپنی عزت اور ناموس کی حفاظت کرتی ہوں گی۔

۳۔ شوہر کی ہر اس امر میں جس سے شریعت نے منع نہیں کیا اطاعت و فرمانبرداری کرتی ہوں گی۔ اس میں غفلت اور سستی سے بہانہ نہ تراشتی ہوں گی۔

مثلاً شوہر کی عادت اور ضرورت کے مطابق وقت پر تمام کام کر دیتی ہوگی۔ بیماری اور تعب و تھکن کی حالت میں خدمت کر دیتی ہوگی۔ مثلاً شوہر کا مزاج معلوم ہے کہ وہ گرم کھانا کھاتے ہیں، گرم پانی سے وضو کرتے ہیں تو اس کے حکم دینے سے قبل اس کا پہلے سے اہتمام رکھتی ہوگی۔ غرض کہ اس کی خوشی اور آرام کو ملحوظ رکھتی ہوگی تو ایسی عورت کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے۔

پیاری ماؤ، بہنو! ان تینوں چیزوں پر ہمیشہ عمل کرو۔ جس میں مشکل امر گناہوں سے بچنا ہے باقی دو امور تو آسان ہیں۔ جنت کے آٹھوں دروازے کھلوالو۔ آج تھوڑی سی نفس اور ماحول کے خلاف مشقت برداشت کرلو، کل جنت کے مزے لوٹو گی جو ہمیشہ ہمیشہ کا مزہ ہوگا۔

موافق مزاج بیوی انسان کی سعادت میں سے ہے:

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ مِنْ سَعَادَةِ الْمَرْءِ اَنْ تَكُوْنَ زَوْجَتُهٗ مُوَافِقَةً وَ اَوْلَادُهٗ اَبْرَارًا وَ اِخْوَانُهٗ صَالِحِيْنَ. وَ اَنْ يَّكُوْنَ رِزْقُهٗ فِيْ بَلَدِهٖ.

(اتحاف المہرۃ جلد۴۔ ص ۴۵۷)

''حضرت عبداللہ بن حسین نے اپنے والد اور دادا کے واسطے سے روایت کی ہے کہ

نبی پاک ﷺ نے فرمایا! چار چیزیں انسان کی سعادت میں سے ہیں۔اس کی بیوی موافق مزاج ہو، اس کی اولاد نیک و صالح ہو، اس کے بھائی نیک ہوں اور اس کا رزق اس کے شہر میں ہو۔"

فائدہ: اس حدیث پاک میں انسان کی سعادت مندی اور خوش نصیبی جن چیزوں سے وابستہ ہے ان کو بیان کیا گیا ہے کہ اگر یہ چیزیں حاصل ہوں تو انسان کی زندگی دین و دنیا کے اعتبار سے چین وسکون، عافیت اور سہولت اور اچھے احوال سے گزرتی ہے۔ دنیا کی اچھائی کے ساتھ آخرت کی بھلائی بھی حاصل ہوتی ہے۔

ان میں اہم ترین چیز بیوی کا موافق مزاج ہونا ہے۔ واقعی باہم موافقت بہت بڑی نعمت ہے۔اس سے دونوں کے درمیان محبت وانس رہتا ہے۔موافقت کی وجہ سے ایک دوسرے سے شکایت کا موقع نہیں ملتا۔کلفت محسوس نہیں ہوتی، اگر دونوں میں مزاج کی موافقت نہ ہو ایک کا مزاج دینی ہو دوسرے کا دنیاوی ہو تو بڑی پریشانی ہوگی۔ایک بے پردگی چاہے گا دوسرا بے پردگی کی مخالفت کرے گا۔ایک ٹی وی کا عاشق دوسرا متنفر۔ایک اولاد کو دینی تعلیم کی جانب لائے گا دوسرا اس کے خلاف اسکول کو پسند کرے گا۔اس طرح گھر کا ماحول تناؤ میں رہے گی۔ بخلاف اس کے کہ اگر دونوں کا مزاج یکساں ہو تو گھر اور آپس کا نظام خوش اسلوبی سے چلے گا۔خیال رہے کہ عورت چونکہ ماتحت اور شوہر کے زیر اقتدار ہے اس لئے کہ اگر شوہر مزاج کے برعکس ہو تب بھی خدا کی معصیت اور نافرمانی کے علاوہ شوہر کی موافقت کرے۔اس کے مزاج کی رعایت کرے، پریشانی ہو تو بھی شوہر کی موافقت کرے تا کہ گھر کا نظام اور آپس کا نظام بہتر چلے ورنہ تو گھر جہنم کا نمونہ بن جائے گا۔

اولاد کا نیک ہونا بھی خوش نصیبی کی بات ہے کہ وہ والدین کے لئے معاون و مددگار ہوتی ہے۔ بھائی چونکہ قریب اور پڑوسی ہوتا ہے اس لئے اس کے نیک ہونے سے بڑی سہولت اور وقت پر اعانت ملتی ہے۔اور اسی شہر میں معاشی سلسلہ ہونے سے گھر کا دوسرا نظام بھی ٹھیک چلتا ہے۔گھریلو فائدہ بھی ہوتا ہے اس لئے اسے بھی خوش نصیبی کی بات فرمایا۔اس سے معلوم ہو کہ باہر کے مقابلے میں اپنے شہر میں معاشی امور اور روزگار بہتر اور بہت سے فوائد کا حامل ہے۔

شادی نہ کرنے والی عورتوں اور مردوں پر لعنت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ (مَرْفُوْعًا) لَعَنَ اللّٰهُ الْمُتَبَتِّلِیْنَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ لَانَتَزَوَّجُ وَ الْمُتَبَتِّلَاتِ اللَّاتِیْ یَقُلْنَ ذٰلِکَ.

(کنز العمال جلد ۱۶ ۔ص ۱۶۷)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ ﷺ کا یہ فرمانِ مبارک منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو کہتے ہیں کہ ہم شادی نہیں کریں گے۔اسی طرح ان عورتوں پر خدا کی لعنت ہو جو کہتی ہیں ہم شادی نہیں کریں گی۔''

عَنْ اَبِیْ نَجِیْحٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کَانَ مُوْسِرًا لِاَنْ یَّنْکِحَ فَلَمْ یَنْکِحْ فَلَیْسَ مِنَّا.

(اتحاف المہرۃ جلد ۴ ۔ص ۴۳۷ ۔کنز جلد ۱۶ ۔ص ۱۱۹)

''حضرت ابو نجیح رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو نکاح کر سکتا ہو پھر بھی نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں''۔

فائدہ: معلوم ہونا چاہیے کہ عورتوں اور مردوں کے لئے جو خدائے پاک نے شادی بیاہ کو مشروع کیا ہے اس میں دین اور دنیا کے بہت سے مصالح اور ضروریات پوشیدہ ہیں۔ بہت سی برائیوں اور نقصانات اور پریشانیوں اور مختلف قسم کی بیماریوں سے اس میں نجات ہے۔سب سے اہم فائدہ تو ظاہر ہے کہ دل اور آنکھ کی بیماریوں سے اس میں نجات ہے۔ معاشی سہولتیں پیدا ہوتی ہیں۔ ایک دوسرے کے تعاون سے زندگی میں راحت ملتی ہے۔ خالقِ حکیم نے ہر ایک کی ضرورت کو دوسرے سے وابستہ رکھا ہے۔صرف عورت ہی نہیں شوہر بھی بیوی کا محتاج ہے۔خصوصاً گھریلو نظام مرد نہیں چلا سکتا ہے ایسے آزاد مرد کی گھریلو زندگی ناکارہ ہو جاتی ہے۔تجربہ شاہد ہے کہ ابتداء میں تو زندگی ماں، بہن وغیرہ کی اعانت سے گزر جاتی ہے مگر ان کے گزرنے کے بعد یا پھر آخر زندگی میں سخت پریشانی ہوتی ہے وقت پر کھانا، بیمار پڑنے کی صورت میں دوا اور پرہیز کا نظام، تیل وغیرہ لگانے کی ضرورت میں مرد کو شدید پریشانی ہوتی ہے پھر زندگی پر موت کو ترجیح دینے لگتا

ہے۔شادی کا مقصد محض خواہشات کی تکمیل ہی نہیں ہوتی بلکہ نظامِ زندگی اور صحت کو باقی رکھنے کے لئے اس کی شدید ضرورت پڑتی ہے۔ بڑھاپے میں اولاد کے تعاون اور اس کے فوائد سے محروم رہتا ہے۔اسی وجہ سے شادی نہ کرنے والیوں اور والوں پر خدا کی لعنت ہے اور اسی لئے ہماری شریعت میں شادی سنت اور عبادت ہے۔ جولوگ اسے جھمیلہ سمجھتے ہیں وہ نادان اور حکمتِ خداوندی سے ناواقف ہیں۔

عورتوں کے لئے گھریلو کام کا ثواب جہاد کے برابر

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قُلْنَ النِّسَآءُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ذَھَبَ الرِّجَالُ بِالْفَضْلِ فِی الْجِھَادِ فَھَلْ لَّنَا مِنْ اَعْمَالِنَا شَیْءٌ نَبْلُغُ بِہٖ فَضْلَ الْجِھَادِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَعَمْ مَھْنَۃُ اِحْدَاکُنَّ فِیْ بَیْتِھَا تَبْلُغُ بِہٖ فَضْلَ الْجِھَادِ.

(مطالب عالیہ جلد۲ ص ۳۹۔بیہقی جلد۶ ص ۴۲۰)

’’حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عورتوں نے آپ ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول جہاد کرنے سے مرد تو فضیلت لوٹ لے گئے، ہم عورتوں کے لئے بھی کوئی عمل ہے جس سے جہاد کی فضیلت ہم پاسکیں۔آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں گھریلو کام میں تمہارا لگنا یہ جہاد کی فضیلت کے برابر ہے‘‘۔

فائدہ: اندرونِ خانہ جتنے بھی امور ہیں خواہ اس کا تعلق کھانے سے ہو خواہ صفائی سے ہو یا بچوں کی تربیت و پرورش سے متعلق ہو یا سامان کے نظم وضبط سے متعلق ہو ان سب کی نگرانی اور دیکھ بھال کو باحسن طریقہ کرنا عورت کی ذمہ داری ہے اور اس کی خدا اور رسول ﷺ نے بڑی فضیلت بیان کی ہے اور اس پر بڑا ثواب دیا ہے۔مردوں کو جو جہاد اور قتال میں ثواب ہے وہی ثواب شریعت نے ان عورتوں کو گھریلو کام میں دیا ہے۔

افسوس کہ مالدار اور نئی تہذیب سے متاثر عورتیں اسے عیب اور شرافت کے خلاف سمجھتی ہیں۔ وہ برتن دھونے کو، جھاڑو دینے کو، گھر صاف کرنے کو، گھر میں نل، کنواں ہو تو پانی بھرنے کو،

معیوب اور عزت وشان کے خلاف سمجھتی ہیں۔ اس لئے یہ کام خادم سے لیتی ہیں۔ اگر چہ خادمہ رکھنا مالی وسعت کے اعتبار سے جائز ہے مگر ان کاموں کے کرنے میں کوئی عیب نہیں یہ تو ثواب کا کام ہے۔ عزیز ماؤ اور بہنو! آج ثواب لوٹ لو، کل آخرت میں کام آئے گا نوابوں کے طریقے اور مغربی تہذیب پر لعنت بھیجو۔

عورت کے ذمہ گھریلو خدمت ہے

"ضَمُرَةُ بْنِ خَبِيْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اِبْنَتِهِ الْفَاطِمَةِ بِخِدْمَةِ الْبَيْتِ وَ عَلٰى عَلِيٍّ مَاكَانَ مِنْ خَارِجِ الْبَيْتِ". (مطالب عالیہ ج۴ ص ۳۹)

"حضرت ضمرہ بن حبیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ وہ گھریلو کام کریں گی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر سے باہر کا کام کریں گے۔"

فائدہ: ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے زاد المعاد میں ابن حبیب کی الواضحہ سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان فیصلہ کرتے ہوئے (جب انہوں نے خدمت اور کام کے متعلق شکایت کی) فرمایا کہ فاطمہ تو گھر کے اندر کا کام انجام دے گی اور علی گھر سے باہر کا کام کریں گے۔ ابن حبیب نے کہا کہ گھر کی خدمت سے مراد آٹا گوندھنا، پکانا، بستر بچھانا، جھاڑو دینا اور پانی نکالنا اور گھریلو کام ہیں۔ (زاد المعاد جلد۴ ص ۴۰)

اس سے معلوم ہوا کہ عورت کے ذمہ گھریلو تمام امور کو انجام دینا اور گھر کے نظم کو صحیح اور بہتر ڈھنگ سے چلانا گھریلو کام میں کھانا پکانا، کپڑے بستر کی صفائی کا انتظام کرنا، گھر کی صفائی جھاڑو وغیرہ کا لگانا اور گھریلو تمام اشیاء کی حفاظت اور بچوں کی دیکھ بھال، تربیت اور نگرانی ہے، غلہ وغیرہ کا نظم اس کی صفائی اور تمام خوردنی اور برتنے والے سامانوں کی نگرانی اور دیکھ بھال اس کے ذمہ ہے۔ باہر سے تمام سامان حتیٰ کہ پانی تک لاکر دینا مرد کے ذمہ ہے۔ گھر سے باہر کا جو کام ہو عورت اس کے لئے باہر نہ جائے گی۔

عورت گھر کی نگہبان ہے

”عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّ کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ“ عَنْ رَعِیَّتِہٖ وَالْاِمَامُ رَاعٍ وَھُوَ مَسْئُوْلٌ“ عَنْ رَعِیَّتِہٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِیْ اَھْلِہٖ وَالْمَرْءَۃُ رَاعِیَۃٌ“ فِیْ بَیْتِ زَوْجِھَا. وَالْخَادِمُ فِیْ مَالِ سَیِّدِہٖ.

(ادب المفرد، ۴۴، بخاری جلد ۲ ص ۷۸۳)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے۔ تم میں سے ہر ایک سے اپنے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا اور امام راعی ہے اور اس سے اپنی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اور آدمی اپنے اہل وعیال کا نگہبان ہے۔ عورت اپنے شوہر کے گھر میں نگہبان ہے اور خادم ونوکر اپنے آقا کے مال میں نگہبان ہے“۔

فائدہ: خدائے پاک نے مرد کو باہری امور جس میں اہم ترین معاشی امور ہیں اس کا حاکم اور نگہبان بنایا ہے اور عورت کو اللہ پاک نے گھر کی حاکمہ اور اس کے تمام امور کی نگہبان بنایا ہے۔ وہ گھر کے تمام امور کی ذمہ دار ہے۔ کھانا پکانا، گھر کی صفائی ستھرائی، خانگی سامان کا نظم اس کے ذمہ ہے۔ کیا منگانا ہے، سامان دال وغیرہ کیا پکے گا، کتنا پکے گا وغیرہ وغیرہ۔

گھریلو سامان میں کونسی چیز کہاں پر رہے گی کس میں کیا کمی وبیشی ہوگی، باورچی خانہ کا سارا نظم عورت کے ذمہ رہے گا۔ مرد سامان صرف باہر سے لاکر دے دے اور ہر جگہ اپنی بات کی ضد نہ کرے، نہ اس معاملہ میں عورتوں کو پریشان کرے کہ اتنا کیوں خرچ ہوا، ہاں اسراف اور ضائع ہونے کی گرفت کرسکتا ہے۔ اسی طرح عورت گھر میں بچے کی تربیت میں حاکمہ ہے۔ محبت، ضرورت اور تجربہ کے پیش نظر جو کرے گی بہتر کرے گی۔ گھریلو معاملہ میں عورت خود مختار ہے اس کے نظم میں مرد بلاضرورت دخل نہ دے ورنہ گھر کا نظم درہم برہم رہے گا۔ خدائے پاک نے اس کی فطرت میں گھر کے نظام کے سنوارنے کی صلاحیت رکھی ہے وہ خود بہتر سے بہتر انتظام چلائے

گی۔ مرداس پر اعتبار کرے، خدانے اس کے مزاج میں گھر کا نظم رکھا ہے جو کہ خدائی تقسیم ہے۔ اس میں دخل اندازی گھر کے نظام کو فاسد کرتی ہے۔

عورت کے لئے اس کا شوہر جنت یا جہنم

عَنْ حُصَيْنِ بْنِ مِحْصَنٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ أَنَّ عَمَّةً لَّه' اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا أَ ذَاتُ زَوْجٍ اَنْتِ؟ قَالَتْ نَعَمْ. قَالَ فَأَيْنَ اَنْتِ مِنْهُ؟ قَالَتْ مَا آلُوْهُ اِلَّامَاعَجَزْتُ عَنْهُ. قَالَ فَكَيْفَ اَنْتِ لَه'؟ فَاِنَّكَ جَنَّتُكِ وَ نَارُكِ". (ترغیب ج ۳ص ۴۳،عشرۃ النساء ص ۱۷۱، حاکم)

''حضرت حصین بن محصن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی پھوپھی نبی پاک ﷺ کے پاس تشریف لائی۔ (ضرورت پوری ہونے کے بعد) آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کیا تم شوہر والی ہو؟ کہا ہاں۔ تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ تم ان کے ساتھ کس طرح برتاؤ کرتی ہو؟ انہوں نے کہا ہر ممکن طریقہ سے خدمت کرتی ہوں کوئی کوتاہی نہیں کرتی، ہاں مگر یہ کہ کوئی مجبوری ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا! تم ان کی رعایت کرو، وہ تمہارے لئے جنت ہے یا جہنم''۔

فائدہ: اس حدیث پاک میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ شوہر تمہارے لئے جنت یا جہنم ہے۔ یعنی اس کی خدمت اس کی رضا وخوشنودی سے تم جنت میں جاسکتی ہو۔

اس کے برخلاف اگر تم نے اس سے اچھا برتاؤ نہیں کیا، اس کو ناراض کیا، اس سے زبان درازی کی اور مقابلہ کیا، اس کی خدمت واطاعت سے تم نے اپنے آپ کو بچایا یا اس میں کوتاہی کی تو تمہارے لئے جہنم ہے۔

عموماً آج کل کے اس دور میں شروع عمر میں حظ نفس کی وجہ سے تو کچھ خدمت ورعایت کرتی ہے لیکن جب جوانی ڈھل جاتی ہے تو جانبین سے تعلقات خراب ہوجاتے ہیں۔ بہرصورت ہمیشہ اس کی خدمت ورعایت سے جنت کی دولت حاصل کرسکتی ہو۔ خدا کا حکم سمجھ کر آج خدمت میں کوتاہی نہ کرو، کل جنت کے مزے لوٹ لو۔

شوہر کو خوش رکھنے والی جنت میں جائے گی

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَیُّمَا امْرَءَ ةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ.

(بیہقی فی الشعب جلد ۶ ص ۴۲۱، ترمذی، ترغیب جلد ۳ ص ۳۴)

''حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جس عورت کا انتقال اس حالت میں ہو کہ اس کا شوہر اس سے خوش ہو تو وہ عورت جنت میں جائے گی''۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ شوہر کی رضا اور خوشنودی جنت میں جانے کا باعث ہے۔ لہٰذا شوہر کو ناراض رکھنا، بات بات پر اختلاف اور جھگڑا کرنا، ان سے شاکی رہنا، مال یا اور دیگر سلسلے میں اسے پریشان کرنا، ان کی خوشی اور ناخوشی کی پرواہ نہ کرنا، یہ سب اچھی بات نہیں اور جنتی عورت کا یہ مزاج اور شیوہ نہیں۔

بہت سی عورتوں کو دیکھا گیا ہے کہ شوہر بوڑھے اور ضعیف اور بیمار ہو جاتے ہیں تو ان کی پرواہ نہیں کرتیں۔ ان کی ضعیفانہ خدمت کی کوئی پرواہ نہیں کرتیں۔

ضعیف اور بیماری کی وجہ سے ان کو خدمت اور کھانے پینے میں وقت کے لحاظ کی ضرورت ہوتی ہے تو عورت ایسی خدمت سے ہاتھ کھینچ لیتی ہے۔ جوانی میں حظِ نفس کی وجہ سے موافقت کی، اب جب زمانہ خدمت کا آیا تو اس سے بچتی ہے۔ بیٹے اور بیٹی میں پڑ جاتی ہے۔ شوہر اس دنیا سے نالاں اور رنجیدہ رخصت ہوتا ہے۔ ایسی عورت جنت میں جانے کی مستحق نہیں۔ یہی حال بعض مردوں کا بھی ہوتا ہے جوانی میں تو اسے اچھی طرح رکھا اور بڑھاپے میں اسے کنارے کر دیا اور اس سے بے پرواہی برتنے لگا، یہ بد خلقی اور حق تلفی ہے۔ ایسا غرض پرست انسان جنت کے لائق نہیں۔

شوہر کو خوش رکھنے کا حکم

''عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ (مَرْفُوْعًا) یَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ! اِتَّقِیْنَ اللّٰهَ

وَالْتَمِسْنَ مَرْضَاةَ اَزْوَاجِكُنَّ فَاِنَّ الْمَرْاَةَ لَوْتَعْلَمُ، مَاحَقُّ زَوْجِهَا لَمْ تَزَلْ قَآئِمَةً مَّاحَضَرَ غَدَآءُہٗ وَ عَشَآءُہٗ.

(بزار، کشف الاستار ص ۱۷۵، کنز العمال جلد ۱۶۔ص ۱۴۵)

''حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، اے عورتوں کی جماعت! خدا سے خوف کرو اور اپنے شوہر کی خوشیوں کو پیشِ نظر رکھو۔ اگر عورت جان لے کہ اس کے شوہر کا کیا حق ہے تو صبح و شام کا کھانا لے کر کھڑی رہے''۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جن باتوں سے شوہر خوش ہوتا ہے یا جو اس کی مرضی اور مزاج کے موافق ہوں۔ جس میں اسے راحت معلوم ہوتی ہو، جس کو وہ پسند کرے (اور اس میں گناہ نہ ہو) ان کو معلوم کرتی رہے اور انہیں اختیار کرے۔ مثلاً اسے پسند ہے کہ گرم کھانا ہو، گرم روٹی ہو تو تازہ گرم کھانے کی رعایت رکھے۔ اسے پسند ہو کہ ناشتہ صبح جلدی مل جائے تو صبح جلدی اٹھ کر اس کا انتظام کردے۔ مثلاً وہ کسی وقت چائے پینے کا عادی ہو تو اس کے حکم دینے اور انتظار سے قبل انتظام رکھے اسی طرح شوہر گھر میں زینت اختیار کرنے کے لئے عمدہ لباس پہننے کو کہے، بال و چہرہ وغیرہ کو بہتر بنائے رکھنے کو کہے تو اس میں ہرگز مخالفت نہ کرے کہ یہ اس کا حق ہے۔ یہ تو عورت بغیر کہے ہی انجام دے کہ اس میں اسی کا فائدہ ہے۔ کمی ہوگی تو وہ خود پورا کریں گے۔ ہاں مگر بے پردگی کی اجازت نہیں۔

کھڑے رہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے کہنے اور بولنے کا انتظار نہ کرے، وقت سے پہلے ہی تیار رکھے۔ بلا تقاضہ، حسبِ عادت پیش کردے یا تقاضہ پر تاخیر نہ ہو کہ ابھی کر رہی ہوں، ابھی دے رہی ہوں اور شوہر انتظار کی زحمت میں پریشان رہے۔

شوہر کی خدمت اور محبت کرنے والی خدا کو محبوب

عَنْ عَلِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ (مَرْفُوْعًا) اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمَرْءَ ةَ الْمِلْقَةَ الْبَزْعَةَ مَعَ زَوْجِهَا اَلْحِصَانَ عَنْ غَیْرِہٖ. (کنز العمال جلد ۱۶ص ۱۶۹)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا

اللہ پاک اس عورت کو محبوب رکھتے ہیں جو اپنے شوہر کے ساتھ محبت رکھنے والی، خوش مزاج اور دوسرے مرد سے اپنی عزت وناموس کی حفاظت کرنے والی ہو۔‘‘

فائدہ: ایسی عورت خداوند قدوس کو محبوب اور پسند ہے جو اپنے شوہر سے محبت رکھنے والی اور اس سے دلی لگاؤ رکھنے والی ہو۔ صرف ضابطہ اور غرض کی محبت نہ ہو۔

ایسی محبت میں ایک دوسرے کو شکایت ہوتی ہے۔ چونکہ محبت نہیں ہوتی ہے تو آدمی تکلیف اور مرضی کے خلاف چیزوں کو برداشت نہیں کر پاتا ہے۔ محبت اور خالص تعلق اور قلبی ودلی لگاؤ ہو تو برائیوں اور تکلیفوں کا احساس بھی نہیں ہوتا اگر ہوتا ہے تو خوشی سے برداشت کر لیا جاتا ہے اسی لئے شوہر بیوی کے درمیان عشق ومحبت ہونی چاہیے۔

دوسری صفت خدا کے محبوب ہونے کی یہ بیان کی گئی ہے کہ دوسرے اجنبی مرد سے اپنی حفاظت کرے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شوہر کے علاوہ دوسرے اجنبی مرد سے دلچسپی نہ ہو۔ اس سے کسی قسم کا لگاؤ اور تعلق نہ ہو۔ آج کل کی اس نئی بگڑی ہوئی تہذیب میں شوہر کے علاوہ دوسرے اجنبی مردوں سے بلا تکلف دل لگی، انس اور بے تکلفی سے ہنسی مذاق کرتی ہیں اور اسے خوش اخلاقی سمجھتی ہیں۔ سن لیجیے! عورتوں کے لئے اجنبی مردوں سے ہنسی مذاق اور انس کی باتیں جائز نہیں۔ یہ حکماً زنا ہے اور یہ سب گناہ اور گناہ کے اسباب ہیں۔ خدا اور رسول کے نزدیک ناپسندیدہ اعمال ہیں۔ اس سے سخت احتیاط کرنی چاہیے۔

شوہر کی خدمت صدقہ ہے

"عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا (مَرْفُوْعًا) خِدْمَتُکَ زَوْجَکِ صَدَقَۃٌ".

(کنز ج ۱۶ ص ۱۶۹)

’’حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا بیوی کا شوہر کی خدمت کرنا صدقہ ہے‘‘۔

فائدہ: کتنی فضیلت ہے کہ جس طرح اہل مال کو خدا کے راستہ میں مال خرچ کرنے کا ثواب ملتا ہے اسی طرح عورتوں کو شوہروں کی خدمت میں ثواب ملتا ہے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ خدمت کا مفہوم وسیع ہے۔ مثلاً ناشتہ اور کھانا ان کے وقت اور مزاج کی رعایت کر کے بنانا، ان کے نجی سامان کو حفاظت اور ڈھنگ سے رکھنا، غسل اور وضو میں مدد کر دینا، جاڑا ہو اور گرم پانی سے وضو اور غسل کی عادت و ضرورت ہو تو ان کے بلا کہے انتظام کرنا اور پہلے سے تیار رکھنا، حسب ضرورت کپڑے دھو دینا، پھٹے ہوں تو سی دینا، حسب ضرورت سر پیر دبا دینا، بیمار ہوں تو ان کی دوا اور پرہیزی کھانے کا اہتمام رکھنا۔ صبح اور دوپہر کو نماز فجر اور ظہر کے لیے جگا دینا، سونے سے پہلے تکیہ و بستر کا انتظام کر دینا، ان کے احباب اور مہمانوں کی رعایت کرنا، ان کی منشاء و مرضی کے موافق چائے ناشتہ بطیبِ خاطر خوشی سے دینا، رات میں کچھ دیر ہو جائے تو انتظار کرنا، موسم کے موافق ٹھنڈا گرم کھانا دینا، غرضیکہ ہر وہ امر جس میں شوہر کو راحت اور سکون ملے اس کا اہتمام اور خیال کرنا خدمت ہے، جو صدقہ خیرات کا ثواب ہے۔ لہٰذا جو عورت مالی صدقہ کا ثواب حاصل نہیں کر سکتی وہ شوہر کی خدمت سے صدقہ کا ثواب حاصل کر سکتی ہے۔

شوہر کی اطاعت ہر حال میں خواہ بیکار ہی معلوم ہو

"عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَلَوْ اَنَّ رَجُلًا اَمَرَ اِمْرَأَةً اَنْ تَنْقُلَ مِنْ جَبَلٍ اَحْمَرَ اِلٰی جَبَلٍ اَسْوَدَ وَ مِنْ جَبَلٍ اَسْوَدَ اِلٰی جَبَلٍ اَحْمَرَ لَکَانَ نَوْلَهَا اَنْ تَفْعَلَ".

(ابن ماجہ ص ۱۳۴، مشکوٰۃ ص ۲۸۳، ترغیب ج ۳ ص ۵۶)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا! اگر آدمی اپنی بیوی کو حکم دے کہ وہ جبلِ احمر (کی چٹان کو) جبلِ اسود کی طرف منتقل کرے۔ یا جبلِ اسود (کی چٹان کو) جبلِ احمر کی طرف منتقل کرے، اس کا حق ہے کہ وہ ایسا کرے"۔

فائدہ: اس حدیث پاک میں آپ ﷺ نے مبالغۃً اور تاکیداً یہ فرمایا کہ اگر اسے پہاڑ یا اس کی چٹان کو ایک جگہ سے دوسری طرف منتقل کرنے کو کہے تو باوجود یہ کہ ایک بیکار عبث اور مشکل ترین کام ہے پھر بھی اس کی زوجیت کا تقاضہ ہے کہ وہ شروع کرے انکار نہ کرے خواہ وہ ہو یا نہ ہو۔ خواہ مشکل ہو یا آسان، خواہ اس میں فائدہ ہو یا نہ ہو۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ اگر شوہر کسی مشکل، مشقت آمیز کام یا عبث و بے کار کام کا حکم دے تب بھی اس سے انکار نہ کرے۔ (مرقات ص ۱۷۴)

مثلاً گھر دھویا یا جھاڑا دیا جا چکا ہے پھر بھی صاف کرنے کو کہے یا برتن صاف ہے یا دھلا ہے، کپڑے صاف ہیں دھلے ہیں پھر بھی دھونے اور صاف کرنے کو کہے، ظاہر ہے کہ یہ عبث ہی تو ہے پھر بھی کرے۔ تاکہ اس کا کہا پورا ہو جائے اور اسے اطمینان ہو جائے۔ اس کے دل میں آجائے کہ میری بات کا وزن رکھا اور مان لیا یا اسی طرح کوئی مشکل ترین کام کرنے کو کہے۔

مثلاً ہاون دستہ میں سخت مشکل دوا کوٹنے اور چھاننے کو کہے، کاغذ پتے وغیرہ سے چولہا جلا کر پکانے یا پانی گرم کرنے کو کہے، یعنی عرف اور ماحول میں کوئی ایسا کام جو مشکل اور با مشقت ہو وہ کرنے کو کہے تو انکار نہ کرے حتی الامکان کر دے۔ خصوصاً شوہر بیمار ہو، کمزور ہو اور ضعیف ہو یا اکھڑ مزاج ہو تو ثواب سمجھ کر خدمت کر دے اعراض نہ کرے۔ منہ نہ پھلائے، لاپرواہی نہ کرے، خاص کر بیماری اور بڑھاپے میں مزاج میں صبر و تحمل نہیں رہتا خدمت کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے۔ ایسی عورت جنتی ہے جو ہر حالت اور ہر وقت میں شوہر کی خدمت کرے، اسے راحت پہنچائے، اس کے دل کو خوش رکھے یہاں تک کہ وہ دنیا سے خوش خوش احسان و خدمت کا اعتراف کرتے ہوئے رخصت ہو۔ بڑی ہلاکت کی بات ہے اگر وہ ایسی حالت میں رخصت ہو رہا ہو کہ خدمت کی شکایت ہو۔

شوہر کا حق ادا نہیں ہو سکتا

"عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتٰی رَجُلٌ" بِابْنَتِهٖ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ ابْنَتِیْ هٰذِهٖ اَبَتْ اَنْ تَتَزَوَّجَ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَطِیْعِیْ اَبَاکِ فَقَالَتْ وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ لَآ اَتَزَوَّجُ حَتّٰی تُخْبِرَنِیْ مَا حَقُّ الزَّوْجِ عَلٰی زَوْجَتِهٖ؟ قَالَ حَقُّ الزَّوْجِ عَلٰی زَوْجَتِهٖ لَوْ کَانَتْ بِهٖ قَرْحَةٌ" فَلَحَسَتْهَا اَوْ اِنْتَشَرَ مِنْخَرَاهُ صَدِیْدًا اَوْ دَمًا ثُمَّ ابْتَلَعَتْهُ مَآ اَدَّتْ حَقَّهٗ' قَالَتْ وَالَّذِیْ

بَعَثَکَ بِالْحَقِّ لَآ اَتَزَوَّجُ اَبَدًا. فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم لَاتُنْکِحُوْهُنَّ اِلَّا بِاِذْنِهِنَّ. (ترغیب جلد۳ص۳۵)

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص اپنی بیٹی کو لے کر حاضر ہوا اور کہا کہ یہ میری بیٹی ہے، شادی سے انکار کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا اپنے والد کا کہا مان۔ اس نے کہا، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس وقت تک شادی نہ کروں گی جب تک کہ مجھے یہ نہ معلوم ہو جائے کہ بیوی پر شوہر کا کیا حق ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا شوہر کا بیوی پر یہ حق ہے کہ شوہر کا کوئی زخم ہو اور بیوی اسے چاٹ لے یا اس کی ناک سے پیپ یا خون بہے اور وہ اسے پی جائے تب بھی اس نے اس کا حق ادا نہ کیا۔ (یہ مبالغہ ہے غایت خدمت اور محبت سے، حقیقتاً پینا مراد نہیں کہ یہ ناپاک ہے) اس نے کہا، قسم اس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں شادی کبھی بھی نہ کروں گی۔ (کہ مجھ سے حق ادا نہ ہو سکے گا) اس پر آپ ﷺ نے فرمایا بغیر عورتوں کی اجازت سے نکاح مت کرو''۔

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوا کہ عورت شوہر کا حق کما حقہ ادا نہیں کر سکتی۔ مطلب یہ ہے کہ یہ نہ سوچے میں نے فلاں خدمت کر دی حق ادا ہو گیا بلکہ خدمت کرتی رہے۔ نیز کسی وجہ سے زوجیت کے لائق نہیں تو شادی نہ کرنے کا عورتوں کو اختیار ہے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

شوہر کا حق سب سے زیادہ ہے

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ النَّاسِ اَعْظَمُ حَقًّا عَلَی الْمَرْاَةِ؟ قَالَ زَوْجُهَا. قُلْتُ فَاَیُّ النَّاسِ اَعْظَمُ حَقًّا عَلَی الرَّجُلِ؟ قَالَ اُمُّهٗ. (بزار، ترغیب جلد۳۔ص۳۴)

''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول پاک ﷺ سے پوچھا کہ عورتوں پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کے

شوہر کا۔ میں نے پوچھا کہ مرد پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی والدہ کا۔"

فائدہ: یعنی جب تک عورت کی شادی نہ ہو والدین کی اطاعت اور ان کی خدمت کا حق ہے اور جب شادی ہو جائے اور شوہر کے گھر آ جائے تو اب شوہر کا حق سب سے زیادہ ہو جاتا ہے اور اس کی خدمت اور رعایت اس کے ذمہ عقدِ نکاح کی وجہ سے واجب ہو جاتی ہے اور مرد کے ذمہ سب سے زیادہ خدمت اور حق والدہ کا ہے کہ وہ اپنی ماں کی خدمت و اطاعت کرے اور اس کی ناراضگی سے بچے۔ بیوی کی خوشی پر ماں کی خوشی کو فوقیت دے، بیوی کی وجہ سے ماں کی حق تلفی نہ کرے۔ ایسی صورت نکالے کہ اگر بیوی اور والدہ کے درمیان اختلاف ہو جاتے ہوں تو بیوی کی بھی رعایت کرے اور والدہ کی بھی رعایت اور خدمت و اطاعت کرے۔ خیال رہے کہ رعایت اور خدمت الگ الگ چیز ہے۔ بیوی کی رعایت کرے اور ماں کی اطاعت و خدمت کرے۔ بیوی کے مقابلہ میں ماں کی رضا کو مقدّم رکھے۔

شوہر کی اطاعت کی وجہ سے مغفرت

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَجُلًا خَرَجَ وَ اَمَرَ امْرَءَ تَہٗ اَنْ لَّا تَخْرُجَ مِنْ بَیْتِہَا وَ کَانَ اَبُوْھَا فِیْ اَسْفَلِ الدَّارِ وَ کَانَتْ فِیْ اَعْلَاھَا. فَمَرِضَ اَبُوْھَا فَاَرْسَلَتْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَتْ ذَالِکَ لَہٗ فَقَالَ اَطِیْعِیْ زَوْجَکِ فَمَاتَ اَبُوْھَا فَاَرْسَلَتْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَطِیْعِیْ زَوْجَکِ فَاَرْسَلَ اِلَیْھَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ غَفَرَ لِاَبِیْھَا لِطَاعَتِھَا لِزَوْجِھَا. (مجمع جلد۴ ص ۳۱۶)

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص گھر سے باہر جاتے ہوئے اپنی بیوی سے کہہ گیا کہ گھر سے نہ نکلنا۔ اس کے والد گھر کے نچلے حصہ میں رہتے تھے اور وہ گھر کے اوپر رہا کرتی تھی۔ والد بیمار

ہوئے تو اس نے نبی پاک ﷺ کی خدمت میں کسی کو بھیج کر عرض کیا اور معلوم کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے شوہر کی بات مانو، چنانچہ اس کے والد کا انتقال ہو گیا پھر اس نے نبی پاک ﷺ کے پاس آدمی بھیج کر معلوم کیا آپ ﷺ نے فرمایا شوہر کی اطاعت کرو پھر نبی پاک ﷺ نے اس کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ اللہ پاک نے تمہاری شوہر کی اطاعت کرنے کی وجہ سے تمہارے والد کی مغفرت کر دی''۔

فائدہ: حدیث بالا میں عورت کا اپنے والد کے پاس نہ جانا صرف شوہر کی اطاعت کی وجہ سے تھا۔ آپ ﷺ نے بھی اسی کی تاکید کی تھی کہ جب شوہر نے گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں دی ہے تو مت نکلو اور اس کی بات کا لحاظ رکھو، یہاں تک کہ والد کی وفات ہو گئی۔ اللہ پاک نے اس اطاعت کی برکت سے اس کے والد کی مغفرت فرما دی۔ جب بیوی کی اطاعت سے اس کے والد کی مغفرت ہو گئی تو کیا خود عورت مغفرت کے لائق نہ ہو گی؟ یقیناً ہو گی۔

بچوں اور شوہر سے محبت نیکی اور صلاح کی پہچان ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَیْرُ نِسَآءٍ رَکِبْنَ الْاِبِلَ صَالِحُ نِسَآءِ قُرَیْشٍ اَحْنَاهُ عَلٰی وَلَدٍ فِیْ صِغَرِهٖ وَاَرْعَاهُ عَلٰی زَوْجٍ فِیْ ذَاتِ یَدِهٖ. (بخاری جلد۲ ص ۷۶۰، مسلم)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اُونٹ پر سوار ہونے والی عورتوں میں (عربی خواتین میں) سب سے بہتر قریش کی عورتیں ہیں کہ چھوٹے بچوں پر شفقت کرتی ہیں شوہر کے مال کی حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں۔''

فائدہ: اس حدیث پاک میں عورتوں کی دو قابلِ تعریف علامتوں کو بیان کیا گیا ہے۔

۱۔ بچوں پر شفقت کرنے والی۔ مطلب یہ ہے کہ چھوٹے بچوں کی پرورش میں بڑی مہربان و شفیق ہوتی ہیں۔ ان کو دودھ پلاتی ہیں، پاخانہ پیشاب دھوتی ہیں، ان کی نہایت ہی محبت سے پرورش کرتی ہیں۔ ایسا نہیں کہ اولاً تو بچہ ہی نہیں ہونے دیتیں اگر ہو جائے تو بچے کو دودھ نہیں

پلاتیں، بہانہ بناتی ہیں کہ صحت نہ خراب ہو جائے۔ یہ جہالت اور عیش مزاجی کی باتیں ہیں بچوں کی پرورش نوکرانیوں کے حوالہ کر دیتی ہیں، وہ بچوں کی کماحقہ تربیت نہیں کر پاتیں۔ اسی طرح وہ عورتیں جو ملازمت کرتی ہیں اور اس کی وجہ سے بچوں کی تربیت اور نگرانی نہیں کر پاتیں۔ نوکرانیوں کے حوالہ کر کے بچہ کو ضائع کرتی ہیں خیال رہے کہ یہ نہایت ہی قبیح اور خدا اور رسول ﷺ کو ناراض کرنے والی باتیں ہیں۔ یہ یورپین عورتوں کی عادت ہے۔ بچوں کی شفقت کے ساتھ تربیت ونگرانی یہ حق شرع ہے۔ دنیا میں ایسی عورتوں کا انجام بد یہ ہوتا ہے کہ بڑھاپے میں یہ اولاد سہارا نہیں بنتی اوران کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے جیسا کہ مغربی ممالک کا حال ہے۔

خیال رہے کہ جس طرح اپنے بچوں کی پرورش عورت کے ذمہ ہے، اسی طرح شوہر کی دوسری بیوی سے بچے ہوں اور قابلِ پرورش ہوں تو ان کی پرورش اور نگرانی بھی عورت کرے، یہ بڑی نیکی اور ثوابِ عظیم کا باعث ہے اس کے بڑے فضائل ہیں۔ بعض عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ سوتیلے بچوں سے نفرت کرتی ہیں۔

ان کو تکلیف پہنچاتی ہیں، عناد سے پیش آتی ہیں۔ خدمت اور تربیت تو دور کی بات لعن طعن کرتی ہیں کھانے پینے میں ظلم وستم ڈھاتی ہیں۔ بڑی بری بات ہے۔ ان کے بچوں کے ساتھ کوئی دوسرا اس طرح کرے تو بتاؤ ان کو کیسی تکلیف ہوگی۔

سوتیلے بچوں کو تکلیف پہنچانا، حقارت کا معاملہ کرنا، جہنم کے اعمال ہیں، خدا حفاظت فرمائے۔ اسی طرح گھر میں کوئی بچہ یتیم ہو اس کی پرورش کا موقع مل جائے تو یہ خدا کی بڑی نعمت ہے خوب خوشی ومسرت سے خدمت کرنی چاہیے کہ اس کا بڑا ثواب ہے ایسا گھر بڑا ہی باعثِ برکت ہے۔ ہو سکے تو کسی کے یتیم بچوں کی خصوصاً بچیوں کی پرورش گھر میں رکھ کر کرو یہاں تک کہ اس کی شادی بیاہ کرادو۔ جنت میں حضور پاک ﷺ کی پڑوسن بنوگی۔

نہ نماز قبول ہوگی اور نہ نیکی اُوپر چڑھے گی

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ" لَاتُقْبَلُ لَهُمْ صَلٰوةٌ" وَّلَا تَصْعَدُ لَهُمْ حَسَنَةٌ" اَلْعَبْدُ الْاٰبِقُ حَتّٰی

يَرْجِعَ اِلٰى مَوَالِيهِ فَيَضَعُ يَدَهُ فِي اَيْدِيهِمْ وَالْمَرْأَةُ السَّاخِطُ عَلَيْهَا زَوْجُهَا وَالسَّكْرَانُ حَتّٰى يَصْحُوَ. (بیہقی فی الشعب جلد۶ ص۴۱۷)

''حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تین لوگوں کی نہ نماز قبول ہوتی ہے اور نہ کوئی نیکی اوپر چڑھتی ہے۔

۱۔ بھاگے ہوئے غلام کی، تاوقتیکہ اپنے مولیٰ کے پاس نہ آجائے اور ان کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہ دے دے۔

۲۔ ایسی عورت جس سے اس کا شوہر ناراض ہو۔

۳۔ اور مست شرابی کی، تاوقتیکہ شراب کا اثر ختم نہ ہو جائے''۔

فائدہ: مرد عورت پر نگران ہے اور عورت اس کے ماتحت ہے۔ خدا کے بعد عورت کے لئے شوہر ہی ہے، والدین کے حق پر شوہر کا حق غالب ہو گیا ہے۔ اگر مذہب میں کسی کو سجدہ تعظیمی کی اجازت ہوتی تو عورت کو ہوتی کہ وہ شوہر کو سجدہ کرے۔ حدیث پاک میں ہے عورت کے لئے اس کا شوہر جنت یا جہنم ہے کہ اس کے حق کو ادا کر کے جنت پا سکتی ہے۔ جس کا اتنا بڑا حق ہو بھلا اسے ناراض کیسے چھوڑا جا سکتا ہے پھر خدائے پاک نے جسے رفیقِ حیات بنایا ہو، زندگی بھر کا ساتھی اور معاون بنایا ہو، دنیاوی اعتبار سے جس کے بغیر گزارہ نہیں۔ اسے کیسے ناراض رکھا جا سکتا ہے اس لئے اگر وہ کسی وجہ سے ناراض ہو جائے گو بلا معقول وجہ کے سہی تو اسے یونہی نہیں چھوڑ دیا جائے بلکہ اسے خوش کرنے کی کوشش کی جائے اسی لئے شریعت نے تاکید کی کہ جب تک اسے راضی نہ کیا ایسی عورت کی نہ نماز قبول ہوتی ہے اور نہ کوئی نیکی۔

غیر اللہ کو سجدہ جائز ہوتا تو شوہر کو سجدہ کا حکم ہوتا

''عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كُنْتُ آمُرُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحِدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْأَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا''. (ترمذی جلد۱ ص۱۳۸)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا اگر

میں کسی کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ شوہر کو سجدہ کرے"۔

فائدہ: حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جب وہ حیرہ گئے تو انہوں نے (عیسائیوں کو) دیکھا کہ وہ اپنے مرزبان (مذہبی عالم) کو سجدہ کرتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ تو سجدہ کے زیادہ لائق ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میری قبر پر سے گزرو گے تو کیا مجھے سجدہ کرو گے میں نے کہا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں سجدہ کا حکم کسی کو دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے کہ اللہ نے ان کے لئے ان پر حق رکھا ہے۔ (یعنی اکرام و احترام و اطاعت کا)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ ایک اُونٹ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اشجار و بہائم سجدہ کرتے ہیں۔ ہم تو اس سے زیادہ حقدار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبادت اللہ کی کرو۔ اپنے بھائی کا اکرام کرو۔ اگر میں کسی کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔ (مجمع ج۴ص۳۱۲)

ناشکر گزار کی طرف خدا کی نگاہ بھی نہیں

"عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَایَنْظُرُ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی اِلٰی اِمْرَءَةٍ لَاتَشْکُرُ لِزَوْجِهَا وَهِیَ لَاتَسْتَغْنِیْ عَنْهُ". (مجمع الزوائد ج۴ص۳۱۲، بزار، نسائی)

"حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ پاک اس عورت کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتے جو اپنے شوہر کی ناشکری کرتی ہے حالانکہ وہ اس سے بے نیاز نہیں رہ سکتی"۔

فائدہ: شکرگزاری بہترین وصف ہے۔ اس سے تقویٰ میں اضافہ ہوتا ہے۔ اپنے محسن اور منعم کا شکرگزار ہونا نعمتوں اور نوازشوں کے اضافہ کا سبب ہوتا ہے۔ جو عورت شوہر کا شکر ادا نہیں کرتی اور ہمیشہ اس کی زبان پر ناشکری رہتی ہے اور یہ سمجھتی ہے کہ میرے ساتھ ظلم اور میری حق تلفی ہو رہی ہے۔ شوہر سے اس کا نبھاؤ نہیں ہوتا۔ شوہر سے اسے محبت اور مودت نہیں رہتی جس سے دونوں کے درمیان تعلقات خوشگوار قائم نہیں رہتے یوں اچھا خاصا گھر نعمتوں اور راحتوں کے اسباب

کے باوجود جہنم کا نمونہ بن جاتا ہے اس لئے شریعت نے ہر ایسی چیز سے منع کیا ہے جس سے آپس کے تعلقات پر اثر پڑے، محبت پر اثر پڑے۔ عورتوں کو چونکہ اسی گھر میں زندگی گزارنی ہے لہٰذا ناشکری کے کلمات زبان سے نکالنے میں احتیاط کرنی چاہیے کہ یہ خدا کی نگاہوں میں گر جانے کا باعث ہے اگر کوئی پریشانی ہو تو برداشت کرنے کی کوشش کرو۔ کل اس برداشت کے صلہ میں جنت میں مزے کرو گی۔

شوہر کی ضرورت کا پورا کرنا عورت کا اولین فریضہ

"عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَعَا الرَّجُلُ اِمْرَءَ تَه' اِلٰی فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ اَنْ تَجِیْئَ لَعَنَتْهَا الْمَلَآئِکَةُ حَتّٰی تُصْبِحَ". (بخاری جلد ۳ ص ۲۸۲)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور بیوی نہ جائے تو فرشتے اس پر صبح ہونے تک لعنت کرتے رہتے ہیں"۔

"عَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَعَا الرَّجُلُ زَوْجَتَه' لِحَاجَتِهٖ فَلْتَاْتِهٖ وَاِنْ کَانَتْ عَلَی التَّنُّوْرِ". (ترمذی، ترغیب جلد ۳ ص ۳۸)

"حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مرد جب اپنی ضرورت سے اپنی بیوی کو بلائے تو وہ فوراً آجائے چاہے وہ تنور پر کیوں نہ بیٹھی ہو۔ (یعنی اگرچہ وہ چولہے پر روٹی ہی کیوں نہ پکا رہی ہو اور جانے سے روٹی خراب ہونے اور آگ بجھنے کا نقصان ہی کیوں نہ ہو)"۔

عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْءَ ةُ لَا تُؤَدِّیْ حَقَّ اللّٰهِ عَلَیْهَا حَتّٰی تُؤَدِّیَ حَقَّ زَوْجِهَا کُلَّه'. وَلَوْ سَاَلَهَا وَهِیَ عَلٰی ظَهْرِ قَتَبٍ لَمْ تَمْنَعْهُ نَفْسَهَا".

(طبرانی، ترغیب ج ۳ ص ۳۸)

''حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا عورت خدا کا حق ادا کرنے والی اس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک کہ شوہر کا پورا حق ادا نہ کرے۔ اگر شوہر اسے بلائے اور وہ اونٹ کی پالان پر ہو تب بھی وہ انکار نہیں کرسکتی''۔

فائدہ: شوہر عورت کا نگران اور عورت اس کی ماتحت ہے۔ شوہر جب بھی اسے کسی بھی ضرورت سے خاص کر انسانی ضرورت سے بلائے یا اشارہ کرے تو عورت کا انکار کرنا اور نہ جانا، اس کی ضرورت کا پورا نہ کرنا، ناجائز، حرام اور لعنت خداوندی کا باعث ہے۔ عموماً عورت اس بات کی پرواہ نہیں کرتی اور شوہر کی انسانی ضرورت کا خیال نہیں کرتی جس کی وجہ سے شوہر کی محبت اور خوشگوار تعلقات میں رخنہ اور دراڑ پڑ جاتی ہے۔ ہاں مگر عورت ماہواری سے ہو یا بیماری میں صحت کے لئے نقصان دہ ہو تو خوش مزاجی سے معذرت کرے اور سمجھا دے۔ بسا اوقات شوہر اپنی ضرورت سے بلاتا رہتا ہے اور یہ ہوں ہوں کر کے ٹالتی رہتی ہے۔ حدیث پاک میں اس پر بھی لعنت ہے۔ ان امور کا خیال رکھے تاکہ تعلقات خراب نہ ہوں کہ شوہر و بیوی کے تعلقات بڑے نازک ہوتے ہیں۔

آپ ﷺ کے نزدیک کون مبغوض عورت:

''عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَبْغِضُ الْمَرْأَةَ تَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهَا تَجُرُّ ذَيْلَهَا تَشْكُوْ زَوْجَهَا''. (مجمع الزوائد جلد۴ ص۳۱۶)

''حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے وہ عورت مبغوض ہے جو اپنے گھر سے (بلا اجازت شوہر) کے چادر کھینچتی ہوئی شوہر کی شکایت کرتے ہوئے نکلے''۔

فائدہ: خیال رہے کہ ہمیشہ ہر وقت ایک ساتھ رہنے سے ضرور کچھ نہ کچھ حق تلفی ہوتی ہے۔ مختلف عوارض اور شریعت کی رعایت وخوفِ خدا نہ ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کے حقوق کا ضائع ہونا

ایک معمولی بات ہے۔ پھر جب کہ ہمیشہ ایک ساتھ رہنا ہے اور ہر ایک کا فائدہ دوسرے سے وابستہ ہے تو ایسی صورت میں آپس میں شکایت کی بات ہوجائے، کبھی کچھ معمولی تکلیف پہنچ جائے تو زبان پر حرفِ شکایت نہ لانا چاہیے کہ اس سے خوشگوار تعلق (جو بہت ہی ضروری ہے اور جس کے بے شمار فوائد ومنافع ہیں) اس میں رخنہ پڑتا ہے۔ شاکی ہوکر میکہ جانے سے معاملہ خراب ہی ہوتا ہے۔ عموماً عورتیں شادی بیاہ کے بعد کچھ کمی وبیشی ہوجانے پر والدین سے شوہر اور خوشدامن وغیرہ کی شکایت کرتی ہیں جس سے ازراہ محبت والدین متاثر ہوجاتے ہیں پھر وہ شکایت کے ازالہ کی کوشش کرتے ہیں جس سے بسا اوقات معاملہ اور مزید بگڑ جاتا ہے اس لیے حتیٰ الامکان جہاں تک ہوسکے برداشت کرے پھر کبھی سنجیدگی اور محبت کے ساتھ خوشی کے موقع پر اپنی تکلیف ظاہر کردے تو انشاء اللہ شریف اور سمجھدار شوہر اس کا دفاع کرے گا اور خدا سے دعا بھی کرتی رہے کہ ہر ایک کا دل اس کے قبضہ میں ہے۔

شوہر سے بھلائی کا انکار تو ثواب اکارت

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَتِ الْمَرْءَةُ لِزَوْجِهَا مَارَأَیْتُ مِنْکَ خَیْرًاقَطُّ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهَا. (جامع صغیر ص ۵۴، کنز جلد ۱۶ نمبر ۴۶۰۷۵)

"حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب عورت شوہر کے بارے میں یہ کہے کہ میں نے تم سے کبھی کوئی بھلائی نہیں پائی تو اس کے اعمال (کا ثواب) حبط ہوجاتے ہیں (یعنی برباد اور ضائع)"۔

فائدہ: خدا کی پناہ کیسی سخت وعید ہے۔ ذرا سی ناشکری کے جملے پر اعمال ہی اکارت۔ اکثر و بیشتر عورتوں کو دیکھا گیا ہے کہ جہاں شوہر سے کوئی شکایت ہوئی، کوئی لڑائی وجھگڑے کی نوبت آئی، کوئی امید پوری نہیں ہوئی، کوئی تکلیف ہوگئی فوراً کہہ دیتی ہیں کہ اس سے مجھے آرام نہیں ملا، اس گھر میں چین نہیں ملا، کبھی اس نے میرا خیال نہیں کیا، کبھی اس نے مجھے کچھ نہیں دیا، ہمیشہ نوکر کی طرح گھٹتی رہی مگر میرا کبھی لحاظ نہیں کیا گیا۔ اس قسم کے جملے بہت برے ہیں ان

سے اعمال کا ثواب برباد ہو جاتا ہے۔

اکارت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو نیکیاں گزشتہ کی ہیں وہ بے اثر ہو جاتی ہیں۔ صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے جہنم میں عورتوں کو مردوں سے زیادہ دیکھا، پوچھا تو معلوم ہوا، تَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ، ''شوہر کی ناشکری کرنے کی وجہ سے''۔ جس شوہر نے حسب ضرورت و وسعت وحیثیت ہمیشہ دیا، کبھی کسی وجہ سے شکایت ہوگئی، عموماً ایک گھر میں آپس میں ساتھ رہنے کی وجہ سے ہو جاتی ہے تو بلا جھجک کہہ دیتی ہیں اس سے ہم کو کبھی آرام نہیں ملا، ہرگز ایسا جملہ نہ بولے، کوئی شکایت کی بات ہو جائے تو سنجیدگی سے حل کرے اور حل نہ نکل سکے تو برداشت کرے۔ مردوں کو بھی چاہیے کہ ایسے اسباب سے احتیاط کریں تاکہ عورت کی زبان سے ایسی بات نہ نکلے۔

بلا اجازتِ شوہر نفل روزے کی اجازت نہیں

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَايَحِلُّ لِلْمَرْءَةِ اَنْ تَصُوْمَ وَزَوْجُهَا شَاهِد'' اِلَّا بِاِذْنِهٖ.

(مشکوٰۃ ص ۲۸۷، بخاری جلد۲ ص ۷۸۲، مسلم)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کسی عورت کے لئے درست نہیں کہ وہ شوہر کی موجودگی میں روزے رکھے مگر اس کی اجازت سے۔ ایک روایت میں ہے کہ اس نے اگر (بلا اجازت) روزہ رکھا تو بھوکی پیاسی رہی اور وہ قبول نہ کیا جائے گا''۔ (مجمع جلد۴ ص ۳۱۰)

فائدہ: عورت کو شوہر کی خدمت و رعایت کے پیشِ نظر نفلی روزہ رکھنے کی اجازت نہیں۔ البتہ وہ خود اجازت دے تو پھر روزہ رکھنا درست ہے۔ ہاں اگر شوہر گھر میں موجود نہ ہو، سفر پر ہو تو بھی اجازت ہے۔

خیال رہے کہ یہ حکم نفلی روزے کے متعلق ہے، رمضان کے روزے کے متعلق یہ بات نہیں۔ اگر شوہر رمضان کے روزے کو منع کرے تب بھی چھوڑنا جائز نہیں چونکہ لَاطَاعَةَ

لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ ۔ ’’خدا کی نافرمانی ہو تو مخلوق کی اطاعت جائز نہیں‘‘۔ اسی وجہ سے ایک حدیث میں ہے۔ لَاتَصُمِ الْمَرْأَۃُ وَبَعْلُھَا شَاھِدٌ، اِلَّا بِاِذْنِہٖ غَیْرَ رَمَضَانَ ۔ (کنز العمال ص۲۱۶۔۲۳۸ق)

’’عورت سوائے رمضان کے روزہ نہ رکھے جب کہ اس کا شوہر موجود ہو‘‘۔ دیکھا شریعت نے عورت کو کتنی تاکید کی ہے کہ وہ شوہروں کی رعایت کریں اسی رعایت کی وجہ سے دونوں کے درمیان خوشگوار تعلقات قائم رہیں گے۔

شوہر کی اطاعت اور اس کی اچھائیوں کا اعتراف جہاد کے برابر

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اَبْلِغِیْ مَنْ لَقِیْتِ مِنَ النِّسَآءِ اَنَّ طَاعَةَ الزَّوْجِ وَاعْتِرَافًا بِحَقِّہٖ یَعْدِلُ ذٰلِکَ وَ قَلِیْلٌ" مِنْکُنَّ مَنْ یَّفْعَلُہٗ.

(مجمع الزوائد جلد۴۔ص۳۰۸، ترغیب جلد۳۔ص۳۴)

’’حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا جن عورتوں سے تمہاری ملاقات ہو کہہ دو کہ شوہر کی اطاعت اور ان کے احسان کا اعتراف جہاد کے برابر ہے مگر ایسی عورتیں تم میں بہت کم ہیں‘‘۔

فائدہ: شوہر و بیوی کے درمیان حسنِ معاشرت اور خوشحال زندگی کے لئے یہ دو چیزیں بہت اہم ہیں۔ خدمت اور خوبیوں کا اعتراف اور احسان مندی سے۔ ایک کا تعلق دوسرے سے بڑھتا ہی رہے گا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ عورتوں نے پوچھا عورتوں کا غزوہ و جہاد کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا شوہر کی اطاعت اور اس کے احسان کا اعتراف۔ (بیہقی جلد۶۔ص۴۱۷)

دیکھیے! عورتوں کے ساتھ خدائے پاک کا کتنا بڑا خصوصی فضل و کرم ہے کس قدر معمولی کام اور وہ بھی جس میں ان کا دنیاوی نفع بھی ہے کہ شوہر کی خدمت سے شوہر کی نگاہ میں محبوب رہیں گی تو شوہر ان کا دنیاوی خیال رکھیں گے اور آخرت کا بھی عظیم ثواب ان کو حاصل ہوگا۔ ہم خرما ہم ثواب۔ ’’احسان کا اعتراف‘‘ کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ ان کی جانب سے ملے اسے خوشی سے قبول

کرے اور اسے بہت سمجھے۔ کبھی شکایت نہ کرے، ناشکری نہ کرے بلکہ کہے آپ نے ہماری رعایت میں بہت کچھ کیا، آپ نے ہمارا بہت زیادہ خیال رکھا، آپ نے ہمیشہ اپنے سے زیادہ مانا اور چاہا، ماں باپ سے زیادہ محبت کا برتاؤ کیا وغیرہ وغیرہ۔ اس سے شوہر کے دل میں اس کی جگہ بن جائے گی۔

شوہر کی خدمت پر شہادت کے قریب درجہ

عَنْ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا (مَرْفُوْعًا) اَنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اِمْرَءَةٍ اَطَاعَتْ وَاَدَّتْ حَقَّ زَوْجِهَا وَ تَذْكُرُ حَسَنَتَهٗ وَلَا تَخُوْنُهٗ فِيْ نَفْسِهَا وَمَالِهٖ. اِلَّا كَانَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الشُّهَدَآءِ دَرَجَةٌ" وَّاحِدَةٌ" فِي الْجَنَّةِ فَاِنْ كَانَ زَوْجُهَا مُؤْمِنًا حُسْنَ الْخُلُقِ فَهِيَ زَوْجَتُهٗ فِي الْجَنَّةِ وَاِلَّا زَوَّجَهَا اللّٰهُ مِنَ الشُّهَدَاءِ. (کنز العمال جلد ۱۶ ص ۱۴۴۔ طبرانی)

''حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو عورت اپنے شوہر کی اطاعت کرے اور اس کے حق کو ادا کرے، نیک باتوں کو یاد کرے، نفس اور مال کی خیانت سے پرہیز کرے (تو ایسی عورت کا) جنت میں شہیدوں سے ایک درجہ کم ہوگا اگر شوہر بھی اس کا مؤمن اور بہتر اخلاق والا ہے تو یہ عورت اسے ملے گی ورنہ ایسی عورت کی شادی اللہ تعالیٰ شہیدوں میں سے ایک سے کردے گا''۔

فائدہ: حدیث پاک میں شوہر کی خدمت اور نیکی پر شہداء کے قریب درجہ ملنا بتایا گیا ہے۔ کس قدر فضیلت کی بات ہے صرف ایک ہی درجہ کا فرق رہ جاتا ہے۔

حدیث پاک میں دوسرا جزیہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر عورت نیک اور صالح ہو اور اس کا شوہر بھی نیک ہو تو جنت میں اسی طرح شوہر و بیوی بن کر رہیں گے اور اگر شوہر نیک نہ ہو تو پھر کسی شہید کے ساتھ اس کی شادی کرادی جائے گی۔ نیک عورت کے لئے کس قدر فضیلت کی بات ہے۔

لعنت والی عورت کون؟

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ اِذَا بَاتَتِ الْمَرْءَ ةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَآئِكَةُ حَتّٰی تَرْجِعَ. (بخاری و مسلم جلد۲ص ۷۸۲)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جب عورت اپنے شوہر سے (غصہ کی وجہ سے) الگ بستر پر رات گزارے تو اس پر فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ عورت شوہر کے پاس آجائے''۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَعَا الرَّجُلُ اِمْرَئَتَه' اِلٰی فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ اَنْ تَجِيْئَی لَعَنَتْهَا الْمَلَآئِكَةُ حَتّٰی تُصْبِحَ. (بخاری جلد۲ص ۷۸۲)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا شوہر جب بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ انکار کردے تو فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ صبح ہوجائے''۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ بیوی کو شوہر کی مرضی اور ضرورت وخواہش کی رعایت کرنی ضروری ہے۔ اگر کوئی شرعی عذر نہ ہو اور نہ کوئی بیماری وغیرہ ہو جس سے نقصان کا اندیشہ ہو تو اس کی خواہش کی رعایت واجب ہے ورنہ فرشتوں کی لعنت کی مستحق ہوگی۔ حدیث پاک میں عورتوں کے لئے جب کہ وہ شوہر کی خواہش اور مرضی کو بلا کسی معقول عذر کے ٹھکرادیں سخت وعید و مذمت ہے۔

چنانچہ ایک حدیث میں ہے جو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنی بیوی کو بستر پر بلائے اور وہ انکار کردے تو ملاءِ اعلیٰ آسمان والوں کی جانب سے (یعنی فرشتوں کی طرف سے) سخت غضب میں گرفتار ہوتی ہیں تاوقتیکہ اسے خوش نہ کردے (خواہ کسی بھی طرح سے ہو بات چیت کے ذریعہ ہو یا تکمیلِ خواہشات کے ذریعہ سے)۔ (مسلم، عینی جلد۲ص ۱۸۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ''مفسلہ'' پر اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ''مسوفات'' پر لعنت فرمائی ہے۔ (کنز العمال جلد۲۔ص ۱۶۱)

مفسلہ تو وہ عورت ہے کہ اس سے جب شوہر ارادہ کرے تو (جھوٹ) کہہ دے کہ میں

حائضہ ہوں اور مسوفہ وہ عورت ہے کہ شوہر ارادہ کرے تو ٹالتے ہوئے کہتی رہے اچھا آ رہی ہوں یہاں تک کہ نیند آ جائے۔ (کنز جلد ۱۶ ص ۱۶۱)

اس سے معلوم ہوا کہ بلا عذر جھوٹ یا بہانہ بنانا اور ٹالنا جیسا کہ بعض عورتوں کی عادت ہوتی ہے درست نہیں۔ تاہم جانبین سے صحت کی رعایت ضروری ہے۔ اگر بیماری یا خرابی صحت کی وجہ سے مضر ہے تو شوہر کو بھی اس کا خیال رکھنا لازم ہے۔ عورتوں کو بھی چاہیے کہ وہ مرد کو کسی نہ کسی طرح خوش رکھیں اس کی ہر ضرورت خصوصاً انسانی ضرورت کا تاکید سے خیال رکھیں۔ عورتوں کو اس کی رعایت کا تاکید سے حکم ہے۔

چنانچہ حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب شوہر بلائے تو آ جائے خواہ وہ تنور پر ہی کیوں نہ ہو۔ یعنی اگر وہ روٹی پکا رہی ہو اور روٹی کے جلنے، خراب ہونے یا ناقص ہونے کا اندیشہ ہو یا چولہا بجھ جانے کا اندیشہ ہو تب بھی اس کی خواہش اور ضرورت کا خیال رکھے اور اس کی ضرورت رضامندی اور خوشی سے پوری کرے کہ روٹی کے مقابل میں شوہر کی رعایت اہم ہے۔ پھر یہ کہ نقصان شوہر کے مال کا ہے جو اس کے اختیار سے نہیں ہے بلکہ شوہر کی رعایت اور خدمت کے سبب ہے جو اس کی رفاقت کا اولین مقصد ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک حدیث میں ہے کہ ایک عورت آپ ﷺ کی خدمت میں آئی اور اس نے پوچھا کہ شوہر کا بیوی پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے نفس کو اس سے نہ روکے اگرچہ وہ پالان کی لکڑی پر ہو۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ اگرچہ وہ تنور (چولہے پر) کیوں نہ ہو۔ (عمدۃ ص ۱۸۵)

عورت کو شوہر کے خلاف اکسانے کی ممانعت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ خَبَّبَ اِمْرَءَ ةً عَلٰی زَوْجِهَا. اَوْعَبْدًا عَلٰی سَیِّدِهٖ.
(ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۲۸۲)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں جو کسی عورت کو اس کے شوہر کے خلاف اکسائے یا غلام کو اس کے آقا کا مخالف بنائے“۔

فائدہ: بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اکسانے اور خلاف بنانے کے عادی ہوتے ہیں چنانچہ بعض عورتیں ہوتی ہیں کہ کسی عورت کو اس کے شوہر کے خلاف اکساتی ہیں۔اس کی شکایت اور بے توجہی کو اس کے ذہن میں اس طرح ڈالتی ہیں کہ عورت کو شوہر سے نفرت اور شکایت ہوجاتی ہے، کبھی لڑائی تک کی بھی نوبت آجاتی ہے۔ مثلاً کہتی ہیں تمہارے شوہر کی تو اتنی آمدنی ہے پھر بھی تمہیں اچھی طرح نہیں رکھتے، زیور نہیں بنا کر دیتے، دوسروں پر خرچ کرتے ہیں تم کو دھیلا بھی نہیں دیتے۔ بھائی، بہن، ماں باپ کو تو خوب تم سے چرا کر دیتے ہیں تم کو کیا دیتے ہیں؟ اپنی بہن کو یہ لا کر دیا تم کو پوچھا بھی نہیں۔اس قسم کی باتوں سے شوہر کے خلاف کر دیتی ہیں سو یہ جائز نہیں۔کسی کے گھر کو بگاڑنا، تعلقات کو خراب کرنا کسی بھی طرح صحیح نہیں اس سے بچنا چاہیے یہ جہنم کے اعمال ہیں۔

شوہر سے طلاق مانگنے پر جنت حرام

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَیُّمَا اِمْرَءَۃٍ سَأَلَتْ زَوْجَھَا طَلَاقًا مِّنْ غَیْرِ بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَیْھَا رَآئِحَۃُ الْجَنَّۃِ. (ابن ماجہ ص ۱۴۸، ابوداؤد ص ۳۰۳، ترمذی ص ۲۲۶)

”حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو عورت اپنے شوہر سے بلا کسی ضرورتِ شدیدہ و پریشانی کے طلاق مانگے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے“۔

فائدہ: طلاق اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ہے کہ اس سے دو خاندانوں کے درمیان عناد اور مخالفت پیدا ہوتی ہے۔لڑائی جھگڑے کے علاوہ بہت سے گناہوں کا سبب ہے۔تعلقات ٹوٹتے اور خراب ہوتے ہیں، جوڑ اور ربط محمود ہے اور اس کی تاکید ہے، توڑ مذموم ہے اور اس پر سخت وعید ہے۔اسی وجہ سے طلاق کے مطالبہ پر سخت وعید ہے کہ ایسی عورت جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گی

جب کہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی دوری سے آئے گی۔

عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ شوہر اور بیوی میں لڑائی ہوگئی گھریلو زندگی میں ایسی باتیں پیش آجاتی ہیں سو عورت مارے غصہ کے کہتی ہے کہ ہمیں چھوڑ دیجیے، ہمارا رشتہ ختم کردیجیے۔ بسا اوقات شوہر غصہ اور غیظ میں ہونے کی وجہ سے کہتا ہے جاؤ۔ بیوی کو ہرگز زبان سے ایسی بات نہ نکالنی چاہیے کہ جہاں مرد کو پریشانی بھگتنی پڑتی ہے وہاں عورت کی زندگی بھی اجیرن بن جاتی ہے، چھوٹے بچے ہوں تو اور پریشانی۔ مطلقہ کی شادی ہندوستان اور پاکستان کے ماحول میں تو بہت ہی مشکل ہے جس کا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ عورت ہر اعتبار سے پریشان ہوجاتی ہے اور بہت سے دوسرے گناہوں کا راستہ نکل جاتا ہے۔ دین و دنیا دونوں خراب ہوتے ہیں اسی لئے شیطان کوشش کرتا ہے کہ طلاق کی نوبت آجائے اور گناہوں کا دروازہ کھل جائے۔ سو جہاں تک ہو سکے طلاق کی صورت پیدا نہ ہونے دے۔ زندگی گزارے، تکلیف برداشت کرے، بڑا ثواب پائے گا۔

خلع کا مطالعہ کرنے والی عورت منافق ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُنْتَزِعَاتُ وَالْمُخْتَلِعَاتُ هُنَّ الْمُنَافِقَاتُ. (مشکوٰۃ ص ۲۸۴، نسائی)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا شوہر سے علیحدگی چاہنے والی خلع کا مطالبہ کرنے والی عورت منافق ہے''۔

فائدہ: خیال رہے نکاح کرنے کے بعد وقتی اختلاف یا جوش غصہ میں آکر علیحدگی اور خلع کا مطالبہ کرنا نہایت ہی برا کام ہے۔ اس سے دو خاندانوں کے درمیان بگاڑ، نفرت و عداوت پیدا ہوتی ہے اولاً تو شادی سمجھ بوجھ کر کرے اور جب ہوجائے تو بہر صورت نبھانے کی کوشش کرے۔ انسانی فطرت کے اعتبار سے کبھی اختلافات اور لڑائی کی بھی نوبت آجاتی ہے، اسے برداشت کرلینا چاہیے۔ شادی بیاہ اور طلاق کوئی معمولی بات اور کھیل نہیں ہے۔ نکاح خانہ آبادی ہے، طلاق خانہ ویرانی ہے نہ مردوں کو اور نہ عورتوں کو اس قسم کی باتیں اختیار کرنی چاہیے۔

بعض عورتیں تیز مزاج اور جلد باز ہوتی ہیں دور اندیش نہیں ہوتیں۔ اگر شوہر سے کوئی تکلیف پہنچ جاتی ہے، کوئی مطالبہ اور خواہش پوری نہیں ہو پاتی یا شوہر ذرا غریب اور عورت اچھے خوشحال گھرانے کی ہو تو ایسی بات ہونے لگتی ہے یا عورت کے گھر والے ذرا مضبوط اور ذی حیثیت ہوتے ہیں تو یہ مطالبہ ہوتا ہے۔ حتیٰ الوسع جوڑ، ربط، مصالحت اور مودّت کی شکل اختیار کرنی چاہیے۔ ہر ایک کے والدین اور رشتہ دار سلجھانے کی کوشش اور سعی کریں۔ نکاح کوئی عارضی اور وقتی چیز نہیں کہ چلو کل دوسرا ہو جائے گا۔ یہ زندگی بھر نباہنے کے لئے ہوتا ہے اسی وجہ سے طلاق کا اختیار مرد کو دیا گیا ہے کہ مرد بمقابلہ عورت کے زیادہ عاقل اور دور اندیش ہے۔ اگر عورتوں کو اختیار دیا جاتا تو ذرا ذرا سی باتوں سے متاثر ہو کر فوراً طلاق دے دیا کرتیں۔ ہاں اگر بالکل نباہ کی شکل نہ ہو، نہ شوہر تیار نہ بیوی تیار، نہ مصالحت کی کوئی شکل تو شریعت نے علیحدگی کی بھی اجازت دی ہے۔

شوہر کی بلا اجازت نکلنے پر لعنت

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ الْمَرْءَ ۃَ اِذَا خَرَجَتْ مِنْ بَیْتِھَا وَزَوْجُھَا کَارِہٌ لَعَنَھَا کُلُّ مَلَکٍ فِی السَّمَآءِ وَکُلُّ شَیْءٍ مَّرَّتْ عَلَیْہِ غَیْرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ حَتّٰی تَرْجِعَ. (طبرانی، ترغیب جلد۳ ص۳۹)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول پاک ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرمارہے تھے جب عورت شوہر کے گھر سے شوہر کی ناراضگی میں نکلتی ہے تو آسمان کے سارے فرشتے اور جس جگہ سے گزرتی ہے ساری چیزیں انسان اور جن کے علاوہ سب اس پر لعنت کرتے ہیں حتیٰ کہ وہ واپس لوٹ آئے“۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک حدیث میں یہ ہے کہ ”جب عورت شوہر کی بلا اجازت نکلتی ہے تو آسمان کے فرشتے، رحمت کے فرشتے، عذاب کے فرشتے، سب اس پر لعنت کرتے ہیں تاوقتیکہ واپس نہ آجائے“۔

فائدہ: اللہ کی پناہ شوہر کو ناراض کر کے یعنی لڑائی جھگڑا کر کے نکلنے یا اس کی بغیر اجازت سے نکلنے کی سخت سزا ہے کہ ہر چیز اس پر لعنت کرتی ہے۔ اولاً تو ناراض ہی کرنا درست نہیں اگر کسی وجہ سے ناراضگی ہوگئی تو غصہ ٹھنڈا ہونے پر معافی تلافی کر لینی چاہیے نہ کہ گھر سے باہر میکہ وغیرہ جانا چاہیے اس طرح اس وعید میں وہ عورت بھی داخل ہے جو شوہر کے منع کرنے کے باوجود اس کے غائبانہ میں جاتی ہے۔ خیال رہے کہ پڑوس میں جانے پر شوہر منع نہ کرتا ہو تو اس کی موجودگی کی طرح غائبانہ میں بھی جا سکتی ہیں کہ منع نہ کرنا، غصہ نہ ہونا حکماً اجازت میں داخل ہے۔ شوہر کو بھی چاہیے کہ اسے بالکل قید میں نہ رکھے بلکہ اڑوس پڑوس میں، رشتہ داروں میں جانے دے کہ اس میں ان کے حقوق کے ادائیگی ہے جو باعثِ ثواب ہے بشرطیکہ فتنہ فساد کا اندیشہ نہ ہو۔

شوہر کی بلا اجازت گھر سے نکلنے پر خدا کے غضب میں گرفتار

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ (مَرْفُوْعًا) اَیُّمَا امْرَءَۃٍ خَرَجَتْ مِنْ بَیْتِ زَوْجِھَا بِغَیْرِ اِذْنِ زَوْجِھَا کَانَتْ فِیْ سَخَطِ اللّٰہِ تَعَالیٰ حَتّٰی تَرْجِعَ اِلَی بَیْتِھَا اَوْیَرْضٰی عَنْھَا زَوْجُھَا۔ (کنز العمال جلد ۱۶ ص ۱۶۰)

”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا جو عورت شوہر کے گھر سے بلا اجازت باہر نکلے وہ خدا کے غضب میں گرفتار رہتی ہے۔ جب تک گھر واپس نہ آجائے یا شوہر اس سے راضی ہو جائے“۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت پر بھی عورت کو شوہر کی بلا اجازت گھر سے نکلنا درست نہیں۔ عورت نکاح سے قبل والدین کے ماتحت اور نکاح کے بعد شوہر کے ماتحت ہو جاتی ہے وہ اگر آزاد رہے گی تو شیطان کے تابع ہو جائے گی آزادی شیطان کی غلامی ہے۔

بسا اوقات اختلاف اور بڑائی کی بنیاد پر یا کسی تکلیف سے متاثر ہو کہ بلا اجازت ناراض ہو کر گھر سے نکل کر میکے یا کسی رشتہ دار کے یہاں چلی جاتی ہے، یہ منع ہے اور یہی غضبِ الٰہی کا باعث ہے۔ والدین کو بھی چاہیے کہ اس پر منع کریں۔

شہر کی انگریزی تعلیم یافتہ نئی تہذیب میں یہ بات ہوتی ہے کہ وہ شوہروں کو اپنا مقابل اور

مساوی سمجھتی ہیں۔ خدمت، ماتحتی اور برداشت ان کے ماحول میں عیب اور عار ہے۔ خدا کی پناہ! اب شادی کے بعد شوہر ہی کا مقام ہے، خدا رسول کے بعد انہی کی اطاعت ہے۔ ان کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر قدم رکھنا ممنوع ہے۔

آج برداشت کر کے شوہر کی اطاعت کرلو، تکلیف اور پریشانی ہوتب بھی صبر کرلو اور گھر سے باہر بلا اذنِ شرعی قدم مت نکالو اور خدا کے فرائض پر عمل کرتی رہو۔ کل خدا کی رحمت میں راحت اور مزے کی زندگی گزاروگی۔

شوہر کو تکلیف پہنچانے والی پر حور جنت کی بددعا

"عَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُؤْذِیْ امْرَءَ ۃ" زَوْجَھَا فِی الدُّنْیَا اِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُہٗ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ لَا تُؤْذِیْہِ قَاتَلَکِ اللّٰہُ فَاِنَّمَاھُوَ عِنْدَکَ دَخِیْل" یُوْشَکُ اَنْ یُفَارِقَکِ اِلَیْنَا.

(مشکوٰۃ ص ۲۸۱، ترمذی ص ۲۲۲، ابن ماجہ ص ۱۴۵)

"حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی عورت اپنے شوہر کو دنیا میں پریشان نہیں کرتی مگر یہ کہ اس کی حورعین بیوی اسے کہتی ہے کہ اسے مت پریشان کرو۔ خدا تمہارا بھلا نہ کرے وہ تمہارے پاس تھوڑے ہی دن رہنے والا ہے۔ عنقریب تم سے جدا ہو کر ہمارے پاس چلا آئے گا"۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اپنے شوہر کو غربت و مسکنت کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ وہ ذرا سیدھا سادھا ہے زیادہ چالاک نہیں ہے، یا اس وجہ سے کہ ضعیف، بیمار، کمزور، بوڑھا ہو گیا ہے، اس کے حقوق کی رعایت نہ کرنا۔ خدمت میں کوتاہی کرنا اور ضرورت کی پرواہ نہ کرنا یہ اچھی بات نہیں۔ ایسی عورت پر حورعین کی بددعا ہوتی ہے کہ خدا تجھے رحمت سے دور کرے۔ تمہارا شوہر تھوڑے دن کا مہمان ہے۔ پھر تم سے جدا ہو کر ہمارے پاس پہنچ جائے گا۔

اکثر و بیشتر عورتوں کو دیکھا ہے شوہر جب عورت کے مقابلہ میں کسی اعتبار سے کمزور ہوتا ہے مثلاً عورت مالدار گھرانے کی اور شوہر غریب، یا آخری عمر میں شوہر جب ضعیف و کمزور اور

کمانے سے عاجز ہو جاتا ہے اور گھر کا گزر بسر لڑکوں پر ہوتا ہے تو عورت اس بڑھاپے میں جب کہ اسے خدمت واعانت کی ضرورت ہوتی ہے اپنا ہاتھ پھیر لیتی ہے۔ سو ایسی حرکت بہت بری ہے۔ وہ حورعین کی بددعا پاتی ہے۔ ایسے وقت میں شوہر کی خدمت سے جنت حاصل کرنے کا وقت ہوتا ہے۔

کس عورت پر خدا کی رحمت؟

"عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ رَحِمَ اِمْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلَّتْ وَ اَیْقَظَتْ زَوْجَهَا فَصَلّٰی فَاِنْ اَبٰی نَضَحَتْ فِیْ وَجْهِهِ الْمَاءَ".

(ابوداؤد ج۱ص۱۸۵، ابن حبان، کنزص۱۷۰)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو عورت رات کو بیدار ہو اور نماز پڑھے اور اپنے شوہر کو جگائے کہ وہ بھی نماز پڑھے، اگر وہ نہ اُٹھے تو اس کے منہ پر چھینٹا مارے تو ایسی عورت پر خدا کی رحمت ہے"۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ ایسی نیک، صالح، شب گزار، عابدہ وزاہدہ ہو کہ خود بھی نماز تہجد پڑھے۔ خود بھی عبادت تلاوت کا مزاج رکھتی ہو اور اپنے شوہر کو بھی عبادت کی جانب راغب رکھتی ہو۔ رات میں خود پہلے اٹھ جاتی ہو، نماز پڑھتی ہو پھر شوہر اگر نہ اُٹھ سکا ہو تو اسے اُٹھاتی ہو کہ وہ بھی نماز پڑھ لے اور آخر شب میں جو خدائے پاک سے قریب اور مناجات کا وقت ہوتا ہے، دربارِ خدا میں حاضر ہو کر عجز وانکساری کرے۔ اگر خدانخواستہ شوہر کسی وجہ سے نہ اٹھ سکے تو صرف اٹھانے کی خانہ پوری نہ کرتی ہو بلکہ اس کی سُستی نیند کو دور کرنے کے لئے پانی کا چھینٹا مارتی ہو۔

ایسی عورت جو شوہر کے لئے اعانت دین کا باعث ہو۔ دین وعبادت کی جانب اسے لاتی ہو بڑی مبارک ہے ایسی عورت اس زمانہ میں عنقاء ہے عورتوں کے مزاج میں رات کی عبادت کہاں۔ آج کل کے ماحول میں تو فجر کی نماز کا پڑھنا ہی مشکل ہے چہ جائیکہ تہجد، خصوصاً نئی عمر میں۔

یاد رکھیے قیامت کے دن جنت وجہنم کا معاملہ عجیب ہوگا۔ شوہر نیک متقی ہے اور بیوی فاسقہ و

فاجرہ تو شوہر جنت میں، بیوی جہنم میں جائے گی۔اسی طرح عورت نیک صالح متقی پرہیزگار اور شوہر فاسق فاجر تو یہ جہنم میں جائے گا اور وہ جنت میں۔قرآن پاک میں ہے:"کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ" ۔ہر انسان اپنے عمل کے بدلہ میں ہوگا۔آج غور کر لے کل کیا حال ہوگا۔

شوہر کی شکر گزار نہیں تو خدا کی نگاہ کرم نہیں

"عَنِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا(مَرْفُوْعًا) لَايَنْظُرُ اللّٰهُ اِلٰى اِمْرَءَةٍ لَاتَشْكُرُ لِزَوْجِهَا وَهِيَ لَا تَسْتَغْنِيْ عَنْهُ". (کنزالعمال ج۱۶ص۱۶۵)

"حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اس عورت کی طرف نگاہ کرم نہیں فرماتے جو اپنے شوہر کا شکر ادا نہیں کرتی۔باوجود اس کے کہ وہ اس سے مستغنی نہیں (یعنی اس کی ضرورت ہے)"۔

"فائدہ: اس حدیث پاک میں گویا اس عورت پر خدائے پاک کی خصوصی نگاہ کرم کو بیان کیا گیا ہے جو ہر حال میں اپنے شوہر کے ساتھ شکر گزار ہو اور کسی کی کوتاہی مالی پریشانی پر اس سے اعراض نہ کرتی ہو کہ ہمارا شوہر ایسا ہے، کاش ایسا ہوتا، ایسی ملازمت، ایسی نوکری ہوتی، کاش ایسا گھر ہوتا، والدین نے ہمیں جہنم میں ڈال دیا، ہمیں ڈبو دیا، ہماری قسمت خراب ہے، ایسا ناکارہ غریب شوہر مل گیا۔اس قسم کی باتیں اور خیالات شکایتِ قسمت اور ناشکری کے کلمات ہیں۔اسی ناشکری کو دوسری حدیث میں جہنم میں کثرت سے جانے کا سبب بیان کیا گیا ہے۔

خیال رہے کہ ہر ایک کی تقدیر اور قسمت خدائے پاک نے بنائی جس بندے کے لئے جو مناسب اور جس میں مصلحت سمجھا اسی کے اعتبار سے بنایا۔کسی کو غریب ماحول میں دیا کہ شاکر رہ کر خدا سے طالب رہے۔کسی کو خوشحال میں دیا تاکہ نعمت پر شکر کر کے کمزوروں غریبوں کی رعایت کرے۔اگر شوہر کے ساتھ شکر گزاری کی عادت نہ ہوگی تو ناشکری کی وجہ سے آپس میں کبھی محبت و مودّت نہ ہوگی۔شکایت کا ماحول رہے گا تو کیسے خوشگوار ماحول بنے گا۔زندگی اجیرن بن جائے گی۔شوہر کا بدلنا کوئی آسان نہیں۔اس لئے خدا کی جانب سے جو مقدر ہو اس پر شاکر اور راضی رہے اور کل جنت کے مزے حاصل کرے کہ شکر کا بدلہ دنیا میں نہ مل سکا تو آخرت میں یقیناً ملے گا۔

عورتوں سے قیامت میں سب سے پہلے کیا سوال ہوگا؟

"عَنْ اَنَسٍ (مَرْفُوْعًا) اَوَّلُ مَاتُسْئَلُ الْمَرْأَةُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عَنْ صَلَا تِھَا. ثُمَّ عَنْ بَعْلِھَا کَیْفَ عَمِلَتْ اِلَیْہِ". (ابوالشیخ، کنزالعمال ج۱۶ص۱۶۶)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن عورتوں سے سب سے پہلے نماز کے متعلق سوال کیا جائے گا (کہ پابندی کے ساتھ وقت پر ادا کی تھی کہ نہیں)۔ پھر شوہر کے متعلق سوال ہوگا کہ اس کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا تھا"۔

فائدہ: حشر کا میدان جو قلب وجگر کو پگھلا دینے والا ہوگا۔ اس میں عام مسلمانوں سے خواہ مرد ہو یا عورت سب سے پہلا سوال نماز کے متعلق ہوگا۔

فارسی کا یہ مشہور شعر بھی اسی کے متعلق ہے۔

روز محشر کہ جان گداز بود　　　اولین پرسش نماز بود

قیامت کا دن جو جان کو پگھلا دینے والا ہوگا اس دن سب سے پہلا حساب نماز کا ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "قیامت میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اگر یہ صحیح نکلی تو دوسرے اعمال بھی صحیح نکلیں گے اگر اس میں گڑ بڑ ہوئی تو دوسرے اعمال میں بھی گڑ بڑ ہی ہوگی"۔ (طبرانی، جامع صغیر ص ۱۶۸)

عورتیں نماز میں بھی کوتاہی کرتی ہیں۔ نئی عمر کی جوان عورتیں اکثر تارکِ نماز ہوتی ہیں کچھ تو بہانہ بناتی ہیں بچوں کا پیشاب کپڑوں میں لگا رہتا ہے۔ افسوس کہ یہ سب بہانے قیامت میں نہیں چلیں گے۔ جب سزا ملے گی تب پتہ چل جائے گا اس لئے عورتوں کو چاہیے کہ نماز کی پابندی کریں۔ گھر کی بڑی عورتوں کو چاہیے کہ چھوٹی عمر ہی سے پابندِ صلوٰۃ بنائیں۔ شروع عمر کی عادت اور پابندی کا اثر پوری عمر باقی رہتا ہے۔

فرائض شرعیہ کے بعد عورتوں سے شوہر کے حقوق اور ان کی خدمت کے بارے میں سوال ہوگا۔

آج کل کے دور کی وہ عورتیں جو ملازمت کرتی ہیں آفس، دفتر وغیرہ میں کام کرتی ہیں وہ شوہر کی خدمت میں کوتاہ ہوتی ہیں حتیٰ کہ ایسی عورتوں سے کھانے تک کی سہولت نہیں ملتی۔ایسی کوتاہی کل قیامت میں قابلِ گرفت ہوگی۔

اس نے خدا کا حق ادا نہیں کیا جس نے شوہر کی اطاعت نہ کی

عَنِ ابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَاتُؤَدِّی الْمَرْءَ ۃُ حَقَّ رَبِّھَا حَتّٰی تُؤَدِّیَ حَقَّ زَوْجِھَا. (ابن ماجہ، ترغیب جلد۳۔۳۶)

''حضرت ابن اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے عورت خدا کا حق اس وقت تک ادا کرنے والی نہیں ہوسکتی جب تک کہ وہ اپنے شوہر کا حق ادا نہ کرے''۔

فائدہ: معلوم ہونا چاہیے کہ بندوں کے ذمہ دو حقوق ہیں۔

۱۔ **حقوق اللہ:** اللہ پاک کے حقوق یہ ہیں کہ اس کی اطاعت کی جائے اس کے فرائض واجبات کی پابندی کی جائے اسی کی یاد میں رہے اسی پر بھروسہ کرے اسی کی بندگی وعبادت کرے اسی سے مانگے اسی سے اُمید رکھے۔

۲۔ **بندوں کے حقوق:** بندوں کے حقوق کا مطلب یہ ہے کہ جو اس کی ذمہ داری ہو اسے ادا کرے جو اس سے بڑا ہو اس کا ادب واکرام کرے۔جس کے ماتحت ہو اس کی خدمت و اطاعت اور اس کی فرمانبرداری کرے چنانچہ نکاح کے بعد والدین کے بجائے شوہر کا حق وابستہ ہوجاتا ہے۔خدا کے بعد شوہر کی خوشی اور اس کی اطاعت عورت کے ذمہ ہوجاتی ہے اب چونکہ بندہ محتاج ہوتا ہے اسے اداء حق کی ضرورت ہوتی ہے اور شادی اس مقصد کے پیشِ نظر بھی ہوتی ہے اس لئے تاکید کی گئی ہے۔

چونکہ مقصد فوت ہونے سے بنیاد اور اساس میں کمزوری پیدا ہوجاتی ہے اس لئے اس حق کے ادا کرنے میں تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ جس نے شوہر کا حق ادا نہ کیا گویا اس نے خدا

کا حق ادا نہ کیا کہ شوہر کا حق بھی تو خدا کے کہنے سے ہے۔ بعض عورتوں کو دیکھا گیا ہے کہ عبادت وتلاوت وغیرہ میں تو ان کا مزاج چلتا ہے مگر شوہر کی اطاعت میں ان کو مزہ نہیں ملتا۔ سو ایسی عورتوں کو تاکید کی گئی ہے کہ شوہر کی حق تلفی گویا خدا کی حق تلفی ہے کیونکہ دونوں اللہ کے احکام ہیں۔

شوہر کی اطاعت نہیں تو ایمان کی حلاوت نہیں

"عَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاتَجِدُ اِمْرَأَةٌ" حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ حَتّٰی تُؤَدِّیَ حَقَّ زَوْجِهَا. وَلَوْ سَأَلَهَا نَفْسَهَا وَهِیَ عَلٰی ظَهْرِ قَتَبٍ". (ترغیب جلد۳ص ۳۶)

"حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، "عورت ایمان کی حلاوت اس وقت تک نہیں پاسکتی جب تک کہ وہ اپنے شوہر کے حق کو ادا نہ کرے۔ اگر وہ اسے بلائے (خواہش کے پورا کرنے کے لئے تو آجائے) اگرچہ وہ پشتِ پالان پر بیٹھی ہو (یعنی ضرورت کے کام میں مصروف ہو تب بھی اس کی خواہش کی رعایت کرے گو اسے خواہش وضرورت نہ ہو)"۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ وہ عورت ایمان کا مزہ اور اس کی شیرینی بھی نہیں پاسکتی جو شوہر کی اطاعت اور اس کی بات نہ مانتی ہو یعنی کامل مؤمن نہیں ہوسکتی جو شوہر کی رعایت نہ کرے۔ اس کی ضرورت کا خیال نہ کرے اور اپنے حسنِ برتاؤ سے خوش نہ رکھے۔ ایمان کی حلاوت کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ ایمان جو اثر پیدا کرے جس کے اچھے نتائج دین ودنیا سے وابستہ ہوں۔ ایمان کا کمال اور اس کا تقاضہ یہ ہے کہ آدمی حقوق کی رعایت کرے۔ خدا رسول کے بعد شوہر کا حق ہے، خدا رسول نے جس کے حوالہ کیا ہے جس کی ماتحتی میں زندگی گزارنا طے اور مقرر کیا اور بندے نے بھی خود اسے قبول کیا ہے تو کمال ایمان وشرافت یہ ہے کہ آدمی اس حق کو ادا کرے اور خوشی و مسرت سے اسے نبھائے آج کی اطاعت گناہ کے علاوہ امور میں کرلو کل خدّامانِ جنت تمہاری اطاعت کریں گے۔

عورت گناہ میں شوہر کی اطاعت نہ کرے

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّ اِمْرَءَ ةً مِّنَ الْاَنْصَارِ زَوَّجَتْ اِبْنَتَهَا فَتَمَعَّطَ شَعْرُ رَأْسِهَا فَجَآءَ تْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَتْ اِنَّ زَوْجَهَا اَمَرَنِيْ اَنْ اَصِلَ فِيْ شَعْرِهَا فَقَالَ لَا اِنَّهٗ قَدْ لُعِنَ الْمُوْصِلَاتِ. (بخاری جلد۲۔ص۸۴۷)

''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ قبیلہ انصار کی ایک عورت نے اپنی بیٹی کی شادی کی اس کے سر کے بال جھڑ گئے تھے۔ وہ آپ ﷺ کے پاس آئی اس کا ذکر کیا اور پوچھا کہ اس کے شوہر نے کہا ہے کہ اس کے بالوں میں میں دوسری عورت کے بال جوڑ دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، نہیں بال جوڑنے والی عورتوں پر لعنت کی گئی ہے''۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيْمَا اَحَبَّ وَكَرِهَ مَالَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ. (بخاری جلد۲۔ص۱۰۵۷)

''حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مسلمان پر سننا اور اطاعت کرنا پسندیدہ اور ناپسندیدہ امور میں اس وقت تک ہے جب تک کہ اسے کسی گناہ کا حکم نہ دیا جائے، پس جب کسی گناہ کا حکم ملے تو سننا اور ماننا درست نہیں''۔

عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ.

(شرح السنۃ۔ مشکوٰۃ ص۳۲۱)

''حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا خدائے پاک نے جسے گناہ قرار دیا ہے اس میں بندوں کی اطاعت نہیں کی جائے گی (خواہ وہ شوہر یا باپ یا استاد یا پیر ہو)''۔

شوہر کو ناراض چھوڑے رکھنا اور پرواہ نہ کرنا لعنت کا باعث

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةً رَجُلٌ" اَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ وَامْرَأَةٌ" بَاتَتْ وَ زَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ" وَ رَجُلٌ" سَمِعَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ثُمَّ لَمْ يُجِبْ.

(ترمذی جلد ا ص ۴۷)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے تین پر لعنت فرمائی ہے۔ایک وہ امام جو اس قوم کی امامت کرے جو قوم اس سے ناراض ہو (یعنی ناراضگی دین و شریعت کی بنیاد پر ہو اور اکثر لوگ ہوں) اور وہ عورت جو رات گزار رہی ہو اس حال میں کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو اور وہ آدمی جس نے (اذان میں) حی علی الفلاح سنا اور پھر اس کی آواز پر نہیں آیا''۔

سَمِعْتُ اَبَا اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ" لَاتُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ اٰذَانَهُمُ الْعَبْدُ الْاٰبِقُ حَتّٰى يَرْجِعَ وَامْرَءَةٌ" بَاتَتْ وَ زَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ" وَ اِمَامُ قَوْمٍ وَهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ.

(ترمذی جلد ا ص ۴۷)

''حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی پاک ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تین آدمیوں کی نماز ان کے کان سے آگے نہیں جاتی (یعنی آسمان تک نہیں پہنچتی جیسا کہ نیک عمل پہنچتا ہے بلکہ بادل کے سایہ کی طرح بیچ میں لٹکا رہتا ہے)''۔

(معارف السنن ص ۴۱۳)

بھگوڑا غلام تاوقتیکہ واپس نہ آجائے، وہ عورت جس سے اس کا شوہر ناراض ہو اور وہ امام جس کی امامت کو قوم پسند نہ کرے۔

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ عورت سے اس کا شوہر کسی وجہ سے ناراض ہو تو عورت کو چاہیے کہ وہ شوہر کو کسی نہ کسی طرح خوش کردے۔مثلاً اسے منائے، ہنسی خوش مزاجی سے یا اور کسی طرح خدمت

کر کے خوش کرے، اسے ناراض ہی نہ چھوڑ دے، جیسا کہ آج کل کے ماحول میں عورتیں شوہر کو ناراض چھوڑ دیتی ہیں اس کی ناراضگی کو دور کرنے کی کوئی پرواہ نہیں کرتیں۔ ایسی عورت ملعون ہے اس کی نماز بھی سر سے اوپر نہیں چڑھتی جب تک کہ شوہر خوش نہ کرے۔ ہاں اگر شوہر کا مزاج ہی ایسا ہے کہ ہمیشہ اس کی یہی عادت ہے، عورت پریشان ہے منانے سے کام نہیں چلتا خود سے ٹھیک ہو جاتے ہیں تو دوسری بات ہے پھر بھی سنجیدگی سے خوش کرنے کی کوشش کرے۔

بعض اوقات عورت کسی بات پر شوہر سے منہ پھلا لیتی ہے اور اس سے ناراض ہو جاتی ہے اور اس کی خدمت و آرام کا خیال نہیں کرتی اور خود اس سے بولتی نہیں یہ تو اور بری، پھٹکار اور لعنت کی بات ہے۔ عورت کو شوہر کی ماتحتی میں ہو کر منہ پھلانے کا کوئی حق نہیں۔ ایسی حرکت نہایت ہی ملعون ہے گویا کہ شوہر سے اِباء اور انکار کر رہی ہے۔ یہ عورت کے وظیفہ زوجیت کے خلاف ہے بسا اوقات یہ حالت طول کھینچ جاتی ہے تو جدائی کی نوبت آجاتی ہے جو عورت کے لئے بڑی پریشانی اور ہلاکت کی بات ہو جاتی ہے پھر مناسب انتظام نہ ہونے پر زندگی بھر روتی رہتی ہے۔ شوہر نے اگر اس کو بلاوجہ یا اتفاقاً کسی غلط فہمی سے ڈانٹ دیا تو حسن تعلقات کے پیش نظر برداشت کر لینا چاہیے، باقی شوہر کی غلطی کی سزا خدا کی جانب سے اسے ملی گی کہ اس نے خدا کی عظیم نعمت کا حق ادا نہیں کیا۔ عورتوں کو اس بات کی اجازت نہیں کہ شوہروں کو ناراض رہنے دیں تو خود شوہر سے اس کا ناراض ہونا اور منہ پھلانا اور قطع تعلق کر لینا کیسے درست ہو سکتا ہے۔

بعض عورتیں شوہر سے ناراض ہو کر منہ پھلائے رہتی ہیں اور ذکر و عبادت میں مشغول رہتی ہیں ایسی عورتوں کی عبادت بھی قبول نہیں ہوتی لٹکی رہتی ہے۔ دراصل یہ منہ پھلانا شوہر کی کسی بات سے ناراض ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے، سو ایسی بات ہے تو برداشت کرے، سنجیدگی اور نرمی سے سمجھا دے کہ آپ کی یہ بات بہتر نہیں، تکلیف دہ ہے، ناراض ہو کر منہ نہ پھلائے کہ اس سے گھر کا انتظام فاسد ہو جاتا ہے۔ یہ خدا کو ناراض کرنے والے اعمال ہیں ان بُرے اعمال کو چھوڑ کر جنت والے اعمال اختیار کرو۔ نفس کی باتوں کو چھوڑ کر جنت کی راہ ہموار کرو۔ اگر شوہر کی حرکت ظالمانہ یا نامناسب بھی ہو تو زندگی گزارنے کے لئے بہتر ہے برداشت کرو۔ تم ثوابِ عظیم پاؤ گی، جنت کی مستحق ہوگی، وہ ظالم اپنے ظلم کی سزا اسی دنیا میں یا آخرت میں پائے گا۔

صبر کی وجہ سے اللہ پاک ظالم کو ظلم سے بھی روک دیتا ہے اور صبر کرنے والے کی غیبی مدد و نصرت ہوتی ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے: اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ ۔ ''بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''۔

شوہر کے غائبانہ میں زینت نہ کرے

''عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّھَا زَارَتْ اُخْتَھَا عَائِشَۃَ وَالزُّبَیْرُ غَائِب'' فَدَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَوَجَدَرِیْحَ طِیْبٍ فَقَالَ مَاعَلَی الْمَرْءَ ۃِ اَنْ لَّاتَتَطَیَّبَ وَ زَوْجُھَا غَائِب'' ''.

(مجمع الزوائدج ۴ص ۳۱۷)

''حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اپنی بہن عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کو گئی اور میرے شوہر زبیر رضی اللہ عنہ کہیں باہر تھے۔ اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطر کی خوشبو کو محسوس کیا تو فرمایا عورت پر یہ لازم ہے کہ جب اس کا شوہر غائب ہو تو وہ خوشبو (زینت کی چیزیں) نہ لگائے''۔

فائدہ: خیال رہے کہ عورت کے لئے زینت اختیار کرنا شوہر کے واسطے ہے تاکہ دونوں کے درمیان لگاؤ، محبت اور ایک دوسرے کی طرف میلان رہے اور حسنِ معاشرت قائم رہے اور ایک دوسرے کی خواہش کی تکمیل عفت کے ساتھ ہو اور نظر اور دل کی حفاظت ہو اس لئے شوہر کے علاوہ کسی اور کے لئے زینت اور اس کی نمائش حرام ہے۔

افسوس ہے کہ آج کل کی عورتیں گھر میں تو میلی کچیلی بلا زیب و زینت کے رہتی ہیں اور جب وہ باہر نکلتی ہیں تو بن سنور کر نکلتی ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ یہ اظہار زینت غیر کے لئے نہیں تو اور کس کے لئے ہے؟ گویا دوسروں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے ایسا کرتی ہیں۔

مسلم گھرانوں میں یہ بری اور ممنوع عادت غیر مسلموں سے رائج ہوئی ہے چونکہ ان کے یہاں نہ تو پردہ ہے نہ حلال و حرام۔ ان کا تو شیوہ ہے کہ حسن اور فیشن کی نمائش سے دوسرے متوجہ ہوں، اسلام میں تو یہ زنا ہے۔ اگر کسی عورت کا شوہر نہ رہے تو میلی کچیلی بھی نہ رہو۔ مگر زیب و زینت اختیار نہ کرو۔

شوہر سے بے پرواہی اچھی بات نہیں

"حُصَیْنُ بْنُ مِحْصَنٍ اَنَّہٗ قَالَ حَدَّثَتْنِیْ عَمَّتِیْ اَنَّھَا اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَتْہُ عَنْ شَیْءٍ فَقَالَ اَذَاتُ زَوْجٍ اَنْتِ؟ فَقَالَتْ نَعَمْ قَالَ کَیْفَ اَنْتِ لَہٗ؟ قَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَا اٰلُوْہُ فَقَالَ اَحْسِنِیْ فَاِنَّہٗ جَنَّتُکِ وَ نَارُکِ". (بیہقی فی الشعب ج۶ ص ۴۱۸)

"حضرت حصین رضی اللہ عنہ کی پھوپھی سے روایت ہے کہ وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے معلوم کیا کہ کیا وہ شوہر والی (شادی شدہ) ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا تمہارا ان کے ساتھ کیا برتاؤ ہے؟ کہا مجھے ان کی کوئی پرواہ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ وہ تمہارے لئے جنت وجہنم ہیں"۔

فائدہ: اس حدیث پاک میں ذکر ہے کہ اس عورت کے یہ کہنے پر کہ مجھے شوہر کی کوئی پرواہ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو کہ وہ تمہارے لئے جنت میں جانے کا ذریعہ یا جہنم میں جانے کا ذریعہ ہے۔ شوہر سے بے پرواہی کا مطلب یہ ہے کہ اس کی کوئی فکر نہ کرے، کس حال میں ہے کیا ضرورت ہے۔ نہ ان کے کھانے کی فکر، نہ ان کے کپڑے کی صفائی کی فکر، نہ کوئی آرام پہنچانے کی فکر، نہ بیماری کی صورت میں ان کی تیمارداری کا خیال، نہ کپڑے کی پاکی ناپاکی کا خیال، کبھی سمجھ میں آیا تو کر دیا ورنہ چھوڑ دیا۔ یہ بے پرواہی ہے جو حق زوجیت کے خلاف ہے۔ بعض گھرانوں میں دیکھا گیا ہے کہ مرد کو علی الصباح چائے کی یا گرم دوا کی ضرورت ہوئی تو بیوی سوئی رہی اور مرد نے کام کیا۔ یہ بے پرواہی ہے یہی بے پرواہی اور خدمت سے اعراض جہنم کا باعث ہے۔ آج شوہر کی خدمت کر لو ان کی راحت و آرام اور ضرورت کی پرواہ کر لو۔ کل جنت کے مزے لوٹو گی۔

شوہر کی ناشکری سے بچو

"عَنْ اَسْمَاءَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ مَرَّبِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ وَنَحۡنُ فِیۡ نِسۡوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيۡنَا وَقَالَ اِيَّاكُنَّ وَ كُفۡرَ الۡمُنۡعِمِيۡنَ فَقُلۡنَا يَارَسُوۡلَ اللّٰهِ وَمَا كُفۡرُ الۡمُنۡعِمِيۡنَ؟ قَالَ لَعَلَّ اِحۡدَاكُنَّ اَنۡ تَطُوۡلَ اَيۡمَتَهَا بَيۡنَ اَبَوَيۡهَا وَ تَعۡنَسَ فَيَرۡزُقُهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ زَوۡجًا وَّ يَرۡزُقُهَا مِنۡهُ مَالًا وَّوَلَدًا فَتَغۡضَبُ الۡغَضۡبَةَ فَرَامَتۡ تَقُوۡلُ مَارَأَيۡتُ مِنۡهُ يَوۡمًا خَيۡرًا.

(مسند احمد، الفتح الربانی جلد ۱۶ اص ۲۳۰، کنز العمال جلد ۱۶ اص ۱۶۵، مجمع الزوائد)

''حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم عورتوں کی جماعت سے آپ ﷺ گزرے اور آپ ﷺ نے ہمیں سلام کیا اور فرمایا، خبردار احسان کرنے والے کی ناشکری سے بچو۔ ہم نے کہا احسان کرنے والے کی ناشکری کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تم ایک مدت تک والدین کی ماتحتی میں زندگی گزارتی ہو پھر خدائے پاک شوہر (شادی) سے نوازتا ہے اس سے تمہیں اولاد کا اور مالی فائدہ حاصل ہوتا ہے (تم پر ضرورۃً اور رعایۃً وصحبۃً مال خرچ کرتا ہے) پھر جب تم اس سے ناراض (کسی وجہ سے) ہو جاتی ہو تو (طعنہ دیتے ہوئے) کہہ دیتی ہو کہ کبھی ہم نے ان سے بھلائی اور اچھائی نہیں پائی''۔

فائدہ: انسان، خاص طور پر خدائے پاک پر ایمان ویقین رکھنے والے کو چاہیے کہ خدا کی تقسیم اور اس کی دی گئی نعمت ودولت خواہ وہ کسی بھی درجہ میں ہو، گو مرضی اور خواہش کے مطابق نہ ہو، راضی رہے۔ مالک خالق نے جس طرح رکھا ہے اس کا شکر ادا کرتا رہے۔ عورت کو شوہر جیسا بھی مقدر سے ملا اس پر راضی رہے، کمی کوتاہی کی شکایت نہ کرے، اگر کوئی رنج وتکلیف کی بات ہو جائے تو گزشتہ احسانات اور اچھے برتاؤ کو پامال کر کے ناشکری کا جملہ استعمال نہ کرے کہ اس سے عورت کی عاقبت خراب ہوتی ہے۔

گھروں میں شوہروں کی خدمت تمام افضل ترین اعمال سے بڑھ کر

حضرت اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا کا یہ واقعہ ہے کہ وہ نبی پاک ﷺ کی خدمت میں آئیں اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم تشریف فرما تھے۔ کہا، میرے والدین آپ پر فدا ہوں، میں عورتوں

کی جانب سے قاصد بن کر آئی ہوں۔ میری جان آپ ﷺ پر فدا، مشرق و مغرب کی کسی عورت کو بھی میری آمد کی اطلاع نہیں، نہ کسی نے سنا مگر جو میری طرح رائے (ذہن) رکھتی ہیں۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے حق کے ساتھ مردوں اور عورتوں کی جانب بھیجا ہے، ہم آپ ﷺ پر اور جو آپ ﷺ لے کر آئے ہیں اس پر ایمان لائے۔

ہم عورتوں کی جماعت گھروں میں بند بیٹھی مردوں کی ضرورتوں کو پورا کرتی ہیں، حمل اور اولاد کے بوجھ کو برداشت کرتی ہیں اور مرد حضرات جمعہ، جماعت، مریضوں کی عیادت، جنازہ میں حاضری اور حج پر حج کرنے اور اس سے افضل خدا کے راستے میں جہاد کرنے کی وجہ سے فضیلت (زیادہ ثواب) پاتے ہیں۔ یہ مرد حضرات جب حج، عمرہ اور راہِ خدا میں جاتے ہیں تو ہم ان کے مال کی حفاظت کرتی ہیں، ان کے لئے کپڑے تیار کرتی ہیں اور ان کے بچوں کی پرورش کرتی ہیں تو اے اللہ کے رسول ﷺ! کیسے ثواب میں شریک ہوں گی (یعنی برابر ہوں گے کہ وہ تو ان اعمال سے ثواب میں بڑھ گئے)۔

آپ ﷺ نے اپنا رُخ اصحاب کی طرف کیا اور کہا تم نے اس عورت کے سوال کو سنا، دین کے بارے میں کتنا اچھا سوال کیا۔ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا، اے اللہ کے رسول (ﷺ)! ہمیں نہیں معلوم کہ اس عورت کی طرح کوئی ان باتوں کی معلومات رکھتی ہوگی۔ پھر آپ ﷺ نے عورت کی طرف رُخ کیا اور فرمایا، جاؤ اور تم اپنے علاوہ تمام عورتوں کو بتادو کہ تم عورتوں کا شوہروں کے ساتھ حسنِ برتاؤ اور ان کی خوشیوں کا خیال رکھنا، ان کی باتوں کا ان کے موافق ماننا، ان سب اعمال (جو مرد کر رہے ہیں) کے برابر ہے۔ چنانچہ وہ عورت مارے خوشی کے تہلیل و تکبیر کہتی ہوئی چلی گئی۔ (بیہقی فی الشعب جلد ۶ ص ۴۲۱)

عورتوں کو مرد کا کپڑے دھونا صاف کرنا مسنون ہے

قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا كُنْتُ اَغْسِلُهٗ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَخْرُجُ اِلَى الصَّلٰوةِ. (بخاری جلد ۱ ص ۳۶)

''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نبی پاک ﷺ کے کپڑے

سے نجاست وغیرہ دھوتی تھی پھر آپ ﷺ (اسے پہن کر) نماز پڑھانے تشریف لے جاتے"۔

فائدہ: عورتوں اور مردوں کے درمیان حسنِ معاشرت اور خوشگوار تعلقات کو باقی رکھنے کے لئے ایک دوسرے کی رعایت، ایک دوسرے کی معاونت اور باہم راحت پہنچانا ضروری ہے۔ اگر یہ چیزیں نہ ہوں تو ایک دوسرے کے درمیان محبت کا باقی رہنا مشکل ہوجاتا ہے پھر ہر شخص اپنی غرض کا تابع ہوجاتا ہے۔

باہم تعلقات کو بہتر اور خوشگوار رکھنے کے لئے یہ کردیا گیا ہے کہ مرد عورت کی تمام ضرورتوں کی کفالت کرے، اس کے خانگی اخراجات کا انتظام کرے۔ عورت گھریلو کام اور شوہر کی خدمت کرے اور آرام وراحت پہنچائے تاکہ وہ سہولت کے ساتھ معاشی کفالت کرسکے۔

اس خدمت میں مرد کی سہولت کے لئے کپڑا دھونا بھی ہے۔ تاہم اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ عورت دھوبی کی طرح کھٹتی رہے بلکہ موقع اور ماحول اور صحت و گھریلو کام کی رعایت کرتے ہوئے شوہر کے کپڑوں کی صفائی کا بھی خیال رکھے۔ دونوں جہاں کے سردار ﷺ کی زوجہ مطہرہ اپنے شوہر کے کپڑے پاک اور صاف کردیتی ہیں تو اس سے اور کیا فضیلت کی بات ہوگی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاک سیرت وعادت پر عمل کرنے والی بن جاؤ گی۔

شوہر کے لئے وضو، غسل اور استنجاء وغیرہ کے پانی کا انتظام رکھے

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهَا قَالَتْ کُنْتُ اَضَعُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ اٰنِیَةٍ مِّنَ الَّیْلِ مُخَمَّرَةً اِنَاءً" لِطَهُوْرِهٖ وَ اِنَاءً" لِسِوَاکِهٖ وَاِنَاءً" لِشَرَابِهٖ. (ابن ماجہ ص ۳۰)

"حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رات میں آپ ﷺ کے لئے تین برتنوں کا انتظام رکھتی تھی۔

۱۔ پانی کا ایک برتن (جس میں آپ ﷺ استنجاء وضو وغیرہ کریں)۔

۲۔ مسواک کا۔ ۳۔ پینے کے پانی کا برتن

فائدہ: عورتوں کے ذمہ گھریلو کام ہیں اور اسی گھریلو کام میں شوہر کی سہولتوں کا انتظام بھی ہے۔ شوہر بسا اوقات اسبابِ معیشت میں مشغول ہونے کی وجہ سے تھکا ماندہ ہوتا ہے اس لئے اس کی راحت کا خیال عورتوں کے ذمہ ایک اخلاقی فریضہ ہے۔ عورتوں کی یہ خدمت ثوابِ عظیم کا باعث ہے۔

چونکہ آپ ﷺ مسواک جو آپ ﷺ اور حضرات انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے، عادی تھے اس کا انتظام حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رکھتی تھیں، رات میں خصوصاً گرمی کے موسم میں پیاس لگتی ہے اس لئے پینے کا پانی رکھ دیتی تھیں اسی طرح آپ ﷺ تہجد کے عادی تھے اس کے لئے وضو اور استنجاء کا پانی رکھ دیا کرتی تھیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت سے پہلے پانی وغیرہ کا انتظام کرلے ایسا نہ ہو کہ رات کو ضرورت ہو وقت پر پانی نہ ملے یا پانی دور ہو تو رات میں کہاں کس سے مانگتا پھرے گا۔ اس لئے حسنِ انتظام میں سے یہ ہے کہ استنجے وغیرہ کے پانی کا سونے سے قبل ہی انتظام کرلے اور عورتوں کو ان امور کا انتظام کرلینا چاہیے۔

شوہر پر عورت کا کیا حق ہے؟

عَنْ حَکِیْمِ بْنِ مُعَاوِیَۃَ الْقُشَیْرِیِّ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَاحَقُّ زَوْجَۃِ اَحَدِنَا عَلَیْہِ قَالَ اَنْ تُطْعِمَھَا اِذَا طَعِمْتَ وَ تَکْسُوَھَا اِذَا اکْتَسَیْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْہَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَھْجُرْ اِلَّافِی الْبَیْتِ.

(مشکوٰۃ ص ۲۸۱)

”حضرت معاویہ قشیری ؓ کی روایت میں ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ ہم مردوں پر عورتوں کا کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، جب اور جو تم کھاؤ اسے کھلاؤ اور جو تم پہنو اسے پہناؤ اور اسے چہرے پر مت مارو اور اسے گالی مت دو اور اسے گھر کے علاوہ کسی دوسری جگہ نہ چھوڑو“۔

”عَنْ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ...... وَحَقُّھُنَّ عَلَیْکُمْ اَنْ تُحْسِنُوْا اِلَیْھِنَّ فِیْ کِسْوَتِھِنَّ وَطَعَامِھِنَّ. (ابن ماجہ، ترغیب جلد۳ ص ۳۳)

''حضرت عمرو بن الاحوص رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ (حجۃ الوداع کے موقع پر تقریر فرماتے ہوئے) آپ ﷺ نے فرمایا ان عورتوں کا تمہارے اوپر یہ حق ہے کہ تم ان کے لئے کھانے اور کپڑے کا اچھی طرح خیال رکھو''۔

''**فائدہ:** خیال رہے کہ صرف عورتوں پر ہی مردوں کے حقوق نہیں بلکہ مردوں پر بھی عورتوں کے حق ہیں کہ وہ ان کے آرام وراحت اور اکرام کا خیال رکھیں۔ ہر وقت ان سے جانوروں کی طرح کام لینا، بلا وجہ ڈانٹ ڈپٹ کرنا، ہمیشہ سخت سست کہنا، بات بات پر ان کو طعنہ دینا، ان کے خاندانوں کو برا بھلا کہنا، معمولی غلطی پر آگ بگولہ ہو جانا، خود باہر ہوٹلوں میں چائے خانوں میں مزے اُڑانا، اسے گھر میں معمولی گزارہ پر چھوڑ دینا، خود قسم قسم کے پوشاک ملبوس کرنا اس بیچاری کو معمولی کپڑے دینا یہ امور شرعاً درست نہیں۔ حدیث پاک میں تاکید ہے اچھے کپڑوں اور اچھے کھانے کا انتظام کرنا جو اس کی وسعت کے موافق ہے۔ معلوم ہونا چاہیے کہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہے اس لئے اس کے مزاج میں کچھ ٹیڑھا پن رہتا ہی ہے۔ مردوں کو چاہیے کہ جہاں ان سے بہت سے فوائد وابستہ ہیں وہاں ان سے (ٹیڑھے پن کی وجہ سے) اگر کچھ خلافِ مزاج ہو جائے تو برداشت کریں۔

حمل سے لے کر بچہ ہونے تک کا ثواب

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ...... اَفَمَا تَرْضٰی اِحْدٰ کُنَّ اَنَّھَا اِذَا کَانَتْ حَامِلًا مِّنْ زَوْجِھَا وَھُوَ عَنْھَا رَاضٍ اِنَّ لَھَا مِثْلَ اَجْرِ الصَّائِمِ الْقَآئِمِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَاِذَا اَصَابَھَا الطَّلْقُ لَمْ یَعْلَمْ اَھْلُ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ مَآاُخْفِیَ لَھَا مِنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ فَاِذَا وَضَعَتْ لَمْ یَخْرُجْ مِنْھَا جُرْعَۃٌ'' مِّنْ لَبَنِھَا وَلَمْ یَمَصَّ مَصَّۃٌ'' اِلَّاکَانَ لَھَا بِکُلِّ جُرْعَۃٍ وَّبِکُلِّ مَصَّۃٍ حَسَنَۃٌ'' فَاِنْ اَسْھَرَھَا لَیْلَۃً'' کَانَ لَھَا مِثْلُ اَجْرِ سَبْعِیْنَ رَقَبَۃً تُعْتِقُھُنَّ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ سَلَامَۃً یَعْنِیْ لِمَنْ اَعْنِیْ بِھٰذَا اَلْمُتَنَعِّمَاتِ الصَّالِحَاتِ الْمُطِیْعَاتِ اللَّاتِیْ لَا یَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ. (مجمع جلد۴ ص۳۰۸، طبرانی)

''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (ایک طویل) روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی اس بات سے خوش نہیں ہے کہ جب وہ اپنے شوہر سے حاملہ ہو اس حال میں کہ وہ اس سے راضی ہو تو اس کو اس کا اتنا ثواب ملتا ہے جتنا کہ اس روزہ دار کو جو راہِ خدا (جہاد) میں روزہ رکھ رہا ہو اور جب اسے دردزہ ہوتا ہے تو نہ آسمان والوں کو نہ زمین والوں کو علم ہوتا ہے کہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے کیا چھپا رکھا گیا ہے اور جب وہ بچہ جن دیتی ہے تو اس کے دودھ کا کوئی قطرہ نہیں نکلتا اور اس کا بچہ ایک مرتبہ چوستا نہیں مگر یہ کہ اسے ہر قطرہ اور گھونٹ پر ایک نیکی ملتی ہے اور اگر کوئی رات کو (بچہ کی وجہ سے) جاگے تو اسے ستر صحیح وسالم غلاموں کو راہِ خدا میں آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے یہ ان خوش نصیب عورتوں کے لئے ہے جو صالح ہیں، فرمانبردار ہیں جو اپنے شوہروں کی ناشکری نہیں کرتی ہیں''۔

حمل سے لے کر بچہ ہونے تک کا عظیم ثواب

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا (اَحْسِبُہٗ رَفَعَہٗ) قَالَ اَلْمَرْءَ ۃُ فِیْ حَمْلِہَا اِلٰی وَضْعِہَا اِلٰی قَضَائِہَا کَالْمُرَابِطِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَاِنْ مَاتَتْ فِیْمَا بَیْنَ ذٰلِکَ فَلَہَا اَجْرُ شَہِیْدٍ. (کنز جلد۱۶ص۱۷۱، مجمع جلد۴۔ص۳۰۸)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، عورتوں کو حمل سے لے کر بچہ جننے تک اس کا اتنا ثواب ملتا ہے کہ خدا کے راستہ میں سرحد کی حفاظت کرنے والوں کو ثواب ملتا ہے۔ اگر اسی درمیان ان کا انتقال ہو جائے تو ان کو شہید کا ثواب ملتا ہے''۔

فائدہ: عورت کو اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر بچوں کی پیدائش، اس کی تربیت اور دیکھ بھال اور پرورش کے لئے پیدا کیا ہے۔ ان کے پیٹ سے انبیاء کرام علیہم السلام، اولیاء عظام، اقطاب ابدال اور خدا کے برگزیدہ بندے پیدا ہوتے ہیں۔ کتنی بڑی عظیم نعمت ودولت ہے۔ خدائے پاک نے عورتوں کو ماں بننے کا شوق اور جذبہ بھی دیا ہے اور اس کی ذرہ نوازی کہ اس میں ثواب بھی رکھا ہے۔

عموماً آج کل کے اس کمزور دور میں حمل سے لے کر بچہ کی پیدائش تک عورتوں کو بڑی تکلیف ہوتی ہے، آرام وراحت ختم ہوجاتی ہے۔ چنانچہ حمل سے لے کر بچہ کی پیدائش تک جہاد میں سرحد کی حفاظت کا جو عظیم ثواب ہے وہ ملتا ہے۔ کس قدر خدا کا فضل ہے کہ دنیاوی نعمت بھی اور اس قدر ثواب بھی۔ اگر خدانخواستہ حمل کے دوران یا بچے کی پیدائش میں انتقال ہوجائے تو شہادت کا ثواب پاتی ہے۔ چونکہ عورتوں پر جہاد نہیں تو اللہ پاک نے جہاد کا ثواب ان امور میں رکھ دیا۔

آج کل بعض عورتیں بچوں سے گھبراتی ہیں، ان کو جھنجھٹ اور مشقت کا باعث سمجھتی ہیں وہ دنیا کے فوائد اور آخرت کے اس ثواب کو دیکھیں۔

دودھ پلانے کا ثواب

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا وَضَعَتْ لَمْ یَخْرُجْ مِنْھَا جُرْعَۃٌ مِّنْ لَبَنِھَا وَلَمْ یَمَصُّ مَصَّۃً اِلَّا کَانَ لَھَا بِکُلِّ مَصَّۃٍ حَسَنَۃٌ فَاِنْ اَسْھَرَھَا لَیْلَۃً کَانَ لَھَا مِثْلُ اَجْرِ سَبْعِیْنَ رَقَبَۃً تُعْتِقُھُنَّ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ سَلَامَۃً. (مختصراً، مجمع جلد۴۔ص۳۰۸)

”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا عورت جب بچہ جن دے تو اس کے دودھ کا جو قطرہ نکلتا ہے اور جب بچہ دودھ چوستا ہے تو ہر گھونٹ اور ہر قطرہ پر اسے نیکی ملتی ہے اور جب اس کی وجہ سے رات میں جاگتی ہے تو اسے ستر صحیح وسالم غلاموں کو خدا کی راہ میں آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے“۔

فائدہ: خیال رہے کہ بچوں کی پرورش اور ان کی اچھی تربیت صدقۂ جاریہ اور دین ودنیا میں اچھے نتائج کا باعث ہے۔ بچوں کی پرورش جو ماں کا ایک فطری تقاضہ ہے، اسلام کے بلند پایہ امور میں سے ہے اور جس کے کرنے کو وہ محبۃً مجبور بھی ہے، اس میں بھی اسے ثواب دیا گیا ہے۔ دودھ کے ہر قطرہ پر ایک نیکی اور اس کی وجہ سے جاگنے پر ستر غلام آزاد کرنے کا ثواب۔ کس قدر خدا کا کرم ہے۔ نئی تہذیب سے متاثر ہوکر بعض عورتیں دودھ پلانے کو صحت کے اعتبار سے نقصان دہ سمجھتی

ہیں، سو یہ غلط ہے۔ فطرتِ خداوندی نے اس خاصیت سے عورتوں کو نوازا ہے۔ ان کے سینہ میں موجود دودھ سے بچے کی حیات وابستہ کی ہے وہ کیسے نقصان دہ ہوسکتا ہے۔ طبی اعتبار سے تو اس سے عورتوں کی صحت اور اچھی ہوتی ہے اور ادھر بچہ کی صحت بھی اچھی رہتی ہے۔ ماں کے دودھ میں جو صحت ہے وہ مصنوعی دودھ میں نہیں، نہ پلانا دونوں کے لئے نقصان دہ ہے۔ خدارا! نئی تہذیب اور آزاد عورتوں کی روش اختیار نہ کرو، اپنے بچوں کو دودھ پلاؤ اور شریعت کا حکم سمجھ کر پلاؤ، خوب ثواب پاؤ گی۔

بچہ جننے والی سیاہ عورت بہتر ہے، خوبصورت بانجھ سے

عَنْ مَعْقِلِ ابْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ (مُرْسَلًا) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ نِسَآئِكُمُ الْوَلُوْدُ الْوَدُوْدُ.

(کنز جلد ۱۶ص ۱۲۷، جامع صغیر، بیہقی جلد ۷ ص ۸۲، اتحاف جلد ۵ ص ۲۹۷)

"حضرت معقل رضی اللہ عنہ سے مرسلاً یہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہاری عورتوں میں بہتر وہ ہے جو خوب محبت کرنے والی اور کثرت سے اولاد جننے والی ہو"۔

عَنْ حَرْمَلَةَ بْنِ النُّعْمَانِ...... اِمرَءَ ةٌ" وَّلُوْدُ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ اِمْرَءَ ةٍ حَسْنَآءَ لَاتَلِدُ، اِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

"حضرت حرملہ بن نعمان سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا بچہ جننے والی عورت اللہ کو زیادہ پسند ہے اس عورت سے جو خوبصورت بانجھ ہو۔ میں تمہاری کثرت سے دوسری امتوں پر قیامت کے دن فخر کروں گا"۔ (کنز جلد ۱۶ص ۱۲۴، جامع صغیر جلد ۱ص ۱۰۲)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَرُوا الْحَسْنَاءَ الْعَقِيْمَ. وَعَلَيْكُمْ بِالسَّوْدَآءِ الْوَلُوْدِ فَاِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ.

"حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا خوبصورت

بانجھ کو چھوڑ دو اور کالی بچہ جننے والی عورت کو اختیار کرو کہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دیگر امتوں پر فخر کروں گا۔ (اتحاف المہرۃ جلد۴ ص ۴۳۸، ابویعلی)

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ (مَرْفُوْعًا) ذَرُوا الْحَسْنَاءَ الْعَقِیْمَ وَعَلَیْکُمْ بِالسَّوْدَآءِ الْوَلُوْدِ.

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ خوبصورت بانجھ کو چھوڑ دو اور سیاہ فام کو جو بچہ جننے والی ہو پسند کرو''۔ (اتحاف المہرۃ ص ۴۳۸)

فائدہ: ان احادیث میں نکاح کی ترغیب دو چیزوں کو سامنے رکھ کر دی گئی ہے۔

۱۔ شوہر کی محبت ۲۔ بچے زیادہ جننے کی صلاحیت۔

خیال رہے کہ عورتوں کا حق نکاح اور اس کی شرافت اور پاک دامنی یہ ہے کہ یہ اپنے شوہر سے غایت درجہ محبت اور تعلق رکھیں۔ ان کی خوشی و آرام کی فکر اور اس کے اسباب میں رہیں۔ اگر ناراض ہو جائیں تو منہ پھلا کر بیٹھ نہ جائیں اور خاموش نہ رہیں کہ محبت میں یہ باتیں درست نہیں۔ خدمت، اچھی بات، اچھے معاملے سے ان کو خوش کر دیں اور راضی کر لیں۔

کسی کی اطاعت و خدمت میں اور اس کی آرام و راحت کی فکر میں محبت کو بنیاد اور اساس حاصل ہے۔ عورت کا عاشقانہ اور محبتانہ مزاج رکھنا ایک ایسی چیز ہے کہ شوہر کتنا ہی اکھڑ دماغ اور ظالمانہ مزاج کا ہو گا ضرور متاثر ہو گا۔ اگر محبت نہ ہو گی تو وہ شوہر سے مستغنی رہے گی جس سے گھر کا نظام درہم برہم رہے گا۔ اسی وجہ سے ایسی عورت کی ترغیب دی گئی جو خوب محبت کرنے والی ہو۔

اسی طرح جو عورتیں زیادہ بچے جننے والی ہوں گی اس کی بنیاد بھی یہی محبت اور اطاعت ہے کہ شوہر سے کثرت تعلق اس کی بنیاد ہے پھر ایسی عورت خوش قسمت اور عورت کی قسموں میں افضل ترین ہے۔ ایسی عورت کو انتخاب اور فوقیت دینے کا حکم ہے۔ چنانچہ خوبصورت بانجھ پر بچہ جننے والی عورت خدا کے نزدیک زیادہ پسند ہے۔ چنانچہ حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جننے والی کالی عورت، خوبصورت عورت جو بانجھ ہو اس سے بہتر ہے۔ (شرح احیاء جلد۵ ص ۲۹۷)

اسی وجہ سے حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی روایت میں حکم ہے کہ زیادہ بچے جننے والی عورت سے شادی کرو کہ میں تمہاری کثرت پر قیامت کے دن فخر کروں گا۔ اور کثرت بانجھ عورت سے کہاں ہوگی۔ اولاد سے نسل کا سلسلہ چلتا رہے گا اس سے اُمت کی کثرت ہوگی۔ مزید اولاد اس کے لئے ہر صورت میں دنیا و دین کی بھلائیوں کا باعث ہوگی۔ اگر پیدا ہو کر انتقال ہو گیا تب بھی اس کے لئے مفید ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچہ اپنے والدین کو جنت میں کھینچ لے جائے گا۔ اگر حمل کا اسقاط ہو گیا تب بھی فائدہ سے خالی نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچہ اپنی ناف کو کھینچتے ہوئے ماں کو جنت میں داخل کرائے گا۔ (شرح احیاء جلد ۵ ص ۲۹۸)

صغر سنی میں انتقال کر گیا تو والدین کے حق میں شفاعت کرے گا۔ بڑی عمر کو پہنچا تو دین و دنیا کے نفع کا باعث ہوگا۔ صالح اولاد جو نیکی اور دعا کرے گی اس کا ثواب والدین کو پہنچے گا۔ ظاہر ہے کہ یہ فوائد بانجھ گو خوبصورت سہی اس سے کہاں حاصل ہوں گے۔ ہاں مگر خیال رہے کہ ابتداءً بانجھ سے شادی نہ کرے کہ اولاد کے نہ ہونے کی نیت اچھی نہیں لیکن اتفاق سے عورت کو اولاد نہ ہو تو اسے چھوڑے نہیں کہ یہ ظلم ہے۔ بیچاری عورت کا کیا قصور۔ تقدیر پر صابر و شاکر رہے دوا اور دعا کرتا رہے اس کے فضل سے بعید نہیں کہ کامیاب ہو جائے۔

اولاد پر مہربانی کے ساتھ شوہر کی نافرمانی نہ ہو تو جنت میں

"عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ الْبَاھِلِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَامِلَات" وَالِدَات" رَحِیْمَات" بِاَوْلَادِھِنَّ لَوْلَا یَعْصِیْنَ اَزْوَاجَھُنَّ دَخَلْنَ الْجَنَّۃَ".

(اتحاف ج ۵ ص ۴۰۱، بیہقی فی الشعب ج ۶ ص ۴۰۹، اتحاف المہرہ ج ۴ ص ۵۲۷)

"حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حمل اور ولادت کی مشقت کو برداشت کرنے والیاں، اپنے بچوں پر کرم مہربانی کرنے والیاں اگر شوہر کی نافرمانی نہ کریں تو جنت میں داخل ہو جائیں گی"۔

فائدہ: اس حدیث پاک میں جنتی عورت کے چند اہم اوصاف کو بیان کیا گیا ہے۔ جن میں

حالت حمل کی پریشانی بھی ہے۔اس پریشانی کو برداشت کرنا، اور اسے سہنا بڑے ثواب کی بات ہے۔نئی تہذیب کی عورتیں ایک دومرتبہ سے زائد حمل کی مشقتوں کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتیں یہ مغربی لعنت کا اثر ہے۔وہ عورت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو پسند ہے، جس سے امت کی کثرت ہو۔اسی لئے آپ ﷺ نے حکم دیا ہے ایسی عورتوں سے شادی کرو جو زیادہ بچے جننے والی ہوں۔ظاہر ہے جو حمل کی پریشانی اور بچوں کی تربیت سے بھاگے گی ان سے اولاد کی کثرت کیسے ہوگی۔اولاد کی پرورش میں نرمی اور محبت کا مطلب یہ ہے کہ بچوں کو خصوصاً جب وہ روئیں اور ضد کریں تو ڈانٹ ڈپٹ مار پیٹ سے کام نہ لے بلکہ پیار و محبت سے سمجھا دے۔جب پیار محبت سے کام نہ چلے تو معمولی ڈانٹ اور ہلکی پٹائی سے کام لے۔ہر وقت ڈانٹ ڈپٹ اور مارنے سے بچہ بے حس، ضعیف القلب اور ضدی ہو جاتا ہے۔

لڑکیوں کی محبتانہ پرورش جہنم سے نجات کا باعث

"اِنَّ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهَا زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ جَآءَتْنِیْ اِمْرَأَۃٌ مَّعَهَا اِبْنَتَانِ لَهَا فَسَأَلَتْنِیْ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِیْ اِلَّا تَمْرَۃً وَّاحِدَۃً فَاَعْطَیْتُهَا فَقَسَّمَتْهَا بَیْنَ اِبْنَتَیْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهٗ فَقَالَ مَنْ یُّبْلٰی مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ شَیْئًا فَاَحْسَنَ اِلَیْهِنَّ کُنَّ لَهٗ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ". (ادب مفرد ص ۵۲)

"ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت آئی اس کے ساتھ دو لڑکیاں تھیں اس نے سوال کیا۔میرے پاس سوائے ایک کھجور کے کچھ بھی نہ تھا۔میں نے دے دی۔اس نے دونوں بیٹیوں کو آدھا آدھا دے دیا، پھر کھڑی ہوئی اور چلی گئی، آپ ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ سے بیان کیا آپ ﷺ نے فرمایا جس کو ان لڑکیوں کے ذریعہ آزمایا گیا اور اس نے ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا تو وہ اس کے لئے جہنم سے نجات کا باعث ہوں گی"۔

فائدہ: اولاد کی بہترین پرورش میں ثواب ہے اور جو کچھ اولاد پر اسراف اور خلاف شرع امور سے

بچتے ہوئے خرچ کیا جاتا ہے ثواب ہے اور آخرت میں اس کا صلہ ملے گا۔

مگر لڑکیوں کی پرورش اور تربیت پر احادیث میں خصوصیت کے ساتھ ثواب عظیم کو بیان کیا گیا ہے۔ اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ یہ تو جب خدمت کے قابل ہوں گی تو دوسروں کے گھر چلی جائیں گی۔ ان سے کسی مالی فائدہ کی امید نہیں کرتی بخلاف لڑکے کے کہ اس سے امیدیں وابستہ رہتی ہیں۔ پھر یہ بھی کہ اس کی پرورش اور پھر شادی بیاہ کا مسئلہ بارگراں ہوتا ہے اس وجہ سے اس کی پرورش پر زیادہ ثواب ہے۔ مزید اس بات کی تفصیل عاجز کی کتاب ''شمائل کبریٰ'' جلد پنجم میں ملاحظہ کیجئے۔

آپ ﷺ سے بھی پہلے کون عورت جنت میں جائے گی؟

"عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ یَّفْتَحُ بَابَ الْجَنَّةِ اِلَّا اَنَّهٗ تَأْتِیْ اِمْرَءَ ةٌ" تُبَادِرُنِیْ فَاَقُوْلُ لَهَا مَالَکِ وَمَنْ اَنْتِ؟ فَتَقُوْلُ اَنَا اِمْرَءَ ةٌ" قَعَدْتُّ عَلٰی اِیْتَامٍ لِّیْ.

(اتحاف السادۃ ج ۵ ص ۴۰۷، ابویعلی، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۱۶۲)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے میں جنت کا دروازہ کھولوں گا۔ ہاں مگر یہ کہ ایک عورت کو میں دیکھوں گا وہ مجھ سے بھی آگے جا رہی ہوگی۔ میں اس سے پوچھوں گا کیا بات ہے تم کون ہو (کہ مجھ سے بھی پہلے جنت میں جا رہی ہو) وہ کہے گی میں وہ عورت ہوں جو شوہر کی وفات کے بعد یتیم بچوں کی پرورش کی وجہ سے شادی سے رکی رہی''۔

فائدہ: بڑی اہم قابل رشک دولت ہے کہ ایسی عورت جس نے فرائض و واجبات کی پابندی کے ساتھ عفت کا لحاظ کرتے ہوئے ایک بچہ یا بچی کی پرورش کی خاطر کہ یہ بچہ ٹھیک سے پھلے پھولے، جوانی کو اس کی تربیت پر قربان کر دیا۔ شوہر کی جانب سے پہنچنے والی عیش و راحت کو اس نے قربان کر دیا۔ جنت جانے میں آپ ﷺ سے آگے رہے گی۔

یعنی وہ بیوہ جس نے بچہ کی پرورش میں دوسری شادی نہیں کی۔ اگر یہ عورت دوسری شادی

کر لیتی تو یہ معصوم بچہ کہاں جاتا۔ نانی دادی کے یہاں بغیر ماں کے اچھی پرورش نہ ہو پاتی۔ ماں کی گود و پرورش کا آرام کہاں پاتا۔ اگر شوہر کے پاس یہ بچہ رہتا تو شوہر جس طرح اپنے بچہ کی پرورش کرے گا سوتیلی اولاد کی نہیں کرے گا۔ عورت بھی اس شوہر کی اولاد کی پرورش میں مصروف رہے گی۔ اس وجہ سے شادی نہ کرنے کی یہ فضیلت ہوگی۔ لیکن بچہ جب بڑا ہو جائے اگر لڑکی ہو اس کی شادی ہو جائے تو شادی کرے کہ اس زمانہ میں عورت کا بلا شادی رہنا فتنہ کا باعث ہو سکتا ہے۔

وہ عورت جس کا محل جنت میں آپ ﷺ کی بغل میں ہوگا

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا وَ اِمْرَأَةٌ" سَعْفَآءُ الْخَدَّيْنِ اِمْرَءَةٌ آمَتْ مِنْ زَوْجِهَا فَصَبَرَتْ عَلٰى وَلَدِهَا كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ. (اتحاف السادہ ج ۵ ص ۴۰۷، ادب مفرد ص ۳۱)

"حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں اور وہ عورت جو پچکے ہوئے گال والی ہوگی جو بیوہ ہوگی اور اس نے اپنے بچوں کو لے کر صبر کے ساتھ زندگی گزار لی جنت میں اس طرح ساتھ ہوں گے (جس طرح ہاتھ کی دو انگلیاں)"۔

"**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ ایسی عورت جس کے شوہر کا انتقال ہو گیا اور بچہ گود میں تھا اس عورت نے بچہ کی پرورش کی خاطر شادی نہ کی کہ اگر شادی ہوگی تو بچہ کی پرورش نہ ہو سکے گی یا بچہ کے حق میں اچھا نہ ہوگا۔ اس لئے کہ عموماً دوسری شادی میں پچھلی اولاد کو قبول نہیں کیا جاتا اگر قبول کر بھی لیا جاتا ہے تو بعد میں اس شوہر سے اولاد ہو جانے پر اس اولاد کے سوتیلے ہونے کی وجہ سے کما حقہ پرورش نہیں ہو پاتی اور جھگڑے والا گھر بن جاتا ہے۔

پچکے گال کا مطلب یہ ہے کہ بیوہ ہونے کی وجہ سے کھانے پینے کی سہولت نہ رہی اور فکر کی وجہ سے صحت گر گئی جس کا اثر چہرے پر پڑا کہ چہرہ مرجھا گیا اور گال پچک گئے۔ یعنی بچے کی پرورش کی وجہ سے شادی کی عیش اور وسعت کی زندگی کو قربان کر دیا اور مصیبت پر صبر کرتی رہی تو ایسی عورت کا جنت میں محل میری بغل میں ہوگا۔ خیال رہے کہ یہ درجہ اس وقت ہے جبکہ عورت فرائض الٰہیہ کو ادا کرتی ہو۔ فاسقہ عورت، بے نمازی کا یہ درجہ نہیں۔ بیوہ ہونے کا ہر گز یہ مطلب

نہیں کہ وہ ہمیشہ بغیر شادی کے رہے بلکہ بچہ کی پرورش ہو جائے وہ بڑا ہو جائے تو شادی کر لینی چاہیے کہ عورت کا بے شادی رہنا خصوصاً اس دور میں بہت بڑے فتنہ کا باعث ہے۔

عورتوں کی مسجد گھر ہے

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خَیْرُ مَسَاجِدِ النِّسَآءِ قَعْرُ بُیُوْتِھِنَّ. (ترغیب ج ا ص ۱۴۱)

"حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا عورتوں کے لئے بہترین مسجد گھر کا کونہ ہے"۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ عورتوں کو زیادہ سے زیادہ پردے کا حکم ہے۔ مسجد کے مقابلہ میں گھر اور پھر گھر کے مقابلہ میں گھر کا کونہ زیادہ پردہ کا باعث ہے۔ اسی لئے عورتوں کے لئے گھر کا کونہ بہترین نماز پڑھنے کی جگہ ہے۔

صحن کے مقابلہ میں کمرہ بہتر ہے

وَعَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلاۃُ الْمَرْءَ ۃِ فِیْ بَیْتِھَا خَیْرٌ مِّنْ صَلَاتِھَا فِیْ حُجْرَتِھَا. (ترغیب ج ا ص ۱۴۱)

"انہیں حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا عورتوں کی نماز گھر کے مقابلہ میں کمرے میں بہتر ہے"۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ بڑا گھر ہو تو گھر کے مقابلہ میں حجرہ اور کمرے میں بہتر ہے۔ اس لئے کہ اس میں زیادہ پردہ ہے۔ اسی طرح صحن کے مقابلہ میں گھر کے کمرے میں بہتر ہے۔ غور کیجئے عورتوں کے لئے کس قدر پردہ کو ملحوظ رکھا گیا ہے کہ گھر میں بھی جہاں زیادہ پردہ ہو وہاں بہتر ہے۔

عورتوں کو روشنی کی بجائے اندھیرے میں نماز پڑھنا افضل ہے

عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

قَالَ اِنَّ اَحَبَّ صَلَاةِ الْمَرْءَ ةِ اِلَی اللّٰهِ فِیْ اَشَدِّ مَکَانٍ فِیْ بَیْتِهَا ظُلْمَةً.

(ترغیب ج۱ص۱۴۲)

''حضرت ابوالاحوص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کی وہ نماز خدائے پاک کو زیادہ پسندیدہ ہے جوسب سے زیادہ اندھیرے والے کمرے میں پڑھی گئی ہو''۔

فائدہ: چونکہ روشنی کے مقابلہ میں اندھیرے میں زیادہ پردہ ہے کہ اندھیرے میں کسی کو وہ نظر ہی نہ آئے گی۔ جہاں جس مقام پر پردہ کا زیادہ اہتمام ہوگا اسی قدر ثواب زیادہ ہوگا۔اس سے معلوم ہوا کہ روشنی کے مقابلہ میں اندھیرے میں نماز پڑھنے کا زیادہ ثواب ہے۔لیکن اتنا بھی اندھیرا نہ ہو کہ کسی بچہ بچی شوہر وغیر محرم کے پیر ہاتھ لگ جانے کا اندیشہ ہو بلکہ ہلکا سا اجالا ہو۔اگر یہ خدشہ نہ ہوتو اندھیرے میں کوئی حرج نہیں بلکہ اولیٰ ہے۔دیکھئے عورتوں کو کس قدر پردے کی تاکید ہے۔ عبادت میں بھی زیادہ پردے اور ستر کی جگہ اور حالت کو فضیلت ہے اس کے برخلاف عورتیں مزاروں میں مردوں کی بھیڑ میں جاتی رہتی ہیں اور پھر اسی بھیڑ میں نمازی عورتیں نماز پڑھتی ہیں کیا عورتوں کے لئے یہ دین کی بات ہے؟ یادرکھو لوگ جس کو دین سمجھیں وہ دین نہیں۔دین وہ ہے جو خدا اور رسول ﷺ کے کلام اور اس کی تعلیم میں ہے۔اپنا سمجھا ہوا اور نکالا ہوا دین مردود اور جہنم میں لے جانے والا ہے۔افسوس کہ آدمی نیکی سمجھ کر کرے اور خدا اور رسول ﷺ کے نزدیک وہ نیکی نہ ہو تو الٹا ثواب کے بجائے گرفت۔

عورت باہر نکلتی ہے تو شیطان ساتھ ہو جاتا ہے

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (مَرْفُوْعًا) قَالَ اَلْمَرْءَ ةُ عَوْرَةٌ'' وَاِنَّهَا اِذَا خَرَجَتْ مِنْ م بَیْتِهَا اِسْتَشْرَفَهَا الشَّیْطَانُ وَ اِنَّهَا لَاتَکُوْنُ اَقْرَبَ اِلَی اللّٰهِ مِنْهَا فِیْ قَعْرِ بَیْتِهَا.

(کنز جلد ۱۶ص ۱۷۱، ترمذی، مجمع الزوائد ص ۳۱۷، طبرانی، اتحاف جلد ۵ص ۴۰۶)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا عورت

پردہ ہے اور عورت جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان جھانکتا ہے (اس کے پیچھے ہو لیتا ہے اور عورت کے لئے سب سے زیادہ تقرّب (ثواب کی بات) اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ ہے کہ وہ گھر کے کسی گوشہ میں رہے (تاکہ بازاری شیطان اسے گناہ میں مبتلا نہ کر سکے)"۔

فائدہ: اس حدیث پاک میں عورتوں کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ پردہ میں رہیں کہ اصل ان کے لئے پردہ ہی ہے۔ بلا ضرورت شدید گھر سے باہر قدم نہ نکالیں کیونکہ عورت جب بھی باہر نکلتی ہے تو شیاطین گناہ کرانے کے لئے ان کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ کم از کم بے پردگی اور اجانب سے اظہارِ زینت کا گناہ کرا ہی دیتے ہیں۔ اس سے مراد انسان شیاطین، فاسق فاجر آزاد اوباش لوگ ہو سکتے ہیں جو عورتوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ ان کا کام سڑکوں اور چوراہوں پر یہی ہوتا ہے۔ چنانچہ دیکھیے بے پردہ اسکولوں، کالجوں کی لڑکیوں اور عورتوں کو کس طرح جھانکنے اور دیکھنے کا موقع تلاش کرتے رہتے ہیں عورتوں کے لئے کس قدر بے شرمی اور بے حیائی کی بات ہے کہ ان کی بے پردگی سے اس قسم کے لوگ فائدہ اٹھا کر آنکھوں کا زنا کرتے ہیں اور یہ عورتیں بن سنور کر نکل کر ان اوباشوں کو زنا کا موقع فراہم کرتی ہیں۔ اس گناہ میں دونوں شریک ہیں جہاں مرد گنہگار ہیں وہاں ان عورتوں اور لڑکیوں کا بھی قصور ہے۔ ان کو زنا کی دعوت و رغبت اور اپنی طرف متوجہ کرنے کا گناہ ملتا ہے۔

اس وجہ سے کہ اول تو وہ بلا پردہ نکلتی ہیں پھر اچھے عمدہ بھڑکدار کپڑوں میں ملبوس ہو کر بن سنور کر نکلتی ہیں یہ اس لئے ایسا کرتی ہیں تاکہ لوگ ان کو تانکیں جھانکیں۔ عورت کی فطرت یہ ہے کہ جب اچھا کپڑا اور اچھا چہرے بنائے گی تو چاہے گی کہ اس کو لوگ دیکھیں، مرد نہیں تو عورت ہی سہی، باہر نکل کر وہ شوہر کے لئے زینت نہیں کرتیں دوسرے مردوں کے لئے کرتی ہیں۔

کنز اور شرح احیاء العلوم میں ہے کہ عورتیں جب عمدہ اور لباسِ فاخرہ پہنتی ہیں تو شیطان ابلیس ان کو اکساتا ہے کہ دوسرے ان کو دیکھیں، نظارہ کریں اس لئے وہ معمولی اور سادہ کپڑے پہن کر باہر نہیں نکلنا چاہتی ہیں لہٰذا جب عورتیں باہر جائیں تو ان کو زینت اختیار کرنے سے اور فاخرہ لباس سے روکا جائے۔ (جلد ۵۔ ص ۳۶۳، کنز العمال جلد ۱۶۔ ص ۵۷۱)

چنانچہ آپ دیکھیے شادی بیاہ اور دیگر تقریبات میں جاتی ہیں تو کیسا گل کھلاتی ہیں، کس طرح

جسم ولباس کی نمائش کرتی ہیں، خود بھی گناہ کرتی ہیں اور دوسروں کو بھی گناہ میں ڈالتی ہیں۔

عموماً شہروں میں بلکہ قصبوں اور دیہاتوں میں بھی اب رائج ہوگیا ہے کہ کپڑے، سبزی ترکاری، خانگی ضروریات کے لئے اب عورتیں ہی جاتی ہیں۔ عورتوں کو مسجد میں باجماعت نماز کی شرکت سے روکا گیا ہے جو دین کا اہم ترین باب ہے تو بازاروں میں جو شَرُّ البقاع یعنی بدترین مقامات ہیں کیسے کھلے عام اجازت دی جاسکتی ہے۔ مردوں نے دینی غفلت یا آزادیٔ نسواں کے پیشِ نظر اجازت دیدی ہے یا روکنا ہی چھوڑ دیا جس کی وجہ سے ان ساری قباحتوں کا دروازہ کھل گیا جن کو حجاب اور پردہ کا حکم نازل کر کے روکا گیا تھا۔

زینت کے ساتھ گھر سے باہر نکلنے والی خدا کے غضب میں

عَنْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا (مَرْفُوْعًا) مَامِنْ اِمْرَءَةٍ تَخْرُجُ فِي شُهْرَةٍ مِّنَ الطِّيْبِ فَيَنْظُرُ الرِّجَالُ اِلَيْهَا اِلَّا لَمْ تَزَلْ فِيْ سَخَطِ اللّٰهِ حَتّٰى تَرْجِعَ اِلٰى بَيْتِهَا. (طبرانی، کنز العمال جلد ۱۶ ص ۱۶۱)

''حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا جو عورت بھی دکھانے کے لئے خوشبو (وغیرہ) لگا کر نکلے کہ لوگ اسے دیکھیں تو وہ خدا کے غضب میں داخل ہو جاتی ہے جب تک کہ وہ اپنے گھر نہ آجائے''۔

فائدہ: عرب میں زینت کا ایک طریقہ خوشبو کا استعمال بھی تھا۔ مطلب یہ ہے کہ اجنبی مردوں کو دکھانے کے لئے بن سنور کر پاؤڈر، کریم اور پرفیوم وغیرہ لگا کر گھر سے نکلنے کا کیا مطلب؟ یہی نا کہ دوسرے دیکھیں اور متوجہ ہوں اگر غیر شادی شدہ ہے تو اس کو فیشن کر کے بن سنور کر نکلنا ہی جائز نہیں اور اگر شادی شدہ ہے تو شوہر کے لئے تو کر سکتی ہے دوسرے اجنبی مردوں کے لئے نہیں۔ آخر باہر بن سنور کر نکلنے کا کیا مطلب؟

آج یہ فیشن اور گناہ عام ہے۔ عورتوں کو اس کا ذرہ برابر احساس نہیں کہ وہ کس طرح اپنے آپ کو جہنم کی آگ اور کھائی میں دھکیل رہی ہیں۔ اگر جنت میں جانا چاہتی ہیں تو صرف اپنے شوہروں کے لئے حسب منشاء زینت اختیار کرو اور گھر سے باہر نکلو تو بن سنور کر نہ نکلو بلکہ باپردہ اور

سادہ حالت میں نکلو کہ لوگ تمہاری طرف راغب نہ ہوں اور تمہاری سادگی لباس و ہیئت سے تم کو دیکھنا ہی نہ چاہیں اس صورت میں مردوں کو نظر کے زنا کے گناہ سے بچانے کا ذریعے ہوگی۔

عورتوں کو ضرورت پر باہر نکلنے کی اجازت

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (مَرْفُوْعًا) لَيْسَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ فِي الْخُرُوْجِ اِلَّامُضْطَرَّةً. (طبرانی، کنز العمال جلد ۱۶ ص ۱۶۳)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا عورتوں کو باہر نکلنے کی اجازت نہیں مگر شدید ضرورت کی بنیاد پر''۔

فائدہ: اس حدیث پاک میں بیان کیا گیا کہ عورتوں کو باہر نکلنے کی عام اجازت نہیں۔ آج کل عورتوں کا باہر نکلنا بہت عام ہو گیا ہے۔ بلا ضرورت یا معمولی ضرورت سے باہر بازاروں میں نکلتی رہتی ہیں، ضرورت کا کام مرد کر سکتے ہیں مگر پھر بھی مردوں کی بجائے خود انجام دیتی ہیں، مردوں کے کام پر ان کو اطمینان نہیں ہوتا۔ بلا ضرورت بازار کا حیلہ و بہانہ بنا کر پھرتی رہتی ہیں یہ شرافت اور عفت کے خلاف ہے۔ دکانوں پر مردوں سے نقاب کھولے بے مہابہ بلا جھجک بات کرتی پھرتی ہیں۔ عورتوں کی ضرورت کے مخصوص سامان مردوں سے بلا شرم و حیاء خریدتی ہیں۔ شریعت نے اس سے منع کیا ہے۔

ہاں مگر ضرورت پر اجازت دی گئی ہے۔ مرد نہ ہوں یا مردوں سے متعلق کام نہ ہو تو عورتیں باہر جا سکتی ہیں۔ مثلاً خود یا بچے کو لے کر ڈاکٹر کے یہاں جانا ہو اور کوئی مرد نہ ہو تو جا سکتی ہیں یا رشتہ داروں میں کوئی بیمار ہو یا شادی بیاہ میں یا موت ولادت میں جانے کی ضرورت پڑ جائے اور گھر میں مرد نہیں تو جا سکتی ہیں۔

اسی طرح کوئی اور ضرورت پڑ جائے اور کوئی باہر جانے والا نہ ہو اور خادم بھی نہ ہو تو بازار وغیرہ ضرورت کے کام سے جا سکتی ہے۔ ہاں مگر ان تمام موقعوں پر پردے کا خیال رکھے چہرے کا نقاب نہ کھولے کہ فتنہ اور ہوائے نفس کا دور ہے خصوصاً نوعمر اور جوان عورتوں کے لئے نقاب کھولنا درست نہیں۔ نقاب گرائے ہوئے ہی معاملہ کرے، وسعت ہو تو کوئی ملازم یا لڑکا وغیرہ رکھ لیا

کرے تا کہ عفت کو باقی رکھ سکے۔ جس مال سے دین کی حفاظت نہ ہو وہ مال وبال ہے اور قیامت میں گرفت کا باعث ہے۔

ضرورت پر باہر نکلنے کی اجازت اور اس کا طریقہ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهَا ...... وَهُوَ یَقُوْلُ قَدْ اَذِنَ اللّٰهُ لَکُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ لِحَوَآئِجِکُنَّ.

''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ خداوند قدوس نے تم عورتوں کو اجازت دی ہے کہ اپنی ضرورتوں میں گھر سے باہر جاسکتی ہیں''۔ (بخاری جلد۲ص ۷۸۸)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں پر اتنی تنگی نہیں کہ وہ کسی بھی ضرورت سے باہر جا ہی نہیں سکتیں۔ موت، ولادت میں، بیماروں کی عیادت میں، اعزہ ووالدین کی ملاقات کے لئے، ہاں مگر ان امور میں شرعی پردہ اور شوہر کی اجازت لازم ہے اور یہ کہ تنہا نہ جائے کسی مرد کو ساتھ لے لے اور اگر قریبی علاقے میں جانا ہو اور مرد نہ ہو تو کسی چھوٹے بچے ہی کو ساتھ لے لے تا کہ اوباش لوگ اکیلی سمجھ کر کوئی شرافت کے خلاف معاملہ نہ کریں۔ نوعمر لڑکیوں کا ایسے نکلنا فتنہ کی وجہ سے درست نہیں۔

آج کل کی آزاد لڑکیاں اور عورتیں جب چاہا جس طرح چاہا والدین اور شوہر کی بلا اجازت چل دیتی ہیں یہ ممنوع ہے۔ کسی ہوشیار لڑکے کو اپنے ساتھ رکھنا ضروری ہے تا کہ نفس اور شیطان کو موقع نہ ملے۔ خیال رہے کہ گھر سے باہر جاتے وقت زیب وزینت، بناؤ سنگھار کرنا درست نہیں بلکہ سادہ نکلیں۔ چنانچہ مجالس الابرار میں ہے، حضرت ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے عورتوں کو اس وقت باہر نکلنے کی اجازت ہے جب کہ بناؤ سنگھار نہ ہو۔ (ص ۱۷)

عورتیں راستے میں کس طرح چلیں؟

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُمَا لَیْسَ لِلنِّسَآءِ نَصِیْبٌ'' فِی

اَلْخُرُوْجِ اِلَّا مُضْطَرَّةً وَلَيْسَ لَهُنَّ نَصِيْبٌ" فِی الطُّرُقِ اِلَّا الْحَوَاشِیَ.

(طبرانی، کنز العمال جلد ۱۶ ص ۱۶۳)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا عورتوں کو نکلنے کی اجازت نہیں، ہاں مگر یہ کہ شدید ضرورت پیش آجائے اور وہ چلیں تو راستے کے کنارے چلیں"۔

فائدہ: اس حدیث پاک میں ضرورت پر گھر سے باہر چلنے کا طریقہ ذکر کیا گیا ہے کہ راستہ کے بیچ میں نہ چلیں۔ اس لئے کہ اس میں عموماً تیز سواریاں اور مرد زیادہ چلتے ہیں لہٰذا مردوں کے اختلاط سے بچنے کے لئے یہ حکم ہے کہ بسا اوقات بدن ٹکرانے اور دھکے وغیرہ کی نوبت بھی آجاتی ہے۔ اسی طرح سواریوں سے ٹکرانے اور حادثہ کا بھی اندیشہ رہتا ہے اور کنارے کنارے چلنے میں ہر طرح کی عافیت اور احتیاط ہے اور ستر بھی زیادہ ہے۔ اس لئے شریعت کی تعلیم ہے کہ کنارے سے چلیں۔

اے ہماری ماؤ اور بہنو! اولاً تو بلا ضرورت سڑکوں پر بازاروں پر مت نکلو۔ دل بہلانے کے لئے کسی صالح عورت کے پاس گھر میں چلی جاؤ۔ اگر کسی شدید ضرورت کی وجہ سے نکلو تو سڑک کے کنارے کنارے چلو۔ اپنی شرافت، حیا اور عفت کو باقی رکھو، اسی میں عافیت اور ثواب ہے۔

عورتوں کو چاہیے کہ راستہ کے کنارے پر چلیں

عَنْ اَبِیْ اُسَيْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ خَارِجٌ" مِنَ الْمَسْجِدِ وَقَدِ اخْتَلَطَ الرِّجَالُ مَعَ النِّسَآءِ فِی الطَّرِيْقِ فَقَالَ اسْتَاْخِرْنَ فَلَيْسَ لَكُنَّ اَنْ تَحْقُقْنَ عَلَيْكُنَّ بِحَافَاتِ الطَّرِيْقِ.

(ابوداؤد ص ۳۵۹، حسن الاسود ص ۳۶۹)

"حضرت ابو اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ مسجد سے باہر تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ نے مردوں اور عورتوں کو ایک دوسرے سے مخلوط راستہ پر چلتے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ عورتیں پیچھے رہیں تم کو بیچ راستہ میں

چلنے کی اجازت نہیں۔تم پر لازم ہے کہ راستہ کے کنارے سے چلو (چنانچہ عورتیں دیوار سے بالکل مل کر چلنے لگیں)''۔

فائدہ: عورت کا مردوں سے اختلاط ممنوع ہے۔راستہ میں عموماً مردوں کی بھیڑ ہوتی ہے۔ایسی صورتوں میں عورتوں کا بیچ میں چلنا بہتر نہیں ہے ممکن ہے کہ دھکا وغیرہ لگ جائے یا اوباش قسم کے لوگ حظ کے لئے خلاف شرافت کوئی حرکت کریں۔اس لئے احتیاط اور پردے کے پیش نظر حکم دیا گیا ہے کہ عورتیں راستہ کے کنارے کنارے چلیں۔مزید اس میں گاڑی وغیرہ کے دیگر خطرات سے بھی حفاظت ہے۔

عورت کا بن سنور کر نکلنا باعث لعنت ہے

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ دَخَلَتْ اِمْرَءَةٌ مِنْ مُزَيْنَةَ تَرْفُلُ فِيْ زِيْنَةٍ لَّهَا فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْهَوْا نِسَآءَكُمْ عَنْ لُبْسِ الزِّيْنَةِ وَالتَّبَخْتُرِ فِي الْمَسْجِدِ فَاِنَّ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ لَمْ يُلْعَنُوْا حَتّٰى لَبِسَ نِسَآءُ هُمُ الزِّيْنَةَ وَتَبَخْتَرُوْا فِي الْمَسْجِدِ.

(ترغیب ج ۳ ص ۶۱، ابن ماجہ)

''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے۔قبیلہ مزینہ کی عورت زینت میں ملبوس مسجد میں آئی۔آپ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! اپنی عورتوں کو زینت کے اختیار کرنے سے (باہر نکلتے وقت) منع کرو اور مسجد میں ناز و انداز سے چلنے سے روکو۔بنی اسرائیل پر اس وقت تک لعنت نہیں کی گئی جب تک کہ ان کی عورتوں نے زینت (فیشن) کو اور مسجد میں ناز و انداز کو اختیار نہیں کیا''۔(ترغیب ص ۸۵)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ گھر سے باہر بن سنور کر نکلنا لعنت کا سبب ہے،اور بنی اسرائیل ملعون اور مستحق عذاب اس وجہ سے ہوئے کہ ان کی عورتوں نے زینت اور فیشن کو عام کرلیا تھا۔اس سے

معلوم ہوا کہ یہ ایسا ملعون اور منحوس فعل ہے جس کی وجہ سے پوری قوم پر تباہی آتی ہے لہٰذا مردوں کو اور گھر کے بڑوں اور ذمہ داروں کو عورتوں کو اس طرح نکلنے سے روکنا اور باہر جانے سے منع کرنا واجب ہے ورنہ اس گناہ میں گھر کے ذمہ دار ماں باپ، بڑے بھائی شوہر سب شریک ہوں گے۔

عورتوں کی خوبی کس میں ہے؟

عَنْ عَلِیٍ رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عنہ انہٗ کَانَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وسلم فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم اَیُّ شَیْءٍ خَیْرٌ لِلْمَرْءَۃِ؟ فَسَکَتُوْا فَلَمَّا رَجَعْتُ قُلْتُ لِفَاطِمَۃَ اَیُّ شَیْءٍ خَیْرٌ لِلنِّسَآءِ؟ قَالَتْ لَایَرَھُنَّ الرِّجَالُ.

(اتحاف السادہ ص ۳۶۲، بزار، کشف الاستار ج ۲ ص ۱۵۱)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ رسول پاک ﷺ کے پاس تھے تو آپ ﷺ نے پوچھا عورتوں کی خوبی کس بات میں ہے؟ تو لوگ خاموش رہے۔ میں واپس آیا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کون سی چیز عورتوں میں خوبی کا باعث ہے؟ تو انہوں نے کہا اس طرح رہے کہ اسے کوئی مرد دیکھ نہ سکے (یعنی پردہ کا اہتمام رکھے)۔''

فائدہ: اس حدیث پاک میں عورت کے لئے پردہ کی تاکید ہے کہ وہ اس قدر احتیاط سے رہے کہ محرم کے علاوہ اجنبی مرد اسے نہ دیکھ سکے کہ اجنبی مرد سے بہرصورت پردہ ہے۔ افسوس کہ جس میں عورت کی بھلائی اور اچھائی تھی، ماحول میں خصوصاً شہری ماحول میں متروک ہے۔ عموماً کاروباری لوگوں کے یہاں تو بالکل بے پردگی کا ماحول ہے۔

نوکر، چاکر، مدورکام کرنے والے بلاجھجک ان کے پاس آتے ہیں۔ ان کے گھروں میں چلے آتے ہیں ان سے لین دین اور گفتگو ہوتی ہے یہ ہرگز جائز اور درست نہیں۔ پیاری ماؤ بہنو! آج پردہ کے ساتھ شریعت کے مطابق زندگی گزار لو، کل کو جنت کے مزے لوٹو گی آج خدا رسول کی مرضی کے موافق زندگی گزار لو، کل اپنی من پسند بڑے مزے کی زندگی گزارو گی۔ تھوڑی سی احتیاط کرلو کل جنت میں آزاد پھرو گی۔

فیشن کر کے نکلنے والی عورتیں قیامت کے دن سخت تاریکی میں

عَنْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَكَانَتْ خَادِمَةً لِّلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الرَّافِلَةِ فِي الزِّيْنَةِ فِيْ غَيْرِ اَهْلِهَا كَمَثَلِ ظُلْمَةٍ يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ لَانُوْرَلَهَا.

(ترمذی ص۲۳۰، جامع صغیر ص ۴۹۷، فیض القدیر للمناوی ج۵ ص۵۰۷)

''حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا جو نبی پاک ﷺ کی خادمہ تھیں، کہتی ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا جو عورت اپنے شوہر کے علاوہ زینت وفیشن کر کے ناز و انداز سے چلے، وہ قیامت کے دن سخت ظلمت و تاریکی میں رہے گی کوئی نور و روشنی اس کے لئے نہ ہوگی''۔

فائدہ: حدیث پاک میں الرافلہ فی اَلزِّيْنَةِ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو فیشن کی نمائش اپنے چلنے کی ہیئت اور رفتار سے ظاہر کرے۔

(فیض القدیر شرح جامع صغیر ج۵ ص۵۰۷، حاشیہ ترغیب ج۳ ص۸۵)

آزاد بے پردہ عورتیں جب عمدہ خوشنما کپڑے پہنتی ہیں تو چاہتی ہیں کہ باہر نکل کر اجانب مردوں کو اور عورتوں کو دکھائیں تاکہ ان کی توجہ ان کی طرف مائل ہو اور اجنبی ان کو دیکھیں جن سے ان کو مزہ ملتا ہے، چنانچہ عفیف پاکدامن عورتوں کے علاوہ جو عورتیں ہیں وہ گھر میں تو شوہر کے سامنے عمدہ زیب وزینت کے کپڑے نہ پہنیں گی مگر جب باہر رشتہ داروں میں یا بازار یا سیر و تفریح میں نکلیں گی تو عمدہ مزین کپڑے پہن کر سج دھج کر نکلیں گی تاکہ لوگ دیکھیں اور ان کی طرف مائل ہوں یہ حرام، ناجائز اور لعنت کے امور ہیں یہ عورتیں دوسروں کو بدنگاہی اور نظر کے زنا کی دعوت دیتی ہیں۔ علامہ ابن الحاج مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مدخل'' میں عورتوں کے لباس اور باہر نکلنے کی حرام اور ناجائز صورتوں پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''یہ عورتیں جب گھر سے باہر نکلتی ہیں تو خوب زیب وزینت اختیار کرتی ہیں خوشنما لباس اور زیور سے ملبوس ہوتی ہیں، سج سجا کر، بن سنور کر نکلتی ہیں، مردوں کی بھیڑ میں گھستی ہیں اور ناز و انداز سے چلتی ہیں، تاکہ مرد ان کی جانب دیکھیں اور گھوریں

اور مردوں کی بھیڑ کے مقام پر بڑی آسانی سے گھستی چلی جاتی ہیں"۔(مدخل ص ۲۴۵)

یہ سب حرکتیں ناجائز، حرام اور لعنت کا سبب ہیں۔ایسی عورتیں جنت کی خوشبو بھی نہ پائیں گی، قیامت کے دن سخت ظلمت و تاریکی میں ہوں گی، اللہ اللہ! کس قدر ڈر اور خوف کی بات ہے، ذرا سا دنیا کا مزہ اور مرنے کے بعد اس قدر عذاب، توبہ توبہ کیسی بدنصیبی کی بات ہے۔

جب عورتیں خوشنما کپڑے پہنتی ہیں تو شیطان ان کے ساتھ نکلتا ہے اور وسوسہ ڈالتا ہے کہ تمہاری خوشنما حالت و صورت کو دوسرے لوگ دیکھیں سو ایسی صورت میں دیدہ زیب خوشنما اور متوجہ کرنے والے لباس کو پہن کر گھر میں شوہر کے پاس رہیں باہر نکلیں تو سادہ لباس پہن کر نکلیں، بنی اسرائیل کی عورتوں نے یہی صورت اختیار کی تھی جس پر ان کو لعنت اور عذاب الہٰی سے دوچار ہونا پڑا تھا۔آج فیشن کر کے باہر نکلنے اور اجنبی کو دکھانے سے بچ جاؤ، کل جنت کے مزے لوٹو۔

گھروں کے سوراخ اور کھڑکیاں بند کرنا

"امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم گھر کی کھڑکیاں اور روشن دان جس سے باہر نظر آئے بند فرما دیا کرتے تھے تا کہ عورتیں باہر مردوں کو نہ جھانک سکیں"۔

"حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک عورت گھر کی کھڑکی سے باہر مردوں کو جھانک رہی ہے تو انہوں نے اسے پیٹا"۔(اتحاف السادہ، شرح احیاء ج ۵ ص ۳۶۲)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو، جو عموماً مردوں کو جھانکتی یا دیکھا کرتی ہیں منع ہے۔اگر اس قسم کی عادت گھروں میں ہو تو اس سے ذمہ داروں کو اور بڑوں کو منع کرنا چاہیے نہ جہاں مرد کی خوبی یہ ہے کہ عورتوں کو نہ دیکھا کرے اور نہ گھورا کرے اسی طرح عورتوں کی بھی خوبی اور حیاء و عفت و شرافت کی بات ہے کہ وہ مردوں کو نہ گھورا کریں۔

افسوس صد افسوس کسی زمانے میں مردوں کو جو غیر محرم ہیں ان کو دیکھنے پر عورتوں کو مارا جاتا تھا آج اس دور میں یہ حال ہے کہ ان سے لطف اندوزی کی باتیں کرتی ہیں، چھیڑتی ہیں، ہنسی مذاق کرتی ہیں، بے جھجک ان سے نرم پر کشش لہجے میں بات کرتی ہیں۔اللہ اللہ کیسا حال ہو گیا ہے۔

یہ سب زنا کے مقدمات ہیں۔خدا کی بندیو! آج اپنے نفس پر کنٹرول کرلو، حیا اور پردے کو اپنا زیور بنالو، کل کروٹ کروٹ جنت کے مزے لوٹو گی۔

عورتوں کو تنہا سفر کرنے کی اجازت نہیں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاتُسَافِرِ الْمَرْءَ ةُ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ اِلَّامَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ.

(بخاری ج ۱ص ۱۴۷، طحاوی ج ۱ص ۳۵۷)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی عورت تین دن سفر نہ کرے مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہو"۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاتُسَافِرِ الْمَرْءَ ةُ اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْمَحْرَمٍ. (طحاوی ص ۳۵۷)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی عورت سفر نہ کرے ہاں مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہو۔

فائدہ: عورت کے لئے اصل حکم یہ ہے کہ وہ گھر میں پردے میں زندگی گزارے اجنبی غیر محرم سے خلط و مخالطت کی نوبت نہ آئے۔ اگر سفر کی شدید ضرورت پیش آجائے تو تنہا سفر کرنے کی اجازت نہیں کہ پردہ کے خلاف ہے۔ ہاں اگر کرے تو کسی محرم کے ساتھ پردہ کا لحاظ کرتے ہوئے کرسکتی ہے ستر میل کے قریب کا سفر عورت کے لئے بلا کسی محرم کے کرنا حرام ہے، حج تک کے سفر میں اسے اجازت نہیں ہے۔ آج کے اس دور میں مغربی یورپین تہذیب اور بے دینی کے ماحول سے متاثر ہوکر بلا کسی محرم کے ستر میل یا اس سے زائد کا سفر کرلیتی ہے۔ خیال رہے کہ سفر کی یہ مقدار خواہ دن دن میں ہوجائے خواہ ایک آدھ گھنٹہ میں ہوجائے تب بھی شرعاً جائز نہیں ہے، اگر ساتھ میں عورتیں ہوں تب بھی جائز نہیں کہ محرم مرد ضروری ہے۔ بس یا ریل یا لیڈیز کمپاؤنڈ اور ڈبہ میں ہو تب بھی جائز نہیں۔ ہوائی جہاز کا سفر جو چند گھنٹوں میں ہوجائے گا تب بھی درست نہیں، گناہ ہے۔ اس سلسلے میں جہاں عورت گناہگار ہوگی شوہر اور اس کے گارجن بھی گناہ میں شریک ہوں

گے۔آج گناہ سے بچ جاؤ کل جنت کے مزے لوٹو۔

عورتوں کا جنازہ میں جانا جائز نہیں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ لِلنِّسَاءِ فِیْ اِتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ اَجْر". (بیہقی، کنزالعمال ص ۱۶۳)

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (مَرْفُوْعًا) لَیْسَ عَلَی النِّسَاءِ غَزْوٌ وَّلَا جُمُعَةٌ" وَّلَا تَشْیِیْعُ جَنَازَةٍ. (کنزالعمال ج ۱۶ ج ۱۶۹)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا، عورتوں کو جنازہ کے پیچھے جانے میں کوئی ثواب نہیں (بلکہ گناہ ہے)"۔

فائدہ: عورتوں پر پردہ واجب ہے۔ان کو فرض نماز کے لئے مسجد جانے کی اجازت نہیں ہے ان کے لئے جماعت مشروع نہیں ہے۔ان پر جمعہ وعیدین کی نماز نہیں ہے۔

اسی طرح ان پر نہ نماز جنازہ ہے اور نہ جنازے کے ساتھ چلنا اور قبرستان جانا ہے۔ان کو جنازہ کے ساتھ چلنا منع ہے، اور قبرستان میں جانے پر لعنت ہے۔

بعض بڑے شہروں میں دیکھا گیا ہے عورتیں بھی جنازے کے ہمراہ چلتی ہیں سو یہ ناجائز ہے نبی پاک ﷺ نے منع کیا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں مذکور ہے۔اسی طرح ابوداؤد میں حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں منع ہے جب عبادت کے سلسلے میں عورتوں کا نکلنا منع ہے تو جلسہ جلوس اور میلے وغیرہ کے موقع پر تو بدرجہ اولیٰ منع ہے۔آج کل بلا دھڑک جلسہ جلوس اور میلے ٹھیلے میں جاتی ہیں، بڑے گناہ کی بات ہے ہاں دینی وعظ ونصیحت کا سننا درست اور جائز ہے۔

مزاروں پر جانے والی عورتوں کو جنت کی خوشبو بھی نصیب نہیں

عَنْ سَلْمَانَ وَاَبِیْ ھُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَا اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ صَلّٰی ذَاتَ یَوْمٍ ثُمَّ خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَوَقَفَ عَلٰی بَابِ دَارِہٖ فَاَتَتْ فَاطِمَةُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا فَقَالَ لَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ مِنْ اَیْنَ جِئْتِ؟ فَقَالَتْ کُنْتُ ذَهَبْتُ اِلٰی مَنْزِلِ فُلَانَةِ الَّتِیْ مَاتَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ ذَهَبْتِ اِلٰی قَبْرِهَا فَقَالَتْ مَعَاذَ اللّٰهِ تَعَالٰی اَنْ اَفْعَلَ بَعْدَ مَاسَمِعْتُ مِنْکَ مَاسَمِعْتُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْزُرْتِ قَبْرَهَالَمْ تُرِیْحِیْ رَآئِحَةَ الْجَنَّةِ.

(نصاب الاحتساب ص ۱۴۰)

”حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن آپ ﷺ نماز پڑھ کر نکلے گھر کے دروازے پر کھڑے ہوئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں، آپ ﷺ نے ان سے پوچھا تم کہاں سے آرہی ہو؟ کہا فلاں کے گھر گئی تھی جس کا انتقال ہوگیا تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم قبرستان بھی گئی تھیں؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا خدا کی پناہ اس بات کے بعد کہ میں آپ ﷺ سے اس کے بارے میں (قبرستان اور قبروں پر جانے کے سلسلے میں) اتنی وعیدیں سن چکی ہوں ایسا کروں گی (یعنی صرف گھر گئی تھی قبرستان نہیں گئی تھی)۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم قبرستان چلی جاتی تو جنت کی خوشبو بھی نہ پاتی“۔

فائدہ: عورتوں کا قبرستان اور مزاروں پر جانا لعنت ہے۔ شریعت سے ناواقف عورتیں بزرگوں کے مزارات پر جاتی ہیں اور بے حیائی کا ارتکاب کرتی ہیں۔ یہ سب معصیت اور جنت سے دور کرنے والے اعمال ہیں۔ فقہ وفتاوی کی مشہور کتاب ”نصاب الاحتساب“ میں ہے۔

سوال: عورتیں جمعرات کے دن مزارات کی زیارت کو جاتی ہیں کیا اس کی گنجائش ہے؟

جواب: اس کے جائز ہونے کو مت پوچھو، بلکہ یہ پوچھو کہ کس قدر لعنت میں گرفتار ہوتی ہیں سنو! جب وہ مزار پر جانے کا ارادہ کرتی ہیں تو خدا اور فرشتوں کی لعنت میں گرفتار ہو جاتی ہیں اور جب (ارادہ کے بعد) نکل جاتی ہیں تو صاحب قبر کی روح ان پر پھٹکار کرتی ہے جب تک کہ وہاں سے چلی نہ جائیں (کہ اجنبی عورتوں کا ان کے پاس بے پردگی کے ساتھ آنا ان کے لئے اذیت کا باعث ہوتا ہے کیا یہ بزرگ اگر زندہ رہتے تو اس طرح بلا پردے کے ان کی مجلس میں آسکتی تھیں ہرگز نہیں، تو پھر موت کے بعد برزخی زندگی میں کس طرح گوارہ کریں گے) پھر جب وہاں سے

نکلتی ہیں تو خدا تعالیٰ کی لعنت پھٹکار پڑتی ہے جب تک کہ گھر واپس نہ آ جائیں۔ایک خبر میں ہے جوعورت مزار پر جانے کے لئے گھر سے نکلتی ہے تو ساتوں آسمان ساتوں زمینوں کی لعنت و پھٹکار میں گرفتار ہو جاتی ہے اور خدا کی لعنت میں چلتی ہے اور جوعورت گھر بیٹھے صاحب قبر کے لئے دعا کرتی ہے (ایصال ثواب کرتی ہے اور گھر سے باہر نہیں نکلتی ہے) تو خدا پاک اسے حج وعمرہ کا ثواب دیتے ہیں۔(نصاب الاحتساب ص ۱۴۰)

فائدہ: دیکھیے! عورتوں کے مزار پر جانے ہی سے نہیں، بلکہ اس ارادہ کرنے پر بھی خدا اور رسول اور آسمان اور زمین کی کس قدر لعنت و پھٹکار ہے خیال رہے کہ یہ صرف جانے میں ہے اگر بے پردگی کرے، بے حیائی کرے، بن سنور کر نکلے، اجنبی مردوں اور اوباش لوگوں کے جھمگٹوں کے ساتھ نکلے اور جائے اور مزار پر رہے، تو پھر لعنت پر لعنت اور پھٹکار ہی پھٹکار۔سوچو! ذرا اگر وہ بزرگ زندہ ہوتے تو کیا اس طرح بے پردگی کے ساتھ عورتوں کو آنے دیتے ہرگز نہیں، تو پھر اے پیاری بہنو! ایسا بُرا کام کیوں کرتی ہو؟ اور جان اور مال خرچ کر کے خدا رسول کی پھٹکار کو کیوں لیتی ہو۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سخت ڈانٹ کہ قبرستان چلی جاتی تو جنت سے محروم ہو جاتی

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا...... قَالَ (النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) مَاأَخْرَجَکِ مِنْ بَیْتِکِ یَا فَاطِمَةُ قَالَتْ اَتَیْتُ اَهْلَ هٰذَا الْمَیِّتِ فَتَرَحَّمْتُ اِلَیْهِمْ وَعَزَّیْتُهُمْ بِمُصِیْبَتِهِمْ قَالَ لَعَلَّکِ بَلَغْتِ مَعَهُمُ الْکُدٰی قَالَتْ مَعَاذَاللّٰهِ اَنْ اَکُوْنَ بَلَغْتُهَا وَقَدْ سَمِعْتُکَ تَذْکُرُ فِیْ ذٰلِکَ مَاتَذْکُرُ فَقَالَ لَهَالَوْ بَلَغْتِهَا مَعَهُمْ مَارَأَیْتِ الْجَنَّةَ حَتّٰی یَرَاهَا جَدُّ اَبِیْکِ. (نسائی ج ۱ص ۵۷۸،ابوداؤد، ترغیب ج ۶ ص ۱۵۵،ابوداؤد)

”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے (جب کہ وہ باہر سے آرہی تھیں اور آپ ﷺ سے ملاقات ہوگئی) پوچھا گھر سے کیوں نکلی تھیں؟ کہا کہ فلاں میت میں گئی تھی کہ ان کے لئے رحمت و

مغفرت کی دعا کروں اوران کے گھر والوں کو تسلی دوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ شاید قبرستان بھی گئی تھی۔ جواب دیا خدا کی پناہ کہ میں قبرستان جاؤں جب کہ میں آپ سے (قبرستان جانے کے متعلق سخت وعید) اس طرح سن چکی ہوں جو آپ ﷺ نے بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم اس کے ساتھ قبرستان جاتی تو جنت دیکھ بھی نہ سکتی تھی (داخل ہونا تو دور کی بات) یہاں تک کہ تیرے باپ کے دادا نہ دیکھ لیتے۔“

فائدہ: خدا کی پناہ عورتوں کو قبرستان اور مزاروں پر جانے کی کتنی سخت وعید ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اگر تم قبرستان جاتی تو جنت سے محروم ہو جاتی بھلا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جیسی نیک سیرت، صالحات کی پیشوا، جنت کی سردار جب آپ ﷺ سے اس کے متعلق ہی وعید سن چکی تھیں تو اس ممنوع منع کردہ چیز کا ارتکاب کیسے کر سکتی تھیں۔

عرس اور مزاروں پر جانے والی عورتوں پر خدا اور رسول کی لعنت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ.

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو قبروں پر جانے والی ہیں“۔

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوَّارَتِ الْقُبُوْرِ.

(ابوداؤد ص۴۶۱، ابن ماجہ ۱۱۴)

”حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے مزارات پر جانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے“۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوَّارَتِ الْقُبُوْرِ. (ابن ماجہ ص۱۱۴، نسائی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے مزاروں پر جانے

والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے‘‘۔

فائدہ: عورتوں کو مزارات پر جانے سے آپ ﷺ نے شدت سے منع فرمایا ہے۔ عورتیں ضعیف القلب ہوتی ہیں شیطان اور نفس کے جال و مکر میں بہت جلد گرفتار ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ مزارات پر ان کا آنا جانا عقیدت اور شرکیہ افعال کا باعث ہو جائے گا۔ ان کی عفت، پاک دامنی اور پردہ کا جنازہ نکل جائے گا، وہ شرعی حدود کو ہرگز باقی نہ رکھ سکیں گی ایک کھیل تماشہ بن جائے گا۔ اس وجہ سے شریعت نے سختی سے روکا ہے اور اسے باعث لعنت قرار دیا ہے۔

عورتوں پر نفس اور شیطان کا غلبہ جلدی ہوتا ہے۔ عبرت و نصیحت کی بجائے خواہشات کا رخ جلد ہی ان میں داخل ہو کر سرایت کر جاتا ہے۔ اسی وجہ سے تو شریعت نے عورتوں کے لئے جماعت کی شراکت مشروع نہیں کی اور گھر میں پڑھنے کا حکم دیا۔

اس ممانعت اور شدت سے منع کرنے کے باوجود آپ دیکھیں گے کہ مزارات پر اور عرس کے موقع پر عورتیں کس کثرت سے جاتی ہیں۔ بزرگوں کے مشہور مزارات لاہور، دہلی، کلیر، اجمیر، گلبرگہ، کچھوچھہ، ناگور وغیرہ میں جا کر دیکھیے عورتیں کس قدر بے حیائی فحاشی اور بے پردگی کا مظاہرہ کرتی ہیں کس طرح بن سنور کر فیشن و زینت کے ساتھ مزارات پر عفت کا جنازہ نکالتی ہیں کہ ایک شریف آدمی وہاں ایصال ثواب کے لئے جانے میں پس و پیش کرتا ہے۔ سر کھولے بال لٹکائے وہاں حسن کا مظاہرہ کرتی ہیں گویا معاذ اللہ زنا کی دعوت دیتی ہیں۔ جائے عبرت میں فیشن اور زینت اور بے پردگی کا مظاہرہ کرتی ہیں، جس طرح آزادانہ شادی بیاہ میں ناچ گانے بے حیائی کا مظاہرہ ہوتا ہے اسی طرح ان بزرگ اور مقدس ہستیوں کے مزارات پر بے شرمی کا مظاہرہ کرتی ہیں اسی وجہ سے آپ دیکھیں گے کہ یہ مزارات جو معرفت اور عبرت کے مقامات تھے لہو و لعب کے مراکز اور اوباش آوارہ لوگوں کے اڈے بن گئے ہیں۔

اسی طرح اجمیر، لاہور اور دہلی وغیرہ میں عرس کے موقع پر بسوں پر اور گاڑیوں میں عورتوں کی تعداد مردوں سے زائد نہیں تو کم بھی نہیں ہوتی۔ عموماً نئی عمر کی جوان عورتیں بے پردہ فیشن و بے حیائی کا مظاہرہ کرتی ہوئی جاتی ہیں کیا اس طرح بے حیائی اور بے پردگی کے ساتھ یہ مزاروں پر عبرت کے لئے جاتی ہیں ہرگز نہیں، ان عورتوں کے مجمع میں فساق و فجار لوگ ہوتے ہیں سفر میں

ہرگز شرعی پردہ باقی نہیں رہ سکتا۔

شریعت نے عورتوں کے مزاج کو سمجھا، اسی وجہ سے پہلے ہی بندش لگادی کہ مزار پر جانے والی خدااور رسول کی لعنت میں گرفتار ہوتی ہے افسوس کہ عورتیں جہالت کی وجہ سے اسے نیک کام اور کارِعبادت سمجھتی ہیں حالانکہ اپنے آپ کو جہنم میں جھونکتی ہیں۔بعض ماحول میں تو یہاں تک دیکھا گیا ہے کہ جس طرح حج بیت اللہ کے لئے سالوں روپیہ جمع کرتے ہیں، اورزیارت بیت اللہ کی تمناؤں میں ایک مدت عاشقانِ الٰہی گزارتے ہیں۔اسی طرح یہ جہلاء مرداور عورتیں لاہور، دہلی خصوصاً اجمیر کے عرس میں شرکت کے لئے رقم جمع کرتے ہیں اور تمنا کرتے ہیں اوراسے باعث مغفرت ونجات سمجھتے ہیں۔اس لعنت پر مال کا لگانا گویا مال خرچ کرکے لعنت کوخریدنا اور حاصل کرنا ہے جس کوآپ ﷺ نے باعث لعنت قرار دیا جس کام کوخدااور رسول کی لعنت ہو بھلا اس پر جان ومال کا خرچ کرنا باعث نجات اور باعث ثواب ہوسکتا ہے؟

افسوس کہ آج مزاج ہی بدل گیا ہے۔ بددینی کی باتوں کو دین سمجھ کر کرنے لگے بھلا اصلاح اورتوبہ کی امید ہوسکتی ہے؟۔عرس اورمزارات پر بھیڑ بھاڑ، قوالی، سماع وغیرہ یہ سب گناہ ہیں اوراس کے لیے سفر کرنا اور جانا گناہ ہے ذرا سوچیے! اگر مزاروں پر عرس کرنا ثواب کا کام ہوتا تو مدینہ طیبہ میں سرکارِ دوعالم ﷺ کے مزارِ مقدس پر اور صدیق اکبر، عمر فاروق اور جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مزارات پر عرس ہوتا۔ اسی طرح حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے مزارات پر بھی عرس کا انتظام ہوتا۔آپ ﷺ اس کا حکم فرماتے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں اس پر عمل ہوتا۔خیر القرون میں جس میں نیکی کے غلبے کی آپ ﷺ نے شہادت دی ان امور پر عمل ہوتا جب یہ باتیں نہیں تو معلوم ہوا کہ یہ سب دین کی باتیں نہیں بلکہ جاہلوں کی گھڑی ہوئی باتیں ہیں۔

قباحتوں اور برائیوں سے خالی ہونے کی صورت میں محض عبرت کے لئے مردوں کوتو اجازت ہوسکتی ہے مگر عورتوں کوتو کسی بھی صورت میں جائز نہیں حرام ہے۔اے ماؤ اور بہنو! خدا کے واسطےاس طرح کے حرام کام کرکے اپنے اوپر جہنم کی سزامت واجب کرو، اور خدااور رسول ﷺ کی لعنت میں گرفتارمت ہو جب سرکار دوعالم ﷺ نے لعنت کا کام قرار دیا ہے تو کسی کے

کہنے اور کرنے کو مت دیکھو کل قیامت میں سرکار ﷺ کو کیا منہ دکھاؤ گی تمہاری جو بہنیں اس میں گرفتار ہیں انہیں بھی سمجھاؤ اور منع کرو۔

عورتوں کا اجنبی مردوں کے ساتھ بیٹھنا حرام ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَایَخْلُوَنَّ رَجُل'' بِامْرَءَ ۃٍ اِلَّامَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ۔ (بخاری ج۲ص ۷۸۷)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا خبردار کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ ہرگز خلوت اختیار نہ کرے الا یہ کہ ذی محرم ہو''۔

''عورتوں کا غیر محرم کے ساتھ اس طرح بیٹھنا اور رہنا کہ وہاں اور دوسرے محارم اور رشتہ دار نہ ہوں حرام ہے۔ بسا اوقات اس طرح اُٹھنا بیٹھنا اور تنہائی کا ربط جوڑ اور مجلس حرام کے ارتکاب کا باعث بن جاتا ہے''۔

اس دور میں خصوصاً شہری دنیا میں عورتیں اور خاص طور پر نوعمر لڑکیاں اجنبی کے ساتھ بیٹھنے اور کام کرنے اور ملازمت میں بالکل احتیاط نہیں کرتیں۔

ایسی ملازمت جہاں غیر محرم کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور ربط رکھنا پڑتا ہونا جائز اور حرام ہے خدا ہی حفاظت فرمائے۔ جب دنیوی تعلیم اسی غرض سے دلائی جائے گی تو ان گناہوں کا ارتکاب جو غضب اور لعنت خداوندی کا باعث ہیں ضرور ہوگا بلاضرورت شدیدہ کے غیر محرم سے بولنا درست نہیں بلا پردے کے تو اور گناہ کی بات ہے۔ آج دنیا کی پریشانی برداشت کر کے ان گناہوں سے بچ جایئے کل کو راحت کی زندگی جنت میں ملے گی۔

اجنبی مرد کو دیکھنا اور تاکنا بھی منع ہے

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ کُنْتُ عِنْدَالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ مَیْمُوْنَةُ (بِنْتُ الْحَارِثِ) فَاَقْبَلَ اِبْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ وَ ذٰلِکَ بَعْدَ اَنْ اَمَرَنَا بِالْحِجَابِ فَدَخَلَ عَلَیْنَا فَقَالَ اِحْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْنَا

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَیْسَ ھُوَ اَعْمٰی لَایُبْصِرُنَا. فَقَالَ اَفَعَمْیَاوَانِ اَنْتُمَا. اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِہٖ. (ابوداؤد ج۲ ص۵٦۸، حسن الاسوہ ص۳٦۹)

''حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں آپ ﷺ کے پاس تھی اور میمونہ بنت الحارث بھی تھیں۔ ابنِ ام مکتوم (نابینا صحابی) آگئے اور یہ واقعہ پردے کے حکم کے بعد کا ہے آپ ﷺ نے ہم دونوں سے فرمایا ان سے پردہ کرو ہم نے کہا اے اللہ کے رسول (ﷺ) کیا وہ نابینا نہیں ہیں وہ ہمیں نہیں دیکھ سکتے آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم ان کو نہیں دیکھ سکتی ہو''۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو اجنبی مردوں سے احتیاط چاہیے بغیر کسی شرعی ضرورت کے ان سے بولنا، ان کو دیکھنا ان کو تاکنا درست نہیں۔ عورتیں اس میں احتیاط نہیں کرتیں کھڑکی وغیرہ سے بلا جھجک ان کو گھورتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ سو اس حدیث سے اس کی ممانعت معلوم ہوتی ہے۔ خیال رہے کہ جب دیکھنا منع ہے تو ان کے ساتھ بیٹھنا، کام کرنا ہنسی مزاق کرنا کس طرح درست ہو سکتا ہے اور ملازم اور آفس و دفتر میں کام کرنے والی عورتوں کا حال دیکھیے گو دنیا کی سہولت مگر جہنم کے اعمال ہیں۔ خدا کی پناہ یہ سب مغربی تہذیب کا اثر اور اس کی لعنت ہے۔

دیور سے بے پردگی اور ہنسی مذاق حرام ہے

عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِیَّاکُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَی النِّسَآءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَرَاَیْتَ الْحَمْوَ قَالَ اَلْحَمْوُا الْمَوْتُ.

(بخاری جلد۲ ص۷۸۷)

''حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا خبردار عورتوں کے پاس آنے جانے سے بچو۔ تو ایک انصاری نے آپ ﷺ سے

پوچھا اے اللہ کے رسول (ﷺ)! اور دیور (یعنی کیا یہ بھابھی کے پاس نہ جائے) اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا دیور تو موت ہے۔ (یعنی عفت یا ایمان کے اعتبار سے)"۔

فائدہ: خیال رہے کہ اس حدیث میں دیور کو عورت کے حق میں موت کہا گیا ہے یعنی بھابھی کے لئے موت ہے جس طرح موت ہلاکت کا باعث ہے اسی طرح بھابھی کے لئے دیور ہلاکت یعنی دوزخ اور جہنم کا باعث ہے۔ شرح بخاری میں ہے کہ جس طرح موت سے آدمی بچتا ہے اسی طرح دیور سے بھابھی کو بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اصل میں بھائی کی بیوی ہونے سے شیطان یہاں بہت دخیل ہوتا ہے اسی وجہ سے ہمارے ماحول میں دیور کا بھابھی سے ہنسی مذاق اور بے تکلفی بلکہ بے حیائی تک کی باتوں کے کرنے کا ماحول ہے یہ سب حرام ہیں ناجائز ہیں دیور کا بھابھی سے بے پردگی اور ہنسی مذاق ایک حق سمجھا جاتا ہے یہ غیر مسلموں کے ماحول سے پیدا ہوا ہے عورتوں کو بھی چاہیے کہ دیور سے پردہ کریں ہنسی مذاق تو دور کی بات بلا ضرورت بات بھی نہ کریں مردوں کو بھی چاہیے کہ بھابھی سے پردہ کریں۔ آج دیور سے پردہ کرلو اور ان سے ہنسی مذاق بند کرو گناہ کی بات سے بچو اور کل جنت میں مزے کی زندگی گزارو۔

عورت کے لئے دو ہی مقام ہیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْمَرْاَةِ سِتْرَانِ اَلْقَبْرُ وَالزَّوْجُ. (کنز العمال جلد ۱۲ ص ۱۷۱)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا عورتوں کے لئے دو ہی مقام قابل ستر ہیں:

(۱) ایک شوہر کا گھر (۲) دوسرا (موت کے بعد) قبر"۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ عورت کے لئے پردہ کی جگہ جہاں وہ امن و عافیت سے بلا گناہ کے رہ سکے یا تو شوہر کا گھر ہے، یا پھر موت کے بعد قبر اس کے علاوہ باہر نکلنا، بازاروں، پارکوں اور رشتہ داروں میں بلا ضرورت گھومنا، یہ پردہ کے حکم کے خلاف ہے۔

لہٰذا اس سے معلوم ہوا جو عورتیں ملازمت کرتی ہیں وہ درست نہیں، چونکہ اس میں اجنبی مردوں سے خلط اور ان سے ربط ضبط کا موقع ملتا ہے، اور بے پردگی ہوتی ہے آج کل کی عورتیں سہولت معاش کی وجہ سے مردوں اور آفسوں میں ملازمت کرنے میں ذرہ برابر شرم محسوس نہیں کرتیں یہ بڑی بے غیرتی کی بات ہے۔ عورتوں کے لئے ملازمت درست نہیں۔ معاش کی ضرورت ہو تو گھر میں کوئی گھریلو کام کرلیں۔ عزت وعفت کے ساتھ تھوڑی تکلیف برداشت کر کے زندگی گزارلیں آخرت میں ابدی راحت اور جنت کی نعمت حاصل ہوگی۔ آج تھوڑی سی وقتی سہولت کل کو جہنم کی تکلیف کا باعث ہوگی۔

بن سنور کر نکلنے والی عورت زانیہ ہے

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اسْتَعْطَرَتِ الْمَرْاَۃُ فَمَرَّتْ عَلَی الْقَوْمِ لِیَجِدُوْا رِیْحَهَا فَهِیَ زَانِیَةٌ". (کنز العمال جلد ۱۶ ص ۱۵۹)

"حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جب کوئی عورت عطر لگا کر لوگوں کے پاس سے گزرے تاکہ لوگ اس کی خوشبو سے محظوظ ہوں تو وہ زانیہ ہے"۔

فائدہ: عرب کے ماحول میں عورتوں کا عطر لگانا زینت میں شمار تھا۔ عورتوں کا معطر ہو کر سڑکوں اور راستوں پر گزرنا ظاہر ہے کہ اس کا مقصد مردوں کو محظوظ اور لطف اندوز کرنا، متوجہ کرنا ہے اور ایسی زینت اختیار کرنا جس سے اجنبی مرد متوجہ ہوں، ان کو زنا کی دعوت اور زنا کی جانب اُبھارنا ہے اسی طرح پاؤڈر کریم لگا کر بن سنور کر بازاروں، پارکوں میں جانا اور سیر کرنا، جو آج کل شہروں میں رئیس زادیوں میں خصوصاً رائج ہے یہ حرام ہے اور ایسی عورت زانیہ ہے۔

جوانوں اوباشوں میں ہمارا تذکرہ ہو خدا کی پناہ، یہ سب زنا ہے آج مسلمانوں میں یہ منحوس حرام طریقہ رائج اور عام ہو گیا ہے کہ اس کی قباحت اور برائی کا احساس نہیں رہا۔ شہر کے دیندار طبقوں میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے اسکول کے بہانے ان کی لڑکیاں زینت و جمال کا اظہار کئے پھرتی ہیں

جوسراسرناجائزاورحرام ہےایسی تعلیم جوناجائزاورحرام امور پرمشتمل ہوغضب الٰہی کاباعث ہے۔

کنواری عورتوں کا بن سنور کر نکلنا آج معاشرہ میں حد درجہ عام اور رائج ہے اس دور میں شہروں سے اور تعلیم یافتہ گھرانوں سے تو پردہ اٹھتا ہی جارہا ہے۔اسلامی شعائراوراسلامی تہذیب آج ان کوتمدن کے خلاف نظر آتے ہیں شادی سے قبل تو پردہ ان کو بالکل بھاتا ہی نہیں ایک عیب اور ذلت کی بات سمجھتے ہیں آج خدااوررسول کے خلاف ذہن غیروں کے خلط اور متاثر ہونے کی وجہ سے ہوا غیروں کی عورتیں بن سنور کر آزاد پھرتی ہیں اور لوگوں کو کم ازکم آنکھ کے زنا کی دعوت دیتی ہیں ان کے ماحول میں یہ سب فخراور فیشن کی بات ہے۔

ہمارے اسلامی ماحول میں تو یہ لعنت اور غضب خداوندی کا باعث ہے۔ ہمارا مذہب اپنی تہذیب،اپنا کلچراورزندگی گزارنے کاایک معیاررکھتاہے۔غیروں کے یہاں زندگی کا کوئی قانون ومعیارنہیں اپنے نفس اور جو ماحول ہے اس کے تابع ہیں کاش ان آزادلوگوں کی سمجھ میں آجائے۔ آج بے پردگی اور آزادی کی وجہ سے ان کی عورتیں عفت اور شرافت کوکھوچکی ہیں۔ ماں باپ کی نگاہوں کے سامنے یہ اجنبی کے ساتھ شانہ سے شانہ ملاتے ہاتھوں میں ہاتھ دیئے جاتی ہیں ان کے سامنے حیااور شرافت کا جنازہ نکالتی ہیں خودوالدین بھی بسااوقات افسوس کرتے ہیں مگرخودہی نے ان کو بے حیائی کی آگ میں ڈالا ہے کس طرح روکیں گے **خودکردہ راعلاج نیست**، دیکھئے قرآن نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کوحکم دیا ہے۔ **وَلَاتَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ** دور جاہلیت کی طرح زینت کا اظہار کرتی ہوئی نہ نکلو۔ جاہلیت کے زمانے میں عورتیں زیب وزینت کے ساتھ بلاپردہ نکلتی تھیں۔ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن جوامت کی مائیں ہیں جن کی عفت اور پاکدامنی پر اُمت کا اجماع ہے کو یہ حکم ہے تو عام عورتوں کوتواس سے زائداحتیاط کا حکم ہوگا۔

عورتوں کے لئے امارت، دنیاوی عہدہ جائز نہیں

عَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ لَمَّا بَلَغَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَهْلَ فَارِسٍ قَدْمَلَّکُوْا عَلَیْهِمْ بِنْتَ کِسْرٰی قَالَ لَنْ یُّفْلِحَ قَوْمٌ" وَّلَّوْ اَمْرَهُمْ اِمْرَاَةً. (ترمذی جلد۲ص ۵۲،مشکوٰۃ ۳۲۱، بخاری جلد۲ص ۶۳۷)

"حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب رسول پاک ﷺ کو اس کی خبر ملی کہ اہل فارس نے کسریٰ کی بیٹی کو تخت شاہی پر بٹھایا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جس نے اپنا حاکم والی عورت کو بنایا"۔

فائدہ: اس حدیث پاک میں نبی پاک ﷺ نے عورتوں کو کسی قومی، ملی یا بڑی ذمہ داری مثلاً حاکم، قاضی، صدر، منیجر، پرنسپل، تمام وہ عہدے جس میں اسے قوم کے درمیان فیصلے کی نوبت آئے ممنوع قرار دیا اور فرمایا کہ ایسی قوم جو عورت کو سربراہ بنائے کبھی فلاح نہیں پائے گی۔

اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ عورت پردہ، اس کی آواز پردہ، اجنبی سے خلط اور اس کے درمیان بیٹھنا ممنوع، تو عورت پھر کس طرح قوم وملت کی نگہبانی اور حکومت کر سکتی ہے۔ حدیث پاک میں انہیں ناقصات العقل بھی کہا گیا ہے اگر مان لیا جائے تعلیم و تجربہ کی وجہ سے فہم و عقل بھی آجائے تب بھی مردوں پر اسے فوقیت نہیں ہو سکتی کہ وہ مردوں پر حکومت کرے۔

قرآن میں ہے اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ (مردوں کو عورتوں پر حاکم اور سربراہ بنایا گیا ہے) لہٰذا معلوم ہوا کہ عورتوں کا کسی بھی سیاسی عہدے پر آنا قوم وملت کا سربراہ بننا، صدر، منیجر، پرنسپل و ناظم بننا شرعاً جائز نہیں ہے کہ اس سے اس کا پردہ ختم ہو جاتا ہے اور اجنبی مردوں میں اٹھنا بیٹھنا، ان سے باتیں کرنا، دیگر خلاف پردہ امور کو انجام دینا ہوتا ہے۔ غیر مسلموں کی دیکھا دیکھی مسلمان عورتوں میں بھی یہ گناہ کی باتیں آگئی ہیں ان غیر مسلموں کے لئے شریعت کہاں ان کی جنت اور مزے کا محل یہی دنیا ہے ہمارے لئے شریعت ہے خدا کا قانون ہے اس کے ماتحت چلنا ہے خدا کو حساب دینا ہے اس کی پیشی میں حاضر ہونا ہے لہٰذا بے پردگی کا سبب بننے والے تمام دنیاوی عہدوں اور ملازمتوں کو خدا کو خوش کرنے کے لئے چھوڑ دو کل جنت میں مزے سے حکومت کرو ورنہ بے پردگی کی سزا برداشت کرنی ہوگی معاشی ضرورت ہو تو گھریلو کام کر کے زندگی گزار لو یا شوہر ہو تو اس کی کمائی پر صبر کرلو۔

دبیز دوپٹہ کا حکم

عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ اُمِّهٖ قَالَتْ دَخَلَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَلٰى عَائِشَةَ وَ عَلَيْهَا خِمَارٌ رَقِيْقٌ فَشَقَّتْهُ عَائِشَةُ وَ كَسَتْهَا خِمَارًا كَثِيْفًا. (موطا امام مالک، مشکوٰۃ ص ۳۷۷)

''اُم علقمہ سے مروی ہے فرماتی ہیں حضرت حفصہ بن عبدالرحمٰن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئیں تو ان پر باریک دوپٹہ تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے پھاڑ ڈالا اور موٹا دبیز دوپٹہ ان کو پہنا دیا''۔

فائدہ: ایسا باریک کپڑا استعمال کرنا جس سے بال اور بدن کی رنگت نظر آئے سخت منع اور ناجائز ہے اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے گناہ سے بچانے کے لئے اسے پھاڑ ڈالا معلوم ہوا کہ ماحول میں برائی ختم کرنے کی نیت سے بڑی اور نیک وصالح عورتوں کو تنبیہ کے واسطے ایسا کرنا درست ہے اور اس کے بجائے اپنی جانب سے حسبِ وسعت موٹا دوپٹہ دے کہ اس کا بڑا ثواب ہے۔

دوپٹہ کیسا ہو؟

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ نِسَاءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْاُوَلِ لَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوبِهِنَّ شَقَقْنَ مُرُوْطَهُنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهٖ. (بخاری جلد۲ ص۷۰۰)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ان اولین مہاجر عورتوں پر خدا کی رحمتیں نازل ہوں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن الخ کہ اپنے سینوں پر دوپٹہ ڈال لیا کرہ تو ان عورتوں نے اپنی (موٹی) چادروں کو کاٹ کر دوپٹہ بنالیا (اور ذرا پس وپیش نہیں کیا)''۔

فائدہ: ایسا دوپٹہ جس سے بال بدن کی کھال نظر آئے، بدن اور اس کی رنگت ظاہر ہو پہننا جائز نہیں۔ آج کل نئی تہذیب میں دوپٹہ یا تو بالکل ختم ہو گیا ہے یا نمائش کے طور پر باریک چھوٹا سا دوپٹہ جس سے نہ تو ستر ہوتا ہے، نہ پردہ اس سے تو نماز بھی درست نہیں ہوتی۔ بعض عورتیں نماز کے وقت تو دبیز دوپٹہ استعمال کرتی ہیں باقی اوقات میں باریک، سو اگر گھر میں شوہر کے علاوہ قابل پردہ شخص مثلاً دیور، خسر وغیرہ ہو تو یہ طریقہ بھی جائز نہیں۔

باریک ساڑی اور کرتہ جبہ پہننے والی جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا قَوْمٌ" مَّعَهُمْ سِیَاط" کَاَذْنَابِ الْبَقَرِ یَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ وَ نِسَآء" کَاسِیَات" عَارِیَات" مُمِیْلَات" مَآئِلَات" رَءُوْ سُهُنَّ کَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَایَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَایَجِدْنَ رِیْحَهَا وَاِنَّ رِیْحَهَا لَتُوْجَدُ مِنْ مَسِیْرَةِ کَذَاوَ کَذَا. (مسلم جلد۲ص ۲۰۵)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اہل جہنم کے دو گروہوں کو میں نے اب تک نہیں دیکھا (کہ اس عہد میں ان کا پایا جانا نہیں ہوا تھا) ایک گروہ ان کا جن کے پاس بیلوں کی دموں کی طرح کے کوڑے ہوں گے جس سے لوگوں کو ظلماً ماریں گے۔ دوسری جماعت ان عورتوں کی ہوگی جو (ظاہر میں تو) کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی مگر ننگی ہوں گی مردوں کو مائل کرنے والی ہوں گی اور ان کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی ان کے سر اُونٹوں کے کوہانوں کی مانند ہوں گے جو جھکے ہوئے ہوں گے (یعنی سر کے بالوں کو پیچھے سے جمع کر کے اُوپر کو فیشن کے طور پر اُٹھا دیا کریں گی) یہ عورتیں نہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو پاسکیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی دور سے (یعنی پانچ سو سال کی مسافت سے آتی ہے)''۔

فائدہ: اللہ اللہ کتنی وعید ہے کس قدر ڈر اور خوف کی بات ہے کہ باریک لباس کی وجہ سے۔ جنت کی خوشبو تک نصیب نہیں۔ پیاری ماؤ اور بہنو! ذرا خدا کا خوف کرو، اپنے اُوپر رحم کرو آج ایسے لباس میں نفس کو تھوڑا مزہ ملتا ہے اچھا لگتا ہے کہ لوگ دیکھیں گے یہ تو زنا کی طرف لوگوں کو دعوت دینا اور بلانا ہے آج کا تھوڑا سا بھی مزہ تم کو جنت سے ہی نہیں بلکہ جنت کی خوشبو سے بھی محروم کردے گا، یہ کیسی ہلاکت کی بات ہے۔

باریک دوپٹہ جس سے رنگت نظر آئے ممنوع ہے

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِیْ بَكْرٍ دَخَلَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْهَا ثِیَابٌ رِقَاقٌ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَقَالَ یَا اَسْمَاءُ اِنَّ الْمَرْءَةَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِیْضَ لَنْ یَّصْلُحَ اَنْ یُرٰی مِنْهَا اِلَّا هٰذَا وَهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی وَجْهِهٖ وَ كَفَّیْهِ. (ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۳۷۷)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے پاس تشریف لائیں اوران کے جسم پر باریک کپڑا تھا آپ ﷺ نے ان سے بے رُخی برتی اور فرمایا: اے اسماء! لڑکی جب بالغ ہوجائے تو اس کا جسم نظر نہ آئے مگر یہ اور یہ، اور آپ ﷺ نے اشارہ چہرے اور ہاتھ کی طرف کیا''۔

فائدہ: خیال رہے کہ بچی مراہقہ یعنی بالغ ہونے کے قریب ہوجائے تو اس کے ذمہ پردہ کے سارے احکام لاگو ہوجاتے ہیں۔ بہت ہی بے غیرتی کی بات ہے کہ ہمارے ماحول میں اس کے لئے پردہ نہیں سمجھا جاتا خصوصاً اسکول میں جانے والی لڑکیاں کہ حد بلوغت کی علامات شروع ہوچکی ہیں یا بالغ ہوچکی ہیں اور وہ بلا پردہ کے گھر سے باہر نکلتی ہیں بعض علاقوں میں تو دیکھا گیا ہے کہ شادی سے قبل برقعہ کو ضروری ہی نہیں بلکہ معیوب سمجھا جاتا ہے سو یہ بڑے گناہ کی بات ہے۔

آج کل جارجٹ، میکرو اور نہ معلوم کس کس نام سے دوپٹہ نکلا ہے جس کے باریک ہونے کی وجہ سے کھال کی رنگت نظر آتی ہے اس کا پہننا بڑا گناہ ہے زیادہ باریک و پتلا ہو تو نماز بھی نہیں ہوتی خدا کی پناہ گھر میں رہتے ہوئے چہرے اور ہاتھ کہ علاوہ بدن کے کسی حصہ کا نظر آنا بڑے گناہ کی بات ہے۔

عام طور پر گردن، گلا اور کلائیوں کے چھپانے میں بڑی غفلت ہوتی ہے اس سے احتیاط کی ضرورت ہے کہ یہ گناہ دوزخ میں جانے کا سبب ہے۔

باریک کپڑا ہو تو نیچے استر لگالے

عَنْ دِحْیَةَ بْنِ خَلِیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقُبَاطِیِّ فَاَعْطَانِیْ مِنْهَا قُبْطِیَّةً فَقَالَ اِصْدَعْهَا صَدْعَیْنِ فَاقْطَعْ اَحَدَهُمَا قَمِیْصًا وَاَعْطِ الْاٰخَرَ اِمْرَءَ تَکَ تَخْتَمِرُ بِهٖ فَلَمَّا اَدْبَرَ قَالَ وَامُرْ اِمْرَءَ تَکَ اَنْ تَجْعَلَ تَحْتَهٗ ثَوْبًا لَا یَصِفُهَا. (ابوداود، مشکوٰۃ ص۳۷۶)

"حضرت دحیہ بن خلیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے پاس چند قبطی کپڑے آئے (جو باریک سفید ہوتا تھا) آپ ﷺ نے اس میں سے ایک کپڑا مجھے دیا اور فرمایا اس کے دو ٹکڑے کرلو ایک خود کرتا بنالو اور دوسرا اپنی بیوی کو دے دو کہ اس کا خمار (دوپٹہ) بنائے اور جب آپ ﷺ تشریف لے جانے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنی بیوی سے کہہ دینا کہ اس کے نیچے دوسرا کپڑا (استر) لگالے تاکہ ہیئت بدن معلوم نہ ہو"۔

فائدہ: عورتوں کا جسم پردہ ہے اس کی ہیئت اور رنگ کا اجنبی مرد پر ظاہر ہونا حرام ہے اور کبیرہ گناہ کی بات ہے۔ باریک کپڑا پہننا، باریک ساڑی کا پہننا، باریک دوپٹہ جس سے بال اور بدن کی رنگت نظر آئے حرام ہے۔ ایسی عورت کو آخرت میں ننگی ہونے کی سزا دی جائے گی۔

بعض علاقوں میں عورتیں اتنی باریک ساڑیاں پہنتی ہیں کہ بدن کی کھال اور اس کی رنگت معلوم ہوتی ہے اصل میں ان کو یہ اچھا لگتا ہے میرا بدن لوگ دیکھیں، اور ان کو میں اچھی لگوں۔ اللہ اللہ بڑی ہلاکت کی بات ہے ایسی عورت جنت کی بو بھی نہ پائے گی ایسی عورت کو سخت سزا ملے گی ایسی عورت مردوں کو آنکھ کے زنا کی دعوت دیتی ہیں تو یہ کتنی بُری بات ہے۔

اول تو ایسا باریک لباس نہ پہنے اگر ایسا کبھی اتفاق ہوجائے کہ کپڑا باریک ہو یا جالی دار ہو تو اندر سے دبیز استر لگالے تاکہ گناہ سے بچ جائے آج پردہ کا اہتمام کرلو کل مزے سے بلا روک ٹوک جنت میں آزاد پھرو گی جیسا چاہو گی جہاں چاہو گی جاؤ گی۔

عورتوں کو پاجامہ پہننے پر رحمت ومغفرت کی دعا

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ کُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَقِیْعِ فِیْ یَوْمٍ دَجْنٍ مَطَرٍ فَمَرَّتْ اِمْرَءَةٌ مَعَهَا مُکَارِیْ فَهَوَتْ یَدَا الْحِمَارِ فِیْ وَهْدَةٍ فِی الْاَرْضِ فَسَقَطَتِ الْمَرْاَةُ فَاَعْرَضَ

اَلنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا بِوَجْهِهٖ فَقَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا مُتَسَرْوِلَةٌ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُتَسَرْوِلَاتِ مِنْ اُمَّتِیْ ثَلَاثًا یَااَیُّهَا النَّاسُ اتَّخِذُوْا السَّرَاوِیْلَاتِ فَاِنَّهَا مِنْ اَسْتَرِ ثِیَابِکُمْ وَحُضُّوْا بِهَا نِسَآءَ کُمْ اِذَا خَرَجْنَ ......قَالَ الشَّیْخُ اَحْمَدُ رَحِمَ اللّٰهُ الْمُتَسَرْوِلَاتِ.

(مجمع جلد۵ص۱۲۲آداب بیہقی ص۳۵۸)

''حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ سخت بارش کے موقع پر میں آپ ﷺ کے پاس مقام بقیع میں بیٹھا تھا کہ ایک عورت گزری جس پر بوجھ تھا اس کا گدھا زمین کے گڑھے میں گر گیا جس سے وہ عورت گر گئی تو آپ ﷺ نے فوراً اس کی طرف سے رخ پھیر لیا (کہ ستر پر نگاہ نہ پڑ جائے) تو لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ وہ تو پاجامہ پہنے ہوئے ہے اس پر آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ! میری امت میں پاجامہ پہننے والی عورتوں کی بخشش فرما اور آپ ﷺ نے یہ دعا تین مرتبہ دی۔ اے لوگو! پاجامہ کا استعمال کرو یہ تمہارے کپڑے میں سب سے زیادہ ستر پردہ کا باعث ہے عورتوں کو ترغیب دو کہ جب وہ باہر نکلیں تو پاجامہ پہن لیں۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے پاجامہ پہننے والی عورتوں پر رحمت کی دعا فرمائی''۔

عورتوں کا پاجامہ ٹخنے سے کتنا نیچے رہے

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَبَّرَ لِفَاطِمَةَ مِنْ عَقِبِهَا شِبْرًا وَقَالَ هٰذَا ذَیْلُ الْمَرْءَةِ.

(مجمع الزوائد جلد۵ص۱۲۷)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایڑی کی جانب سے ایک بالشت کی اجازت دی اور فرمایا عورتوں کا کپڑا اتنا لٹکے، یعنی ٹخنے کو چھپائے''۔

فائدہ: چونکہ عورت کی پنڈلی اور ٹخنہ ستر میں داخل ہے اس لئے اس کا چھپانا ضروری ہے اگر چہ پیر کھولنے کی اجازت ہے تاہم جہاں اوباش آزاد ذہن کے لوگ ہوں تانکنے جھانکنے کی عادت ہو ایسے مقام پر عورت کو اپنا قدم اور پیر بھی موزے سے یا کپڑا زیادہ لٹکا کر چھپانا لازم ہے ویسے بھی اس فسق اور فتنہ کے دور میں پیر میں موزہ ہاتھ میں سیاہ دستانے پہن کر نکلے، کہ اوباش لوگ ہاتھوں کی رنگت کو دیکھتے ہیں۔

عورتوں کو ٹخنوں کا چھپانا لازم ہے اس لئے پاجامہ وغیرہ لٹکا لینا چاہیے تاکہ بے پردگی نہ ہو خیال رہے کہ ٹخنے اور پیر کے چھپنے کا یہ اہتمام ہے تو چہرہ اور کلائیوں کے چھپانے کی کتنی تاکید ہوگی۔

عموماً برقعہ پہننے کے بعد بھی چہرہ اور اوپری حصہ کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے کلائیاں کھلی رہتی ہیں یہ گناہ کی بات ہے اب چہرہ اور کلائیوں کا کھلنا برقعہ کے فیشن میں داخل ہے خدا کی پناہ پردہ کے نام سے بھی شیطان اور نفس بے پردگی کرا رہا ہے کہ اب برقعہ بھی ستر کی بجائے اظہار فیشن کا ذریعہ بن چکا ہے جبکہ برقعہ سادہ اور سیاہ ہونا چاہیے تاکہ جاذب نظر نہ رہے۔

ٹخنوں سے نیچا کپڑا عورتوں کو ممنوع نہیں بلکہ حکم ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ جَرَّثَوْبَہٗ خُیَلَاءَ لَمْ یَنْظُرِ اللّٰہُ اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَۃَ فَکَیْفَ یَصْنَعُ النِّسَآءُ بِذُیُوْلِھِنَّ قَالَ یُرْخِیْنَ شِبْرًا فَقَالَتْ اِذًا تَنْکَشِفُ اَقْدَامُھُنَّ قَالَ فَیُرْخِیْنَہٗ ذِرَاعًا لَایَزِدْنَ عَلَیْہِ قَالَ التِّرْمِذِیُّ وَ فِی الْحَدِیْثِ رُخْصَۃٌ" لِلنِّسَآءِ فِیْ جَرِّالْاِزَارِ لِاَنَّہٗ یَکُوْنُ اَسْتَرَلَھُنَّ.

(ترمذی ص ۲۰۶)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو کبر و بڑائی کی وجہ سے اپنے کپڑے کو ٹخنے سے نیچے لٹکائے گا خدائے پاک قیامت کے دن اس پر نگاہ کرم نہیں فرمائے گا اس پر حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا عورتیں اپنا کپڑا کس

طرح رکھیں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ بالشت بھر زائد رکھیں حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا اگر اس سے بھی پیر کھلے رہیں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا پھر ہاتھ بھر نیچے رکھیں اس سے زائد نہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث میں عورتوں کو ٹخنے سے نیچے کپڑا رکھنے کا حکم ہے تاکہ ان کے لئے زیادہ ستر پوشی ہو سکے"۔

فائدہ: جاننا چاہیے کہ حدیث پاک میں ٹخنوں سے نیچا خواہ کوئی کپڑا ہو پہننا منع ہے اور اس کی سخت وعید ہے یہ وعید سن کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو شبہ ہوا کہ عورتیں اس حکم میں داخل ہوں گی تو ان کا ٹخنہ کھلا رہے گا تو اس سے تو پنڈلی کا حصہ کھل جائے گا اس پر انہوں نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ عورتوں کا کیا حکم ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ عورتیں اس حکم میں داخل نہیں وہ مردوں سے ایک بالشت زائد لٹکائیں جس سے ان کا ٹخنہ چھپ جائے۔ بعض جاہل لوگ عورتوں کو بھی مردوں کی طرح ٹخنے سے نیچے پہننے کو منع کر دیتے ہیں سو یہ جہالت ہے۔

عورتوں کو جوتی کا استعمال ناجائز ہے حرام ہے

عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ قَالَ قِیْلَ لِعَائِشَۃَ اَنَّ اِمْرَئَۃً تَلْبَسُ النَّعْلَ قَالَتْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلرَّجُلَۃَ مِنَ النِّسَآءِ.

(ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۳۸۳)

"حضرت ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا عورتیں جوتا پہن سکتی ہیں انہوں نے کہا رسول پاک ﷺ نے لعنت فرمائی ہے ان عورتوں پر جو عورتیں مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں"۔

فائدہ: جوتے کا استعمال مردوں کے لئے خاص ہے نیز جوتی کا استعمال غیر مسلموں، یہود و نصاریٰ کی عادات میں سے ہے۔ عورتوں کا ایسا پہننا اوڑھنا جو مردوں کے مشابہ ہو حرام ہے خدا رسول کی لعنت ہے متعدد صحیح حدیثوں میں ہے کہ ان عورتوں پر لعنت ہے جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔

اسلامی گھرانوں میں یہ ماحول غیر مسلموں سے آیا ہے ان کی دیکھا دیکھی جس طرح بہت

سے ناجائز امور ہمارے گھرانوں میں داخل ہوگئے ہیں اسی طرح جوتی کا استعمال بھی ہے۔

پیاری بہنو! غیروں کے عادات واطوار کو اختیار کر کے خدا کی لعنت میں مت گرفتار ہو ہمارا مذہب مستقل قانون، تہذیب طور طریق رکھتا ہے۔ خدا رسول کے طریقہ کے مطابق زندگی گزارو جس کا طریقہ اختیار کرو گی قیامت میں اسی کے ساتھ حشر ہوگا خدا کی مرضی اور اس کے قانون پر آج چل لو کل خدا کی بنائی ہوئی جنت کے مزے لوٹو۔

گھنگھرو نما زیور پہننے والی عورت پر لعنت اور غضب خداوندی

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ (مَرْفُوْعًا) اَنَّ اللّٰهَ یُبْغِضُ صَوْتَ الْخَلْخَالِ كَمَا یُبْغِضُ الْغِنَاءَ وَیُعَاقِبُ صَاحِبَهٗ كَمَا یُعَاقِبُ الزَّامِرَ وَلَا تَلْبَسُ خَلْخَالًا ذَاتَ صَوْتٍ اِلَّا مَلْعُوْنَةٌ". (دیلمی، کنز جلد ۱۶ ص ۱۶۴)

فائدہ: عورت خود بھی پردہ ہے عورت کی آواز بھی اور عورت کے جسم سے متعلق تمام امور پردہ ہیں ہر ایسی آواز جو مرد کو عورت کی طرف متوجہ کردے کہ لوگ اس کی طرف جھانکنے لگ جائیں ان کی آنکھ اور دل کو متوجہ کردے درست نہیں اسی لئے ایسا لباس جس سے اجنبی مرد کی توجہ ہو جائے اور اس کے دیکھنے کا میلان ہو جائے جائز نہیں۔

بجنے والا زیور اولاً تو یہ جانوروں کی خاصیت ہے کہ ان کے گلے یا پیر میں گھنگھرو ڈال دیا جاتا ہے تا کہ وہ اس سے مست رہے انسان کی شرافت اس سے بالاتر ہے۔

قرآن پاک میں بھی ولا یضربن بارجلھن میں ایسے زیور پہننے سے منع کیا گیا ہے چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں ہے کہ اندر کوئی چیز ڈالی جائے جس سے وہ بجنے لگے یا ایک زیور دوسرے زیور سے ٹکرا کر بجے، یا پاؤں زمین پر اس طرح مارے جس سے زیور کی آواز نکلے اور غیر محرم مرد سنیں، یہ سب چیزیں اس آیت کی رو سے ناجائز ہیں اسی وجہ سے بہت سے فقہاء نے فرمایا جب زیور کی آواز غیر محرموں کو سنانا اس آیت سے ناجائز ثابت ہوا تو خود اس عورت کی آواز کا سنانا اس سے بھی زیادہ سخت اور بدرجہ اولیٰ ناجائز ہوگا۔ (معارف پارہ ۱۸ ص ۱۱۸)

عموماً دیہاتی عورتیں ایسی چیزیں ہاتھ میں پہنتی ہیں جس سے آواز آتی ہے یہ درست نہیں۔

زیوروں کی زکوٰۃ اہتمام اور تاکید سے نکالیں

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ امْرَءَ تَيْنِ اَتَتَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ اَيْدِيْهِمَا سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهُمَا تُؤَدِّيَانِ زَكٰوتَهٗ؟ فَقَالَتَا لَا. فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتُحِبَّانِ اَنْ يُّسَوِّرَكُمَا اللّٰهُ بِسِوَارَيْنِ مِنْ نَّارٍ؟ قَالَتَا لَاقَالَ فَاَدِّيَا زَكٰوتَهٗ.

(ترمذی ص ۱۳۸، مشکوٰۃ ص ۱۶۰ انسائی ص ۳۴۳)

"حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ دو عورتیں آپ ﷺ کی خدمت میں آئیں اور ان کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس کی زکوٰۃ نکالتی ہو؟ انہوں نے رسول پاک ﷺ سے کہا نہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم یہ چاہتی ہو کہ تمہارے یہ دونوں کنگن جہنم کی آگ کے ہو جائیں۔ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر ان کی زکوٰۃ دیا کرو"۔

فائدہ: عموماً زکوٰۃ سے متعلق عورتوں سے بڑی بے پرواہی ہوتی ہے۔ نصاب کے برابر اکثر زیورات کی مقدار ہو جاتی ہے نہ تو عورتیں قربانی کرتی ہیں نہ زکوٰۃ نکالتی ہیں اگر نکالی بھی تو اندازے سے۔

زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد نہ نکالنے پر سخت وعید ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہوئی ہے نہ نکالنے کی وجہ سے زیورات کو آگ بنا کر اس کے بدن کو داغا جائے گا خدا کی پناہ کیسی سخت سزا ملے گی۔ پیاری ماؤ اور بہنو! اپنے مال اور خصوصاً زیورات کو دیکھو ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت کا سامان یا سونے چاندی کا زیور ہے تو زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے اپنی چیزوں کا حساب لگاؤ اور زکوٰۃ نکال دو۔

اگر اپنے پاس روپیہ نہ ہو تو شوہر سے کہیں وہ اس کی زکوٰۃ نکال دے۔ اگر شوہر نہ نکالے اور روپیہ زکوٰۃ کے لئے نہ مہیا ہو تو کچھ زیور کو فروخت کر کے زکوٰۃ نکالے غفلت نہ کرے کہ کل قیامت میں رسوائی ہو اور دوزخ میں جلنے کی نوبت آئے۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر جہنم کی وعید

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَآنِيْ فِيْ فَتَخَاتٍ مِّنْ وَرِقٍ فَقَالَ مَاهٰذَا يَا عَائِشَةُ؟ فَقُلْتُ صَنَعْتُهُنَّ اَتَزَيَّنُ لَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَتُؤَدِّيْنَ زَكٰوتَهُنَّ؟ قُلْتُ لَا. اَوْمَاشَاءَ اللّٰهُ قَالَ هِيَ حَسْبُكِ مِنَ النَّارِ.

(ابوداؤد ص ۲۱۸، ترغیب ا ص ۵۵۶)

’’حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ تشریف لائے تو میرے ہاتھ میں چاندی کا چھلہ دیکھا پوچھا یہ کیا ہے اے عائشہ! میں نے کہا میں نے آپ ﷺ کی خاطر زینت کے لئے یہ بنوایا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کی زکوٰۃ نکالتی ہو کہ نہیں؟ میں نے کہا نہیں یا جو اللہ نے چاہا تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے جہنم جانے کے لئے یہ کافی ہے‘‘۔

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ دَخَلْتُ اَنَا وَخَالَتِيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْنَا اَسْوِرَةٌ" مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَنَا اَتُعْطِيَانِ زَكٰوتَه'؟ قَالَتْ فَقُلْنَا لَا. فَقَالَ اَمَا تَخَافَانِ اَنْ يُسَوِّرَكُمَا اللّٰهُ اَسْوِرَةً مِّنْ نَّارٍ اَدِّيَا زَكٰوتَه'. (ترغیب جلد ا ص ۳۱۲)

’’حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور میری خالہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ہمارے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے آپ ﷺ نے فرمایا تم دونوں اس کی زکوٰۃ نکالتی ہو؟ تو ہم نے کہا نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم خوف نہیں کرتیں کہ خدائے پاک اس کی وجہ سے تمہیں آگ کے کنگن پہنائے ان کی زکوٰۃ ادا کیا کرو‘‘۔

فائدہ: سونا چاندی کسی بھی مقدار میں ہو خواہ یومیہ استعمال کے زیور کی شکل میں، نصاب کی مقدار ہو تو اس کی زکوٰۃ نکالنی فرض ہے۔ عموماً اس میں عورتیں بہت بے پرواہی کرتی ہیں جسم پر، بکس اور

لاکرز میں زیورات بھرے پڑے ہوتے ہیں اس کی زکوٰۃ نہیں نکالتی سالہا سال گزر جاتے ہیں زکوٰۃ کا خیال بھی نہیں آتا عموماً ہندوستان کے ماحول میں عورتوں کے پاس نصاب کے برابر زیور پہنچ جاتا ہے مگر وہ اس پر دھیان نہیں دیتیں اس طرح وہ اپنے آپ کو جہنم کا مستحق بناتی ہیں اگر زکوٰۃ ادا کرنے کی رقم نہ ہو تو شوہر سے مانگیں اور مطالبہ کریں کہ وہ زکوٰۃ نکال دیا کرے اگر ان سے نہ ہو سکے تو کوئی سامان یا زیور ہی کو مقدار زکوٰۃ فروخت کر کے نکالیں زکوٰۃ نہ نکال سکتی ہوں تو زیور نصاب سے کم کر دیں تاکہ کل دوزخ میں راکھ ہونے سے بچ سکیں آج زیوروں کی زکوٰۃ واجب ہو تو کسی عالم سے پوچھ کر نکال دو کل جہنم سے بچ جاؤ گی۔

عورتوں کو نفلی صدقات وخیرات کا حکم

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ اِسْتَتِرِیْ مِنَ النَّارِ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ۔ (ترغیب جلد۲ص۶)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ جہنم سے بچاؤ حاصل کرو، خواہ کھجور کی گٹھلی ہی سہی''۔

فائدہ: ماحول میں عورتوں کا مزاج تو کچھ عبادت روزہ ونماز کا دیکھا جاتا ہے مگر مالی عبادت صدقہ وخیرات کا مزاج اور ماحول بالکل نہ ہونے کے برابر ہے۔ اولاً تو عورتوں کے پاس مال وغیرہ کم ہوتا ہے اور کچھ ہوتا ہے تو پھر بھی کبھی خرچ نہیں کرتیں عموماً ان کے یہ صدقات وخیرات بیٹی، نواسی، پوتا، پوتی وغیرہ ہی تک محدود رہتے ہیں۔

سو وسعت کے مطابق عورتوں کو چاہیے کہ زکوٰۃ واجبہ کے علاوہ جو کچھ ہو تھوڑا بہت عام صدقہ خیرات کرتی رہیں مسجد، مدرسہ اور غریبوں اور اہل علم کو کچھ نہ کچھ دیتی رہیں اور جب دیں تو ہرگز یہ نہ چاہیں کہ وہ ہمیں اس کا بدلہ دیں اس سے خیرات کی توفیق نہیں ہوتی صدقہ خیرات کو جہنم سے نجات میں بہت دخل ہے آپ ﷺ نے عورتوں کو تاکید کی ہے کہ معمولی خیرات ہی سہی عذاب دوزخ سے نجات حاصل کرو۔ عرب کے ماحول میں گٹھلی بہت حقیر اور معمولی چیز ہوتی ہے بسا اوقات اچھے اور عمدہ کے بہانے سے بالکل خیرات سے محروم رہ جاتی ہیں سو اس سے منع کیا گیا

ہے۔ مثلاً نیا کپڑا نہ ہو سکے تو پرانا کپڑا دے دے پورا کھانا نہ ہو سکے تو تھوڑا ہی سہی صرف روٹی ہی سہی، سالن ہی سہی، مطلب یہ ہے کہ معمولی اور کم کی پرواہ نہ کرے۔ پیاری ماؤ بہنو! آج کچھ اللہ واسطے خرچ کر کے اپنے آپ کو جہنم سے بچالو۔

عورتوں کو صدقہ کی ترغیب

عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَتْ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ فَإِنَّكُنَّ اَكْثَرُ اَهْلِ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (ترمذی ص ۱۳۸، مشکوٰۃ ص ۱۵۹، بخاری ص ۱۹۸)

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم عورتوں کی جماعت کو خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ اے عورتو! صدقہ کرو اگر چہ زیور سے ہو کیونکہ قیامت کے دن زیادہ تر جہنم میں جانے والی عورتیں ہوں گی"۔

فائدہ: متعدد احادیث میں عورتوں کو صدقہ کی ترغیب وتاکید کی گئی ہے کہ عموماً عورتوں کا مزاج صدقہ خیرات کا نہیں ہوتا ہے خصوصاً ہمارے دیار میں تو اور بھی کم ہے جس کے مختلف اسباب ہیں جس کا ایک سبب صدقہ خیرات کے فضائل اور اس کے جو دینی ودنیاوی فوائد ہیں ان سے ناواقفیت ہے چونکہ ان میں نہ تو دینی بیان ہوتا ہے اور نہ ان کا دینی کتابوں کے مطالعہ اور دیکھنے کا مزاج ہوتا ہے اور بچوں اور گھریلو مشاغل سے ان کو موقع بھی کہاں ملتا ہے۔ ایک اہم وجہ یہ ہے کہ ہندوستان کی عورتوں کے پاس اپنا روپیہ بھی کم ہوتا ہے۔ شوہر کے اختیار میں سب کچھ ہوتا ہے اگر اپنی رقم ہوتی بھی ہے تو ان کا مزاج صدقہ خیرات کا نہیں ہوتا اس میں ہمارے دیار اور ماحول کا بھی دخل ہے۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مزاج جس کا اصل سبب بخل ہے، کی اصلاح فرماتے ہوئے صدقہ خیرات کی تاکید فرمائی ہے تا کہ اس کا ثواب حاصل کریں ادھر عورتوں سے گناہوں کا صدور بھی کم نہیں ہوتا۔ تو یہ اعمال صالحہ کی نوبت کم آتی ہے اور صدقہ جہنم کی آگ سے نجات دیتا ہے، غضب خدا کو بجھاتا ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ سے بچنے کی ترغیب بتائی کہ صدقہ خیرات خوب کرو تھوڑا ہی دو مگر دو تا کہ گناہوں کا کفارہ ہو سکے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب سے اس وقت کی عورتوں

نے اپنے زیورات کان سے نکال کر دے دیئے۔ آج زیورات نہیں دے سکتی تو کوئی معمولی چیز کم ازکم اپنے جوڑے ہی دے دیں آج صدقہ کرلو کل جہنم کی آگ سے بچ جاؤ گی۔

بی بی زینب رضی اللہ عنہا کی خیرات کا واقعہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ کی بعض بیویوں نے معلوم کیا کہ آپ ﷺ کے بعد ہم میں سے کون سب سے پہلے آپ ﷺ سے ملے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جس کے ہاتھ سب سے زیادہ لمبے ہوں گے۔ چنانچہ انہوں نے لکڑی سے ہاتھ ناپا تو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ لمبا نکلا (ادھر وفات سب سے پہلے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی ہوئی) تو بعد میں انہوں نے سمجھا کہ مطلب اس سے صدقہ وخیرات کرنا تھا چونکہ وہ صدقہ خیرات میں دوسری تمام بیویوں سے زیادہ تھیں۔ (مشکوٰۃ ص ۱۶۵)

چنانچہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی سوانح میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی وفات پر کہا تھا افسوس آج ایسی عورت گزر گئی جو بڑے پسندیدہ اوصاف والی، عبادت گزار اور یتیموں اور بیواؤں کا ٹھکانہ تھیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کا سالانہ خرچہ بھیجا تو سب مال پر ایک کپڑا ڈلوا دیا اور پھر حضرت برزہ بنت رافع رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اس کپڑے کے نیچے سے ہاتھ ڈال کر فلاں یتیم کو دے آؤ اسی طرح بلا گنے مٹھی بھر بھر کر تقسیم کرا دیا آخر میں کچھ بچا تو حضرت برزہ رضی اللہ عنہا کے حوالے کر دیا اور اپنے لئے کچھ نہیں رکھا اور دعا کی کہ یہ مال آئندہ نہ آئے۔ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارہ ہزار درہم بھیجے کہ اپنی ضرورتوں میں صرف کریں سب کو ملتے ہی تقسیم کرا دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو ایک ہزار پھر بھیج دیا اور کہا کہ اسے اپنی ضرورتوں میں صرف کریں۔ چنانچہ اسے بھی تقسیم کر دیا۔ (سیرت مصطفیٰ ص ۳۲۴)

دست کاری سے مال حاصل کرنا اور صدقہ کرنا

''حضرت زینب رضی اللہ عنہا صدقہ خیرات کی اس درجہ شائق تھیں کہ دست کاری کے ذریعہ

جو مال حاصل کرتیں اسے صدقہ کر دیتیں ان کے متعلق ان کی سوتن ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا زینب رضی اللہ عنہا بڑی نیک، شب گزار، کثرت سے روزہ رکھنے والی اور دستکار تھیں جس کے ذریعے حاصل شدہ مال صدقہ خیرات کر دیتی تھیں"۔ (سیرۃ مصطفیٰ ص ۳۲۴)

ہدیہ کی تاکید اور اس کا ثواب

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَهَادُوْا تَحَابُّوْا.

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو اس سے محبت ہوتی ہے"۔
(فیض القدیر شرح جامع صغیر جلد ۲ ص ۲۰۳)

فائدہ: آپ ﷺ نے تاکید فرمائی ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو اس سے تعلقات اچھے ہوتے ہیں معمولی بات ہے مگر اس کے بڑے فوائد ہیں ایک دوسرے سے حسن ظن اور حسن تعلق رہتا ہے جو کہ بہت اچھی بات ہے مثلاً کبھی سالن بھجوادی، کچھ میٹھا پکا تو پڑوس یا رشتہ دار (بہن بھائی وغیرہ کو بھجوادیا) کوئی چیز زیادہ آگئی تو کسی کو بھجوادی۔ اس میں کوئی زیادہ اہتمام اور پریشانی بھی نہیں اور حسنِ تعلقات کا بہترین ذریعہ بھی ہے آج ہمارے معاشرے اور ماحول میں یہ باتیں ختم ہوتی جارہی ہیں اسی وجہ سے خیر کم ہوتی جارہی ہے۔

قرض دینے کا ثواب

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ عَلٰی بَابِ الْجَنَّةِ مَكْتُوْبًا اَلصَّدَقَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَالْقَرْضُ بِثَمَانِیَةَ عَشَرَ. (ترغیب جلد ۲ ص ۱۹)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے معراج کی رات میں جنت کے دروازے پر لکھا دیکھا کہ صدقہ خیرات کا دس گنا ثواب ہے

اور قرض کا ثواب اٹھارہ گناہ ہے''۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ قرض کا ثواب زیادہ ہے چونکہ قرض میں گرانی یا قرض کے ادا نہ ہو سکنے کا احتمال ہوتا ہے یا تعلقات کے خراب ہونے کا اندیشہ رہتا ہے اس وجہ سے اس کا ثواب زائد ہوتا ہے۔ عورتوں کو چاہیے کہ اگر کوئی قرض مانگے اور وسعت ہو تو ضرور دیں تاکہ اس عظیم ثواب کو پاسکیں بکس میں رکھنے سے بہتر ہے کہ دے کر ثواب پائیں اگر کوئی غربت اور پریشانی کی وجہ سے نہ دے سکے تو معاف کر دینے کا بہت ثواب ہے ایسی عورت کو عرش کے سایہ اور جہنم سے حفاظت کی بشارت ہے۔

شوہر پر خرچ کرنے کا ثواب

عَنْ زَيْنَبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا...... قُلْتُ سَلْ لَنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ يُجْزِىْ عَنِّىْ اَنْ اَتَصَدَّقَ عَلٰى زَوْجِىْ وَاَيْتَامٍ فِىْ حَجْرِىْ مِنَ الصَّدَقَةِ وَ قُلْنَا لَاتُخْبِرْ بِنَا قَالَتْ فَدَخَلَ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ مَنْ هُمَا؟ قَالَ زَيْنَبُ قَالَ اَىُّ الزَّيَانِبِ هِىَ قَالَ هِىَ اِمْرَءَ ةُ عَبْدِاللّٰهِ فَقَالَ نَعَمْ يَكُوْنُ لَهَا اَجْرُ الْقَرَابَةِ وَاَجْرُ الصَّدَقَةِ. (طحاوی شریف جلد ۱ ص ۳۰۸)

''حضرت زینب رضی اللہ عنہا (زوجہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ) رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے (حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے) کہا کہ ذرا میرے لئے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کرلیں کہ میرے شوہر اور ان کی اولاد پر خرچ کرنے کا مجھے کچھ ثواب ملے گا؟ اور میرے متعلق نہ بتانا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ وہ گئے اور پوچھا کون ہے کہا گیا کہ زینب ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کون زینب؟ کہا عبداللہ کی بیوی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اس کو دگنا ثواب ملے گا ایک رشتہ داری کا دوسرا صدقہ کا۔ ایک روایت میں ہے کہ حجۃ الوداع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریر کی کہ اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کرو خواہ اپنے زیوروں سے ہی تمہاری اکثر تعداد جہنم میں جائے گی تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا آئی اور پوچھا کہ میرے شوہر غریب ہیں میں انہیں دے سکتی ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تم کو دوگنا ثواب ملے گا''۔ (مجمع جلد ۳ ص ۱۲۲)

فائدہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جو حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے غریب تھے بیوی مالدار تھی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی پہلی بیوی سے اولاد بھی تھی وہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی پرورش میں تھے انہوں نے سوچا کہ یہ تو گھر کے لوگ ہیں ان پر خرچ کرنے کا کیا ثواب ملے گا اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثواب ہی نہیں دوگنا ثواب ملے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت اگر شوہر پر خرچ کرے گی اور ان کو گھریلو مسئلہ میں خرچ کرے گی تو اس کا ثواب بیوی کو اوروں کے مقابلے میں زائد ملے گا اسی طرح سوتیلی اولاد کے ساتھ نہایت ہی ظالمانہ سلوک کیا جاتا ہے ان کی حق تلفی کی جاتی ہے بری نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اپنی اولاد کے مقابلے میں ان کو کوئی حیثیت نہیں دی جاتی، سو یہ بہت بری بات ہے سوتیلی اولاد کو تکلیف دینا گناہ کبیرہ ہے عموماً اس میں عورتیں گرفتار ہیں کل قیامت میں بڑی سخت سزا ہوگی اپنی اولاد سے زیادہ ان کے ساتھ خیر خواہی کا برتاؤ کرنا چاہیے۔

سائل کو ضرور کچھ دے دے خواہ معمولی چیز ہو

عَنْ اُمِّ بَجِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا اَنَّھَا قَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ الْمِسْکِیْنَ لَیَقُوْمَ عَلٰی بَابِیْ فَمَا اَجِدُلَہٗ اُعْطِیْہِ اِیَّاہُ فَقَالَ لَھَارَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ لَّمْ تَجِدِیْ اِلَّاظِلْفًا مُّحَرَّقًا فَادْفَعِیْہِ اِلَیْہِ فِیْ یَدِہٖ. (ترغیب جلد۲ص۲۳)

”حضرت اُم بجیدہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کبھی سائل دروازے پر آکر کھڑا ہوتا ہے اور میں اسے دینے کو کچھ نہیں پاتی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر سوائے جلے کھر کے کچھ نہ پاؤ تو اس کے ہاتھ میں وہی دے دو“۔

فائدہ: تاکید ہے کہ کسی سائل کو گھر کے دروازے سے واپس نہ کیا جائے وہ ضرورت کی کچھ امید لے کے آیا ہے معمولی چیز کے علاوہ کوئی چیز دینے کے لائق نہ ہو تب بھی وہی معمولی چیز دے دو تاکہ خالی ہاتھ واپس نہ جائے مثلاً دس بیس پیسے چونی اٹھنی دے دیں بچی ہوئی روٹی بچا ہوا کھانا دے دیں پکا نہ ہو کچا سہی تازہ نہ ہو باسی سہی نہ معلوم اسے دوسرے گھر میں ملے نہ ملے اس غریب

کو کیسی پریشانی ہوگی کہ وہ بالکل محروم اور نامراد ہو کر لوٹے۔

اپنی جانب سے تو ایسا کچھ دے دے خدانخواستہ اگر وہ معمولی سمجھ کر نہ لے تو کبیدہ خاطر نہ ہو بسا اوقات صدقہ خیرات دنیا میں بھی بڑے اچھے نتائج لاتا ہے آج دے کر خدائے پاک کے خزانہ میں جمع کر لو کل کو نفع کے ساتھ ملے گا۔

صدقات کی ترغیب پر عورتوں کے صدقہ کا ایک واقعہ

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ ﷺ کے ساتھ میں عید میں حاضر ہوا خطبہ سے پہلے عید کی نماز ہوئی بلا اذان واقامت کے نماز ختم ہوئی تو آپ ﷺ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے سہارے کھڑے ہوئے حمد وثنا کے بعد وعظ فرمایا نصیحت فرمائی اور ان کو اطاعت کی ترغیب دی پھر عورتوں میں تشریف لے گئے حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے وعظ فرمایا خدا سے ڈرنے کا حکم دیا اور ان کو نصیحت فرمائی اطاعت کی جانب اُبھارہ اور فرمایا: تم عورتو! صدقہ خیرات کرو تم جہنم میں زیادہ جلو گی ایک عورت نے پوچھا یہ کیوں اللہ کے رسول؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں کو کوستی زیادہ ہو اور شوہروں کی ناشکری کرتی ہو۔ چنانچہ عورتوں نے اپنے زیوروں کو، ہاروں کو، بندوں کو، انگوٹھیوں کو نکال کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے پر پھینکنا شروع کر دیا ان کو راہِ خدا میں دے دیا''۔

(بخاری ص ۱۳۳ مسلم ص ۲۸۹، ص ۳۱۷)

فائدہ: ان عورتوں میں خوف خدا اور خدا کے رسول ﷺ کی محبت اور جہنم کا کس قدر خوف تھا آپ ﷺ کی ترغیب صدقہ پر اپنے محبوب زیوروں کو راہِ خدا میں نچھاور کرنے لگیں۔ کیا آج کل کی عورتیں ایسا کر سکتی ہیں؟ اگر یہ نہیں کر سکتیں تو جو ضرورت سے زائد کپڑے بکسوں میں سڑتے رہتے ہیں وہی مساکین وغیرہ میں خیرات کر دیں صدقہ خیرات کی عادت ڈالیں آسان طریقہ ہے کہ ہمیشہ کچھ نہ کچھ راہِ خدا میں دیتی رہیں کبھی کپڑا دے دیا عادت بنالیں جب نیا سلے تو پرانا خیرات کر دیں کھانا وغیرہ غرباء مساکین بیواؤں میں بھیجتے رہا کریں۔ دینداروں کی دعوت کر دیا کریں اور اگر ان امور میں ان کو استطاعت نہ ہو تو شوہروں سے پوچھ کر کر لیا کریں تب بھی ثواب پائیں گی۔

اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو صدقہ خیرات کرنے کی جانب رغبت کرنی چاہیے تاکہ جہنم

اور عذاب دوزخ کے درمیان آڑ اور روک ہو جائے عذاب دوزخ سے بچنے کا ایک اہم ذریعہ صدقہ خیرات ہے اپنی طاقت اور وسعت کے مطابق جو ہو سکے کرتی رہے۔

اپنی مطلّقہ یا بیوہ لڑکی پر خرچ

عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى اَفْضَلِ الصَّدَقَةِ. اِبْنَتُکَ مَرْدُوْدَةٌ" اِلَيْكَ لَيْسَ لَهَا كَاسِبٌ" غَيْرُكَ. (مشکوٰۃ ص ۴۲۵، ابن ماجہ ص ۲۶۱)

"حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو افضل ترین صدقہ نہ بتادوں؟ تیری بیٹی تیری طرف لوٹ کر آ گئی ہو (مطلقہ یا بیوہ ہونے کی وجہ سے یا شوہر کے ناراض بھگا دینے کی وجہ سے) جس کا تمہارے علاوہ کوئی کمانے والا نہ ہو اس پر خرچ کرنا بہترین صدقہ ہے"۔

فائدہ: پریشان حال جس کا کوئی پُرسانِ حال نہ ہو اس پر خرچ کرنا بہترین صدقہ ہے مطلقہ لڑکی یا بیوہ جس کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہو پر خرچ کرنا افضل ترین صدقہ ہے ظاہر ہے کہ اس بے چاری کا کون پرسانِ حال ہوگا۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی مصیبت زدہ کی فریاد رسی کرے اس کے لئے بہتّر درجے مغفرت کے لکھے جاتے ہیں ظاہر ہے کہ اس سے زیادہ کون غمزدہ اور مصیبت زدہ ہوگی کہ جو ظاہری سہارہ تھا وہ ٹوٹ گیا جس سے جوڑا گیا تھا وہ رشتہ ٹوٹ گیا۔

خدانخواستہ ایسی نوبت آجائے کہ کسی کی لڑکی کو شوہر طلاق دے دے یا اس کے شوہر کا انتقال ہو جائے تو وہ شخص اسے اپنے گھر بلا کر آرام پہنچائے اور جب مصلحت ہو اس کی شادی کردے اگر شادی کسی مصلحت کی وجہ سے مناسب نہ ہو یا شادی عرف و ماحول کی وجہ سے نہ ہو سکے تو اس پر لعن طعن نہ کی جائے نہ اسے منحوس سمجھا جائے اور نہ کوسا جائے بلکہ اسے اپنے لئے خیر و برکت کا ذریعہ سمجھا جائے کہ خدا نے صدقہ خیرات کا موقع دیا اور اس کا ثواب عام صدقات سے دگنا دیا۔

اگر والدین نہ ہوں جس کی وجہ سے بھائیوں کے ذمہ پڑ جائے تو بھائیوں کو بھی چاہیے کہ وہ اسے حسن سلوک کے ساتھ رکھیں اور اپنی اولاد کی طرح رکھیں اس پر بلا رنج کے بخوشی خرچ کریں کہ خدائے

پاک نے دگنا ثواب پانے کا موقع دیا۔ بہنوں کو بھی چاہیے کہ وہ بھائی کے ساتھ رہنے کو برداشت کریں کمی بیشی پر بخوشی صبر کریں اور ہنسی خوشی اخلاق کے ساتھ عبادت کرتے ہوئے زندگی گزاریں۔

رشتہ داروں پر صدقہ خیرات کا ثواب

عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الصَّدَقَۃُ عَلَی الْمِسْکِیْنِ صَدَقَۃٌ" وَّعَلٰی ذَوِی الرَّحِمِ ثِنْتَانِ صَدَقَۃٌ" وَصِلَۃٌ" وَ لَفْظُ ابن خزیمۃ صَدَقَتَانِ صَدَقَۃ وَصِلَۃٌ.

(ترغیب جلد۲ص ۱۷)

''حضرت سلمان ابن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا مسکین پر صدقہ کرنا صدقہ کا ثواب ہے اور رشتہ داروں پر کرنا صدقہ اور صلہ رحمی دونوں کا ثواب ہے اور ابن خزیمہ کے الفاظ ہیں: کہ رشتہ دار پر صدقہ دو صدقہ کے برابر ہے خیرات کا اور صلہ رحمی کا۔''

فائدہ: حدیث پاک میں رشتہ داروں پر صدقہ کرنے کو دوگنا ثواب بتایا گیا ہے۔ چونکہ اس میں صدقہ کے ساتھ قرابت کی رعایت بھی ہے حدیث پاک میں رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کی بڑی فضیلت آئی ہے عموماً رشتہ داروں کے چونکہ احوال معلوم ہوتے ہیں اور ان میں بعض اوقات گھریلو زندگی کے اختلافات بھی رہتے ہیں اس لئے ان پر خرچ کرنے سے طبیعت گریز کرتی ہے۔ اس میں نفس کی مخالفت بھی ہے۔

عموماً عورتیں قریبی رشتہ داروں کے احوال سے بعض اختلافات کی بناء پر صدقہ خیرات نہیں کرتیں سو یہ گھاٹے کی بات ہے ان شیطانی اور نفسیانی خیالات کو چھوڑ دیں اور خیرات کا سلسلہ جاری رکھیں خدا نے چاہا تو اس کا صلہ اس دنیا میں بھی بہتر نظر آئے گا۔

پڑوسیوں کی رعایت اوران پر صدقہ وخیرات کا حکم

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

يَا اَبَاذَرٍّ اِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً فَاَكْثِرْ مَاءَ الْمَرَقَةِ وَ تَعَاهَدْ جِيْرَانَكَ اَوْاَقْسِمْ فِیْ جِيْرَانِکَ. (ادب مفرد ص ۲۵)

''حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوذر! جب تم گوشت پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ ڈال دو اور اپنے پڑوسی کو دو''۔

فائدہ: پڑوسیوں کی رعایت ان کی خبر گیری اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی بکثرت روایتیں ہیں افسوس آج کل کا ماحول بالکل ارشادات نبوی ﷺ اور تعلیمات اسلام کے خلاف چل رہا ہے اگر پڑوسی امیر، طاقتور، ماحول میں معزز ہے خواہ اسلام وتقویٰ کی زندگی سے عاری ہو تو اس کے ساتھ لوگ اچھا برتاؤ کرتے ہیں اگر ماحول میں کچھ غریب ہو طاقتور نہ ہو علاقے کا نہ ہو رشتہ ناطہ کا تعلق نہ ہو خواہ دین اسلام کے اعتبار سے بہتر ہو تو عموماً اسے نیچا سمجھ کر تکلیف دہ برتاؤ کرتے ہیں حسن سلوک کا برتاؤ تو دور کی بات ظلم وتشدد تکلیف پہنچاتے ہوئے فاسقانہ جملے، غضب خدا کو بھڑکا دینے والے جملے کہتے ہیں: کیا کرلیں؟ کون ہے ان کا؟ اللہ اللہ کیسا ظالمانہ و جابرانہ جملہ ہے۔ ارے کوئی نہیں اللہ پاک تو ہے جس نے پیدا کیا اور یہاں لا بسایا وہ تو ان کا محافظ، نگہبان اور وکیل ہے۔ آپ ﷺ نے پڑوسی کے ساتھ رعایت کا حکم دیا ہے کوئی اچھی چیز یا عموماً جو چیز روزانہ نہیں پکتی وہ پکے تو اسے دینے کی تعلیم ہے مثلاً اسی ماحول میں پائے پکے، رساولی چاول، کھیر وغیرہ پکے یا اسی طرح موسمی چیز پکے تو اس موقع پر خیال رکھے اس حسن تعلقات کی وجہ سے بہت سی نامناسب باتیں درگزر اور برداشت کرلی جاتی ہیں اور ثواب الگ ملتا ہے اور کھانے میں برکت ہوتی ہے۔

صدقہ جاریہ اور اس کی اہمیت

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَامَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّامِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّامِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْعِلْمٍ يُّنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَّدْعُوْلَهٗ.

(مسلم ص ۴۱، مشکوٰۃ ص ۳۲، ادب مفرد ص ۲۵)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ آدمی جب مرجاتا ہے تو اس کے اعمال کا ثواب ختم ہوجاتا ہے مگر تین چیزیں ایسی ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا ہے ایک صدقہ جاریہ، دوسرے وہ علم جس سے لوگوں کو نفع پہنچتا رہے، تیسرے صالح اولاد جو اس کے مرنے کے بعد دعا کرتی ہے''۔

فائدہ: آدمی مرجاتا ہے تو اس کا عمل چونکہ ختم ہوجاتا ہے اس لئے ثواب کا سلسلہ بھی ختم ہوجاتا ہے مگر صدقہ جاریہ کا ثواب انسان کو مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے صدقہ جاریہ ایسا صدقہ ہے جس کا نفع باقی رہنے والا ہے مثلاً مسجد مدرسہ بنوادیا یا کسی دینی کام کے لئے جائیداد، مکان وقف کردیا۔

اگر خدائے پاک وسعت دے تو ایسا صدقہ ضرور کرے بعض عورتوں کے پاس کافی مال ہوتا ہے بڑی جائیداد ہوتی ہے مرنے کے بعد آل اولاد، رشتہ دار اگر دیندار نہ ہوں تو گناہوں کا ذریعہ بنالیتے ہیں۔

اگر جائیداد ہو تو مدرسہ، مسجد میں وقف کردیں۔ مال ہو تو مدرسہ، مسجد وغیرہ میں کوئی تعمیر کرادیں یہ بڑے نفع کی بات ہوگی کہ اس سے ثواب کا سلسلہ جاری رہے گا۔

عموماً آدمی کو ایسی ہی نیکی کرنی چاہیے جس سے ثواب کا سلسلہ نسل درنسل چلتا رہے تاکہ مرنے کے بعد اس کے عمل کا سلسلہ بند ہوجائے تو اس صدقہ جاریہ کا ثواب اس سے چلتا رہے دنیاوی تجارت میں یہ چاہتا ہے کہ ایسا کام ہو جس سے نفع کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے اسی طرح ثواب میں بھی ایسا سلسلہ تلاش کرے جس سے ثواب کا سلسلہ چلتا رہے تاکہ مرنے کے بعد جب عمل صالح کرنے کا دروازہ بند ہوجائے تو اس کے ثواب کا دروازہ صدقہ جاریہ سے جاری رہے۔

کسی کو آگ یا ماچس وغیرہ دینے کا ثواب

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا ...... فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَعْطٰى نَارًا فَكَاَنَّمَا تَصَدَّقَ بِجَمِيْعِ مَاانْضَجَتِ النَّارُ.

(مجمع الزوائد ص ۱۳۶)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی کو آگ

دی گویا اس نے آگ پر پکے پورے کھانے کا صدقہ کیا (یعنی اس کا ثواب پایا)''۔

فائدہ: گھریلو زندگی کے اعتبار سے کبھی کبھی آگ، ماچس، برتن وغیرہ کی ضرورت پیش آجاتی ہے وقت پر نہ ملنے سے بڑی پریشانی ہوتی ہے اگرچہ یہ معمولی یا کم قیمت کی ہوتی ہیں مگر بنیادی ضرورتوں میں ہوتی ہیں سو اس کے دینے کا بڑا ثواب ہے۔

بعض عورتیں بڑی بخیل طبع ہوتی ہیں معمولی چیز شدید ضرورت کی وجہ سے مانگنے جاؤ جیسے آگ، ماچس کی تیلی، نمک وغیرہ تو انکار کر دیتی ہیں اور بعض تو طعن آمیز جملہ کہہ دیتی ہیں۔ بڑی بُری اور ثواب عظیم سے محرومی کی بات ہے۔ اسی طرح مہمان آجانے پر کوئی تکیہ، بستر اور چارپائی مانگ لے یا چاقو، کلہاڑی، کدال وغیرہ حسب ضرورت مانگ لینے پر انکار کرنا ممنوع ہے۔ قرآن پاک میں خدائے پاک نے ایسے اخلاق سے منع فرمایا ہے قرآن پاک کی آیت **ویمنعون الماعون** ''وہ معمولی معمولی چیزوں کے دینے سے انکار کر دیتے ہیں'' کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا وہ کیا چیزیں ہیں جس کا انکار درست نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی، آگ اور نمک۔ (احکام القرآن ص ۲۱۳)

بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کا آپس میں لینا دینا رائج ہے جیسے کلہاڑی، برتن، ڈول اور جو اس کے مثل ہیں لہٰذا ان چیزوں کا دینا اور انکار شرعاً اور اخلاقاً دونوں طرح سے بُرا ہے۔ (فتح القدیر جلد ص ۶۳۳)

شوہر کے مال سے صدقہ خیرات کا ثواب

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَصَدَّقَتِ الْمَرْءَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا كَانَ لَهَا اَجْرُهَا وَلِزَوْجِهَا مِثْلُ ذٰلِكَ لَا يَنْقُصُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِنْ اَجْرِ صَاحِبِهٖ شَيْئًا لَّهٗ بِمَا كَسَبَ وَلَهَا بِمَا اَنْفَقَتْ. (ترغیب جلد ۲ ص ۳۳، بخاری ص ۱۹۳)

''نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت اپنے شوہر کے گھر (کا مال) صدقہ کرے تو اس کو بھی ثواب ملتا ہے اور اس کے شوہر کو بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے دونوں میں سے کسی کے

ثواب میں کمی نہیں ہوتی، شوہر کو کمانے کا اور عورت کو خرچ کرنے کا ثواب ملتا ہے"۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ گھر میں کھانا وغیرہ جو بنتا ہے وہ شوہر ہی کے مال سے بنتا ہے اب یہ کھانا وغیرہ عورت شوہر کی عام اجازت سے کھلا دے کوئی فقیر سائل آجائے اسے دے دے اسی طرح سالن روٹی وغیرہ بچ جائے اور پڑوسی کو دے دے تو اس میں جہاں مرد کو ثواب ملتا ہے کہ اس کی رقم سے تیار ہوا ہے وہاں عورت کو بھی ثواب ملتا ہے۔ اسی طرح کوئی گھریلو سامان جس کی اب خاص ضرورت نہیں اور دینے سے شوہر کو ناراضگی بھی نہ ہو عورت دے دے اور صدقہ کر دے تو اس کو بھی ثواب ملے گا۔

اسی حدیث پاک میں اس کی تاکید ہے کہ عورت ان اشیاء کو جو شوہر کی رقم سے بنی ہوں اور اس کے ہاں صدقہ خیرات کرنے کا عام ماحول ہو اور شوہر کی ناراضگی بھی نہ ہو تو اس کو چاہیے کہ صدقہ خیرات کر دے، اس میں ہر ایک کو ثواب ملے گا یہ نہ سوچے کہ جس کا ہے صرف اسی کو ثواب ملے گا۔

احسان اور انعام کرنے والے کا شکریہ

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اُعْطِیَ عَطَاءً فَوَجَدَ فَلْیَجْزِ بِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَلْیُثْنِ فَاِنَّ مَنْ اَثْنٰی فَقَدْ شَکَرَ وَمَنْ کَتَمَ فَقَدْ کَفَرَ۔ (ترغیب جلد۲ ص۴۴)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جسے کچھ دیا گیا، اسے گنجائش ہو تو وہ بھی اسے بدلہ دے اگر نہ پائے تو اس کی تعریف ہی کر دے جس نے تعریف کی گویا اس نے شکر ادا کر دیا اور جس نے چھپایا (تعریف تک نہ کی) اس نے گویا ناشکری کی"۔

فائدہ: اگر کوئی شخص کسی کو کچھ دے خواہ اولاد ہو یا بھائی بہن رشتہ دار ہو تو چاہیے کہ دینے والے کو بھی یہ کچھ نہ کچھ پیش کرے، اگر نہ پیش کر سکے تو اس کی تعریف کرے، اسے اچھے کلمات سے یاد کرے مثلاً انہوں نے ہماری بڑی خیر خواہی کی، انہوں نے کرم فرمائی کی انہوں نے ہمیں دیا وغیرہ۔

عموماً عورتیں دینے والے کی تعریف نہیں کرتیں یا اسے اچھے کلمات سے نہیں یاد کرتیں چھپا دیتی ہیں الٹا کہتی ہیں کہ کیا دیا ہم کو، کسی نے کچھ نہیں دیا۔ یہ ناشکری کی بات ہے خدا رسول کو پسند نہیں جو بھی دے اس کا احسان ماننا چاہیے اور اس کا زبان سے بھی شکریہ ادا کرنا چاہیے۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی کو کچھ دیا اور اس نے جزاک اللہ خیراً کہہ دیا تو گویا اس نے اس کی خوب تعریف کردی۔ ایک روایت میں ہے کہ جس نے احسان کا ذکر کیا اس نے شکر کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ جو بندہ کا شکر گزار نہیں ہوتا وہ خدا کا شکر گزار بھی نہیں ہوتا۔ (ترغیب جلد ص ۷۷، ص ۷۸)

اکثر و بیشتر عورتوں کے ماحول میں دیکھا گیا ہے کہ اگر کسی سے کوئی بھلائی پہنچے یا کوئی چیز ملے تو لے کر رکھ لیتی ہیں اس کی تعریف اور اس کا ذکر خیر نہیں کرتیں۔ اولاً اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور بھلائی کرنے والے کو جزاک اللہ خیراً یعنی خدا تم کو جزائے خیر دے کہنا چاہیے کہ یہ اس کے حق میں دعائے خیر ہے۔

عورت گھر میں سے کچھ خرچ کرے تو اس کو بھی ثواب

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْءَ ةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا اَجْرُهَا بِمَا اَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا اَجْرُهٗ بِمَا كَسَبَ وَ لِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لَايَنْقُصُ بَعْضُهُمْ اَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا. (بخاری ص ۱۲)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت جب بلا اسراف و نقصان پہنچائے شوہر کے گھر کے کھانے پینے کی چیزوں کو صدقہ خیرات کرے تو اس کو خرچ کرنے کا ثواب ملے گا اور شوہر کو بھی ثواب ملے گا کہ اس نے کمایا ہے اور جمع کرنے والے خادم کو بھی ثواب ملے گا اور ایک دوسرے کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی"۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ ...... قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَااَنْفَقَتْ مِنْ کَسْبِهٖ مِنْ غَیْرِ اَمْرِهٖ فَاِنَّ نِصْفَ اَجْرِهٖ لَهٗ.
(مسلم ص۳۳۰، کنز جلد ۱۶ ص ۴۰۶)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا شوہر کے حکم دیئے بغیر جو عورت اس کی کمائی سے خرچ کرے تو اس پر اسے بھی آدھا ثواب ملے گا''۔

فائدہ: اس حدیث پاک میں عورت کے شوہر کے مال سے خرچ کرنے کے ثواب کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ کسی کو کھانا کھلایا جاتا ہے یا کسی کی دعوت کی جاتی ہے تو مال اگرچہ شوہر کا ہوتا ہے مگر چونکہ عورت کھانا بناتی ہے عورت کی محنت ہوتی ہے تو اسے بھی پورا ثواب ملتا ہے کس قدر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہر ایک کو نوازا، خادم اور دسترخوان پر لا کر کھلانے والے کو بھی ثواب دیا۔ لہٰذا عورتوں کو چاہیے کہ کوئی مہمان وغیرہ آجائے اور اس کے لئے معمول سے زائد کھانا بنانے کی نوبت آئے تو کلفت محسوس نہ کریں کدورت ظاہر نہ کریں خوشی خوشی بنائیں اور ثواب پائیں اسی طرح جو سالن روٹی وغیرہ بچ جائے کسی پڑوسی کو یا اور کسی کو دے دوگی تو اس کا بھی نصف ثواب ملے گا اس قسم کی اجازت عموماً شوہر کی جانب سے ہوتی ہے لہٰذا ہر بار اجازت کی ضرورت نہیں اپنی صوابدید پر دے سکتی ہیں۔

تم نہیں دو گی تو خدا بھی نہیں دے گا

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنْفَقِیْ اَوْ اِنْفَحِیْ اَوْ اِنْضَحِیْ لَاتُحْصِیْ فَیُحْصِیَ اللّٰهُ عَلَیْکِ وَلَا تُوْعِیْ فَیُوْعِیَ اللّٰهُ عَلَیْکِ. (بخاری جلد ۱ ص ۱۹۲، مسلم، ترغیب جلد ۲ ص ۵۱)

''حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے نبی پاک ﷺ نے فرمایا خرچ کرتی رہو اور گن گن کر مت رکھو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تجھے گن کر دیں گے''۔

فائدہ: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ۔ تقریباً ایک سو سال عمر پائی۔ بڑی عابدہ زاہدہ اور خرچ کرنے والی تھیں۔ ان کو آپ ﷺ نے

صدقہ وخیرات کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا خوب خرچ کرتی رہا کرو۔ گن گن کر مال جمع کرنے کے پھیر میں مت رہنا۔ بسا اوقات جمع کیا ہوا مال اپنی ذات پر تو خرچ نہیں ہو پاتا اور دوسروں کے پلے پڑ جاتا ہے۔ اور وہ اسے بے دریغ اسراف سے خرچ کرتے ہیں اور اسے ثواب پہنچانے کی صورت اختیار نہیں کرتے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ برزخ میں افسوس وحسرت کرتا رہتا ہے۔ کاش میں اللہ کے راستہ میں خرچ کرتا تو آج اس کا بدلہ پاتا اور اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خیرات کرتے وقت گن گن کرمت دو کہ کہیں زیادہ نہ ہو جائے۔ بلکہ خوب دو اور اس کے شمار کو مت دیکھو۔ دل کھول کر دو اور اس کا حساب مت رکھو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ خدائے تعالیٰ بھی تم کو بے حساب دے گا۔ اگر بخل اور کمی کے ساتھ دوگی تو خدائے تعالیٰ بھی کمی کے ساتھ دے گا۔ دیکھ لو تمہارا کس میں فائدہ ہے۔

احسان جتلانے سے صدقہ خیرات کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَاتُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى.

”اے ایمان والو! اپنے صدقہ وخیرات کا ثواب احسان جتلا کر یا تکلیف دہ بات کہہ کر ضائع اور برباد نہ کرو“۔

فائدہ: کسی کو کچھ دیا یا اس کے ساتھ کوئی بھلائی اور نیکی کی، پھر کسی موقع پر احسان جتلایا مثلاً اس طرح کہا ہم نے تمہارے ساتھ یہ یہ کیا، اتنا اتنا دیا، ہم نہیں دیتے تو تم کو ہاتھ پسارنا پڑتا، ہم نے دیا تو کام چلا، نہ دیتے تو پھرتے رہتے اس میں احسان جتلانا اور باتوں کے ذریعہ سے اسے تکلیف بھی پہنچانا ہے۔ اس طرح کرنے اور کہنے سے صدقہ وخیرات کا ثواب جو خدائے تعالیٰ کے یہاں سے ملتا وہ برباد ہو جاتا ہے۔

ابن منذر نے حضرت ضحاک سے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے، جس نے کسی کو کچھ دیا، پھر اس کا احسان جتلایا یا جسے دیا تھا اسے تکلیف دی (یعنی طعن کیا، کوئی چبھتا جملہ کہہ دیا) تو اس کا سارا ثواب بیکار اور رائیگاں جائے گا۔ (الدر المنثور ج ۲ ص ۴۴)

عورتوں میں عموماً یہ عادت ہوتی ہے اوّل تو وہ کسی پر احسان اور صدقہ خیرات نہیں کرتیں۔ اللہ کے واسطے کسی کو دیتی نہیں۔ اگر کبھی کسی کو کچھ دیتی ہیں تو مخالفت پر لڑائی جھگڑے کے موقع پر یا

ان کی جانب سے کوئی فائدہ نہ پہنچنے کی صورت میں طعنہ دے دیتی ہیں، احسان جتلا دیتی ہیں، اور سمجھتی ہیں کہ میں نے ٹھیک کیا، کہہ دیا۔ حالانکہ اپنی ساری نیکی جو اس سے ملی تھی ضائع اور برباد کردی۔ پیاری ماؤ اور بہنو! کسی پر بھلائی کرو تو اللہ کے لئے کرو بدلہ کے لئے نہ کرو۔ احسان کر کے بھول جاؤ کبھی احسان مت جتلاؤ۔ بدلہ کی امید ہرگز مت رکھو کہ نہ ملنے پر احسان جتلانے کی نوبت آئے۔ آج دنیا میں احسان مت جتلاؤ تاکہ کل قیامت میں ثواب پاؤ۔

عورتیں جہنم میں زیادہ ہوں گی

عِمْرَانُ بْنِ حُصَيْنٍ...... اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَقَلَّ سَاكِنِي الْجَنَّةِ النِّسَآءُ. (بخاری جلد۲ ص ۹۸۳، مسلم جلد۲ ص ۳۵۲)

"حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جنت میں رہنے والی عورتیں کم ہوں گی (یعنی مردوں کے مقابلہ میں عورتیں جہنم میں زائد جائیں گی)"۔

اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ مُحَمَّدٌ" صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَآءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءَ. (بخاری جلد۲ ص ۹۸۳، مسلم جلد۲ ص ۳۵۲)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے جنت کو دیکھا تو اس میں بیشتر فقراء کو پایا اور جہنم کو دیکھا تو اس میں زائد عورتوں کو پایا"۔

فائدہ: بکثرت احادیث پاک میں یہ وارد ہے کہ آپ ﷺ نے جہنم کو جب متعدد مواقع پر دیکھا تو جہنم میں عورتوں کو زائد پایا۔ مردوں کے مقابلہ میں عورتیں جہنم میں زائد نظر آئیں۔ ایسا کیوں؟ حدیث پاک میں آپ ﷺ سے خود اس کی وجہ منقول ہے کہ جہنم میں زائد ہونے کی وجہ ان کی زبان کی بے احتیاطی ہے۔ لعن طعن کرنا، کوسنا، زہر آلود گفتگو کرنا، برا بھلا جس طرح چاہے کہہ دینا، طعنہ دینے میں کوسنے میں کسی کا کوئی لحاظ نہ کرنا اور شوہر کی ناشکری کرنا، ماضی میں خواہ شوہر کی جانب سے کھانے، کپڑے اور دیگر خواہش کے امور میں کتنی ہی رعایت کی گئی ہو مگر کبھی کوئی اختلاف ہو جائے، لڑائی کی نوبت آجائے تو کہہ دیتی ہیں کیا دیا۔ کبھی چین وسکھ کی زندگی کو نہیں

پایا۔ پیاری ماؤ اور بہنو! ہرگز منہ سے ایسا جملہ نہ نکالو۔ یہ شیطانی جملہ غضب خداوندی کا باعث اور جہنم میں ڈالنے والا ہے۔

عورتوں کے زیادہ جہنم میں جانے کی وجہ

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ...... رَاَیْتُ اَکْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءَ قَالُوْا لِمَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ بِکُفْرِهِنَّ قِیْلَ یَکْفُرْنَ بِاللّٰہِ قَالَ یَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ وَ یَکْفُرْنَ الْاِحْسَانَ لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰی اِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَاَتْ مِنْکَ شَیْئًا قَالَتْ مَارَاَیْتُ مِنْکَ خَیْرًا قَطُّ. (بخاری جلد۲ص ۷۸۴)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے جہنم میں زیادہ عورتوں کو دیکھا ہے لوگوں نے کہا یہ کس وجہ سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ناشکری کی وجہ سے۔ پوچھا کیا خدا کی ناشکری کی وجہ سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا شوہر کی ناشکری کی وجہ سے، ان کے احسان کی ناشکری کرتی ہیں کہ تم پوری زندگی احسان کرتے رہو، پھر تم سے کوئی (ناراضگی والی) ایک بات ہو جائے تو کہہ دیں گی میں نے تم سے کبھی بھلائی نہیں دیکھی؟۔

فائدہ: متعدد احادیث پاک میں آپ ﷺ سے یہ منقول ہے کہ آپ ﷺ نے جہنم کو دیکھا تو اس میں اکثر امراء اور زیادہ تر عورتوں کو پایا۔ ان کا سبب آپ ﷺ نے خود بیان فرمایا کہ اکثر عورتیں شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور شوہر کے احسان کو ذرا سی بات پر بھول جاتی ہیں۔ یعنی ناشکری اور احسان فراموشی کا مادہ ان میں زیادہ ہوتا ہے۔

اے پیاری ماؤ اور بہنو! ان دونوں چیزوں سے توبہ کرلو۔ اللہ پاک نے جیسا شوہر مقدر میں کیا ہے۔ اگر اس سے تکلیف اور پریشانی ہو تو صبر اور شکر کی زندگی گزار لو۔ ساری خواہشات دنیا میں پوری نہیں ہوتیں اور شوہر کی جانب سے جو مل جائے اس کی قدر کرو۔ کبھی بھولے سے بھی نہ کہو کہ ہم کو کیا ملا۔ ہم کو آرام نہیں پہنچا۔ بلکہ یہ کہو اللہ کا شکر ہے جو کچھ ملا، جو کچھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے دیا سب ٹھیک ہے۔ اے اللہ! تیرا شکر ہے۔ شوہر سے کہو جو آپ نے دیا بہتر دیا، اچھا دیا،

ہمیں اعتراف ہے، قدر ہے، تاکہ کل جہنم میں جانے کا باعث نہ ہو۔

عورتیں جہنم میں جانے سے کیسے بچیں گی؟

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْعِيْدِ فَبَدَءَ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ ثُمَّ قَامَ مُتَوَكِّأً عَلٰى بِلَالٍ فَاَمَرَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَحَثَّ عَلٰى طَاعَتِهٖ وَوَعَظَ النَّاسَ وَ ذَكَّرَهُمْ ثُمَّ مَضٰى حَتّٰى اَتَى النِّسَآءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ فَقَالَ تَصَدَّقْنَ فَاِنَّ اَكْثَرَ كُنَّ حَطَبُ جَهَنَّمَ فَقَامَتْ اِمْرَاةٌ مِّنْ سِطَةِ النِّسَآءِ سَفْعَآءُ الْخَدَّيْنِ فَقَالَتْ لِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ اِنَّكُنَّ تُكْثِرْنَ الشَّكَاةَ وَ تَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ. فَجَعَلْنَ يَتَصَدَّقْنَ مِنْ حُلِيِّهِنَّ يُلْقِيْنَ فِيْ ثَوْبِ بِلَالٍ مِّنْ اَقْرُطِهِنَّ وَخَوَاتِيْمِهِنَّ. (مسلم جلد۱ص۲۹۰)

''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول پاک ﷺ کے ساتھ عید کے دن تھا۔ آپ ﷺ نے بلا اذان و اقامت کے خطبہ سے قبل نماز پڑھی۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ٹیک لگائے ہوئے (وعظ میں) خدا سے تقویٰ کا حکم دیا اور اس کی اطاعت کی جانب رغبت دلائی۔ لوگوں کو نصیحت کی۔ پھر عورتوں کی جانب تشریف لے گئے ان کو وعظ و نصیحت فرماتے ہوئے فرمایا تم صدقہ خیرات کرو۔ اس لئے کہ تم جہنم میں زائد جلنے والی ہو۔ عورتوں کے بیچ سے ایک ضعیف کمزور عورت اٹھی جس کے گال پچکے ہوئے تھے۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول! یہ کس وجہ سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس وجہ سے کہ تم عورتیں شکایت بہت کرتی ہو اور شوہر کی ناشکری بہت کرتی ہو پس عورتیں اپنے اپنے زیوروں کو صدقہ کرنے لگیں اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں کان کے بندے اور انگوٹھیاں ڈالنے لگیں''۔

فائدہ: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ عورت کی ناشکری کی تلافی یا وہ امور جن کی وجہ سے جہنم کا استحقاق ہو جاتا ہے۔ صدقہ و خیرات سے اس کی تلافی ہو سکتی ہے۔ یقیناً صدقہ و خیرات ان عظیم

ترین نیکیوں اور اعمال صالحہ میں سے ہیں جن کی وجہ سے جہنم سے چھٹکارا اور نجات مل سکتی ہے۔ ہر ایک عمل کی خاصیت ہوتی ہے یعنی اس عمل کا بعض چیزوں پر خاص اثر پڑتا ہے۔ چنانچہ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ کی کثرت سے رنج کا دور ہونا، استغفار سے روزی میں برکت حسن سلوک سے عمر میں برکت۔ سورہ ملک سوتے وقت پڑھنے سے عذاب قبر سے نجات، چاشت سے روزی میں برکت، درود پاک کی کثرت سے قیامت میں آپ ﷺ کا قرب۔

اسی طرح صدقہ خیرات سے غضب خداوندی کا ٹھنڈا ہونا، اور جہنم سے نجات ملنا اور آنے والی بلاؤں کا دور ہونا وابستہ ہے۔ اسی لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ نے اہتمام سے فرمایا ایک کھجور کی گٹھلی ہی سہی خیرات کر کے جہنم کی آگ سے بچو۔ آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ دو رکعت نماز پڑھ کر آگ سے بچو۔ یقیناً نماز اہم ترین عبادات میں سے ہے، اس کا ثواب بہت ہے۔ مگر صدقہ خیرات کو بلاؤں، مصائب اور جہنم سے نجات میں ایک خاص اثر ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے: صدقہ خیرات ستر بلاؤں اور مصائب کو دور کرتا ہے، اس میں کم درجہ جذام اور برص ہے۔ (جامع صغیر ص ۲۶۷)

ایک حدیث میں ہے صدقہ گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتا ہے جیسے پانی آگ کو۔ (ترغیب ج ۲ ص ۱۱)

ایک حدیث میں ہے صدقہ جہنم سے نجات ہے۔ (ترغیب ص ۱۷)

ایک حدیث میں ہے صدقہ جہنم سے چھٹکارا ہے۔ (ترغیب ج ۲ ص ۲۰)

اسی وجہ سے آپ ﷺ نے عورتوں کو جہنم سے خلاصی کے لئے صدقہ خیرات کرنے کی ترغیب دی ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے زمانہ کی عورتوں نے اسے سمجھا اس لئے انہوں نے اپنے زیورات تک راہ خدا میں خرچ کر دیئے۔

ہمارے ماحول میں عورتوں کا مزاج بالکل صدقہ خیرات کا نہیں ہے۔ شیطان کہاں چاہتا ہے کہ عورتیں جہنم سے چھٹکارا پائیں اس لئے ان کو صدقہ و خیرات کرنے نہیں دیتا ہے۔ صدقہ کی کوئی مقدار متعین نہیں جو بھی ہو سکے جتنا بھی ہو سکے برابر کرتی رہے۔ اپنا کپڑا، جوڑا وغیرہ اچھی حالت میں ہو کسی کو دے دیا۔ اپنے پاس نہ ہو تو شوہر سے مانگ کر کسی کو دے دیا۔ آج جو کچھ ہو سکے صدقہ کر لو۔ کل جہنم سے بچ جاؤ گی اور جنت کے مزے لوٹو گی۔

پڑوسی کو پریشان کرنے کی وجہ سے جہنم

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے پوچھا فلاں عورت نماز، خیرات اور روزہ بکثرت رکھتی ہے مگر اپنی زبان سے پڑوسی کو تکلیف دیتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ جہنم میں ہوگی''۔ (مشکوٰۃ ص۴۲۴، ترغیب ۳۵۶)

فائدہ: پڑوسیوں کے حقوق اور اس کی رعایت کے متعلق قرآن پاک اور احادیث پاک میں بڑی اہمیت اور تاکید منقول ہے اور انہیں تکلیف دینے اور ستانے پر سخت وعید منقول ہے۔ ایک حدیث میں ہے قیامت کے دن سب سے پہلے دو پڑوسیوں کا مقدمہ پیش کیا جائے گا۔ (ترغیب ص ۳۵۴)

ایک حدیث میں ہے جس نے پڑوسی سے لڑائی کی اس نے مجھ سے لڑائی کی۔ (ترغیب ص ۳۵۴)

ایک حدیث میں ہے جس کے ضرر سے پڑوسی نہ بچ سکے وہ جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔ (ترغیب ص ۳۵۲)

ایک حدیث میں ہے پڑوسی کے ساتھ برائی قیامت کی علامت ہے۔ (ابن ابی الدنیا ص ۲۳۲)

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پڑوسیوں کا حق صرف یہی ہیں کہ ان کو تکلیف نہ دی جائے بلکہ ان کا حق یہ ہے کہ ان کی تکلیف کو برداشت کیا جائے۔ ایک حدیث میں حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد وارد ہوا ہے کہ جانتے ہو پڑوسی کا کیا حق ہے؟ (پھر خود فرمایا وہ یہ ہے کہ) اگر تجھ سے مدد چاہے تو اس کی مدد کر، قرض مانگے تو اسے قرض دے، اگر محتاج ہو تو اس کی اعانت کر، بیمار ہو تو عیادت کر۔ اگر وہ مرجائے تو اس کے جنازہ کے ساتھ جا۔ اگر اس کو خوشی حاصل ہو تو مبارکباد دے اگر مصیبت پہنچے تو تعزیت کر۔ بغیر اس کی اجازت کے اس کے مکان کے پاس اپنا مکان اونچا نہ کر جس سے اس کی ہوا نہ رک جائے۔ اگر کوئی پھل خریدے تو اس کو بھی ہدیہ دے۔ اگر نہ ہو سکے پھل پوشیدہ گھر میں لا کہ وہ نہ دیکھے اور اس کو تیری اولاد لے کر باہر نہ نکلے تا کہ پڑوسی کے بچے اسے دیکھ کر رنجیدہ نہ ہوں۔ اپنے گھر کے دھوئیں سے اس کو تکلیف نہ پہنچا۔ (فضائل صدقات ص ۱۰۶)

ننانوے عورتوں میں سے ایک عورت جنت میں جائے گی

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْهُمَا...... مِنْ تِسْعٍ وَّ تِسْعِیْنَ امْرَءَ ةً وَّاحِدَةً" فِی الْجَنَّةِ وَ بَقِیَّتُهُنَّ فِی النَّارِ. (ابوالشیخ، کنزالعمال ص ۱۶۵)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ ننانوے عورتوں میں سے ایک عورت جنت میں جائے گی اور باقی جہنم میں''۔

فائدہ: اللہ اللہ، خدا کی پناہ! کس قدر عورتیں جہنم میں جائیں گی۔ بڑی عبرت کی بات ہے۔ اس کی معقول وجہ یہ ہے کہ سیدھی سادھی کمزور عقل اور شریعت کے امور میں مضبوط نہ ہونے کی وجہ سے عورتیں شیطان کے جال اور اس کے مکروفریب میں، جس سے وہ جہنم کا شکار کرتا ہے زیادہ پھنس جاتی ہیں۔ نفس کے حظ اور مزے میں گرفتار ہوکر گناہ میں مبتلا رہتی ہیں۔ عموماً ان سے نیکیوں کے مقابلہ میں گناہ کی باتیں زیادہ صادر ہوتی ہیں۔ عورتوں کے ماحول میں جو گناہ رائج ہیں۔ ان میں سے کچھ ذکر کرتے ہیں۔ تاکہ خوش نصیب عورتیں ان اعمال وامور سے جو جہنم لے جانے والے ہیں بچ سکیں۔

(۱) مزاروں پر جانا اور وہاں دھاگا چھلے باندھنا۔

(۲) مزاروں پر جانا اور ان سے مرادوں کو مانگنا۔ یہ دونوں صرف گناہ نہیں بلکہ شرک بھی ہیں۔

(۳) عرس اور مزاراتِ مقدسہ پر جانا مثلاً اجمیر جانا، حاجی علی کے مزار پر جانا وغیرہ۔ حدیث پاک میں ایسی عورتوں پر لعنت کی گئی ہے۔

(۴) فال کھلوانا، تعویذ گنڈے والوں کے پاس جاکر فال کھلواتی ہیں کہ گھر میں برکت نہیں۔ شوہر ناراض رہتے ہیں۔ دکان نہیں چلتی۔ طبیعت خراب رہتی ہے، وغیرہ جو سراسر ناجائز اور حرام ہے۔

(۵) پریشانی اور نقصان میں جنات وآسیب کا اثر جاننا اور اس کے دفاع کے لئے واہی تباہی، تعویذ گنڈے والوں کے پاس جانا اور ان سے خلافِ شرع نقش وغیرہ حاصل کرنا۔

(۶) بلاوجہ جادو، سحر، کرتب، ٹونکا کا واہی تباہی عقیدہ رکھنا۔ خدانخواستہ واقعی آسیب وسحر کا اثر ہوتو کسی صالح نیک آدمی سے جو اس فن سے واقف ہو، اس سے تحقیق کروائے پھر قرآن وحدیث میں جو دعائیں ہیں، ان سے شفاء حاصل کرے۔ یا کسی صالح آدمی سے مشروع تعویذ لے۔ واہی

اور غلط تعویذات اور عملیات میں پڑ کر ایمان وعقیدہ فاسد نہ کرے اور ایمان نہ کھوئے عموماً عورتیں تعویذ گنڈے میں پڑ کر ایمان وعقیدہ فاسد نہ کرے اور ایمان نہ کھوئے عموماً عورتیں تعویذ گنڈے میں پڑ کر ایمان وعقیدہ فاسد کر بیٹھتی ہیں۔

(۷) عورتیں عموماً قریبی رشتہ داروں سے کسی مخالفت اور باہم تنازع کی بنیاد پر کینہ بہت رکھتی ہیں۔ سلسلہ کلام و گفتگو اور ملاقات اور ملنا جلنا سب چھوڑ دیتی ہیں۔ حالانکہ نفسانی وجہ سے کسی مومن سے تین دن سے زائد سلام وکلام کو ترک کر دینا ناجائز ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی آدمی کے لئے یہ حلال نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زائد ترک تعلق رکھے کہ اگر ملاقات ہو جائے تو یہ اس سے اعراض کرے اور وہ اس سے اعراض کرے اور ان میں بہتر وہ ہے جو سلام کرے۔ (بخاری ج ۲ ص ۸۹۷)

(۸) لعن طعن کوسنا وغیرہ بہت کرتی ہیں۔ ذرا سی معمولی بات پر بھی لعن طعن لڑائی جھگڑا شروع کر دیتی ہیں حتیٰ کہ اپنی اولاد تک کو کوستی رہتی ہیں۔ جو ناجائز ہے۔ منع کرنے پر باز بھی نہیں آتیں اور کہتی ہیں دل جلتا ہے تو کہنا پڑتا ہے۔ اس گناہ کی وجہ سے جہنم میں جلنا پڑے تو کیا جواب ہوگا۔

(۹) اکثر عورتیں تارک صلوٰۃ ہیں۔ کبھی بچوں کا بہانہ، کبھی اور بہانے تراشتی رہتی ہیں۔ کچھ عورتیں پڑھتی ہیں تو وقت کا لحاظ نہیں کرتیں۔ کام دھام میں لگی رہتی ہیں۔ جب فارغ ہوتی ہیں تب پڑھتی ہیں۔ بڑی بری بات ہے تمام کام سے پہلے نماز پڑھنی چاہیے۔ اوّل وقت میں نماز پڑھنے کی فضیلت ہے۔ اذان ہوتے ہی نماز کی عادت ڈال لیں دیر کرنے سے بسا اوقات مکروہ اور قضا کا وقت ہو جاتا ہے۔

(۱۰) عموماً عورتوں کو دیکھا گیا ہے فجر کی نماز پڑھتی ہی نہیں یا پڑھتی ہیں تو قضا پڑھتی ہیں۔ رات کو دیر سے سوتی ہیں اور صبح دیر گئے جاگتی ہیں یہاں تک کہ سورج نکل جاتا ہے تب اٹھتی ہیں، کس قدر افسوس کی بات ہے۔ حدیث پاک میں ہے اس وقت اُٹھنے والے کے کان میں شیطان پیشاب کر دیتا ہے۔ کچھ عورتیں تو ایسی ہیں دیر سے اُٹھتی ہیں اور نماز ایسے وقت میں پڑھتی ہیں کہ سورج کے نکلنے کا وقت ہوتا ہے۔ اکثر عورتیں صبح کے وقت میں نماز کے وقت ہونے اور نہ ہونے کا خیال نہیں کرتیں۔ بس پڑھ لیتی ہیں خواہ نماز فاسد ہو یا صحیح اس سے مطلب نہیں۔

(۱۱) عموماً عورتیں زیورات کی وجہ سے صاحب نصاب ہوتی ہیں۔ چونکہ نصاب اس دور میں چار ہزار پر پورا ہوجاتا ہے اور زیورات اس مقدار میں یا اس سے زائد ضرور ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود زیوروں کی زکوٰۃ نہیں نکالتیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ اکثر ان کے ہاتھ میں نقد روپیہ نہیں ہوتا۔ یہ عذر شرعاً معتبر نہیں۔ اس اہم فریضہ کی ادائیگی کے لئے یا تو شوہر سے مانگ لیں یا ان سے کہہ دیں کہ وہ اتنی رقم زیورات کی زکوٰۃ کی مد میں نکال دیں۔ جس طرح اور چیز حسب ضرورت مانگ کر پوری کرلیتی ہیں اسی طرح یہ شرعی ضرورت بھی تقاضہ اور مطالبہ کرکے پورا کرلیا کریں۔ اگر شوہر نہ دھیان دے تو اس فرض کو ادا کرنے کے لئے اور گناہ سے بچنے کے لئے کچھ زیوروں کو فروخت کرکے زکوٰۃ ادا کردیں یا زیورات کی مقدار نصاب سے کم کرلیں، یا بیٹی وغیرہ کو دے دیں، یا فروخت کرکے اپنی ضرورت میں خرچ کرلیں۔

(۱۲) مال یا زیور کی وجہ سے عورتیں صاحب نصاب ہونے کے باوجود قربانی نہیں کرتی ہیں۔ حالانکہ صاحب نصاب (جس کی مقدار اس زمانہ میں چار ہزار کے قریب ہے) ہونے سے قربانی کا ایک حصہ فرض ہوجاتا ہے۔ اس کوتاہی کی وجہ بھی یہی ہے کہ ان کے ہاتھ میں نقد روپیہ نہیں ہوتا۔ اس سے نہ زکوٰۃ اور نہ قربانی ساقط ہوتی ہے یا تو شوہر سے مطالبہ کرکے اپنے نام کی قربانی کرائے یا پھر زیور کی کچھ مقدار فروخت کرکے قربانی کرے اسی طرح ہمیشہ کرنا ہوگا۔ یہاں تک کہ نصاب سے کم ہوجائے۔

مسئلہ: اگر زکوٰۃ، صدقہ فطر اور قربانی کی صورت نہیں بن پاتی ہے۔ ادھر کسی مصلحت اور آئندہ وقتی ضرورت کی وجہ سے زیور کا رکھنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے تو پھر یہ حیلہ کرے کہ تمام چاندی کو سونا بنائے اور سونے پر زکوٰۃ اس وقت تک واجب نہیں ہوتی جب تک کہ ساڑھے سات تولہ نہ ہوجائے۔ اسی طرح یہ فرائض ان کے ذمہ واجب نہ ہوں گے اور گناہ سے بچ جائیں گے۔ مزید اس قسم کے مسائل کسی اچھے عالم سے پوچھ لیا کرے۔ یا مسائل کی کتاب میں دیکھ لیا کرے۔

(۱۳) حیض ماہواری اور استحاضہ جو حیض کے علاوہ خون ہوتا ہے۔ اس کے متعلق مسائل نہ جاننے کی وجہ سے بڑی کوتاہی ہوتی ہے۔ حیض کے علاوہ استحاضہ (بیماری کی وجہ سے) کا جو خون نکلتا ہے۔ اس میں اکثر عورتیں نماز نہیں پڑھتی ہیں۔ استحاضہ میں بھی ماہواری کے خون کی طرح

نماز چھوڑ دیتی ہیں۔ اس طرح کتنی فرض نمازوں کی تارک ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ حیض ماہواری کے علاوہ اگر کسی وجہ سے خون نکلے تو اس سے نماز ساقط نہیں ہوتی پڑھنی پڑتی ہے۔ اس کے مسائل بھی باریک ہیں بہشتی زیور میں دیکھ کر عمل کریں یا کسی عالم سے معلوم کر لیا کریں۔ اس میں شرمائیں نہیں۔ یہ شرم جہنم میں جانے کا باعث ہے۔

(۱۴) عورتیں غسل جنابت میں اکثر تاخیر کر دیتی ہیں۔ یہاں تک کہ نماز قضا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اگر رات میں کسی وجہ سے ناپاک ہو گئیں غسل کی ضرورت پڑ گئی تو علی الصباح غسل کر کے صبح کی نماز نہیں پڑھتی ہیں بلکہ دن چڑھے غسل کرتی ہیں اور کسی بھی نماز کا قضاء کر دینا وقت پر نہ پڑھنا گناہ کبیرہ ہے۔ غسل کی ضرورت پر علی الصباح غسل کر کے صبح کی نماز کو وقت پر پڑھ لے۔ غسل کا انتظام رکھنا واجب ہے۔ اس وقت ٹھنڈے پانی سے نقصان ہوتا ہو تو گرم پانی کا انتظام رکھنا واجب ہے تا کہ نماز وقت پر ادا کر سکے۔

(۱۵) عموماً جب چند عورتیں جمع ہوتی ہیں تو ایک دوسرے کی غیبت، چغلی، شکایت، بیجا نامناسب باتیں کرتی ہیں۔ جو گناہ کی بات ہے۔ کسی کے متعلق ایسی بات جو اس کے سامنے نہ کہہ سکے پیٹھ پیچھے ذکر کرنا غیبت ہے۔ عموماً غیبت کا احساس نہیں ہوتا۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ قرآن پاک میں اِسے اپنے مُردار بھائی کا گوشت کھانا قرار دیا ہے۔ ماں کے ساتھ زنا کرنے سے بھی بدتر گناہ ہے۔ عورتوں کو چاہیے کہ اپنی مجلس میں غیبت چغلی شکایت کی باتیں نہ کریں اور نہ ہونے دیں۔ کوئی دوسری عورت کرے تو اُٹھ جائے۔ ان امور سے بہت زیادہ احتیاط کرے کہ یہ جہنم کے اعمال ہیں۔

(۱۶) لڑنے اور جھگڑے کا مادہ عورتوں میں بہت زیادہ ہوتا ہے ذرا سی معمولی بات کا بتنگڑ بنا کر لڑنے لگ جاتی ہیں۔ لڑنا جھگڑا اچھی بات نہیں ہے چاہیے کہ برداشت کرے۔

(۱۷) شوہر جس کی ماتحتی اور نگرانی میں زندگی وابستہ ہے۔ جس کا اکرام اس کے ذمہ واجب ہے۔ اس سے بھی منہ پھلا لیتی ہیں اور سوال جواب ہی نہیں جھگڑنے لگ جاتی ہیں۔ حالانکہ شوہر اگر نامناسب بات کہہ دے تب بھی جھگڑنا نہیں چاہیے سن کر برداشت کرے۔ ہاں سنجیدگی اور ادب و اکرام سے یہ کہہ دے کہ آپ کا یہ کہنا مناسب نہیں۔ آپ کی بات بظاہر صحیح نہیں۔ ویسے آپ کی بات

تسلیم ہے مگر میری رائے یہ ہے۔اس طرح بات نہیں بڑھے گی ایک دوسرے کے دل میں عناد پیدا نہیں ہوگا۔شوہر کے دل میں بھی اکرام اور لحاظ ہوگا اور باہمی تعلقات کی خوشگواری بھی باقی رہے گی۔

(۱۸) اکثر عورتوں کو دیکھا گیا ہے کہ شروع عمر اور جوانی میں نماز نہیں پڑھا کرتی ہیں۔عمر کا ایک حصہ گزارنے کے بعد نماز پڑھتی ہیں۔ایسا ماحول جہالت کی وجہ سے ہوتا ہے۔نماز تو بالغ ہونے سے پہلے شروع کر دینا لازم ہے اور بالغ ہونے کے بعد سے تو فوراً نماز کا پڑھنا فرض ہو جاتا ہے اگر پہلے سے عادت نہیں رہے گی تو بلوغ کے بعد بھی پڑھنے کی عادت نہ رہے گی۔

(۱۹) وہ عورتیں جو نماز کی پابند ہوتی ہیں۔وہ سفر کے موقع پر نمازوں کو چھوڑ دیتی ہیں یا قضا کر دیتی ہیں۔سفر میں نماز کا وقت آجاتا ہے تو پڑھتی ہی نہیں۔خیال رہے نماز کا قضا کرنا درست نہیں۔پردہ کا لحاظ کر کے وضو کر لیں۔گاڑیوں پر لیٹرین میں وضو بخوبی کیا جاسکتا ہے۔بلا کسی شدید عذر کے قضا کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

(۲۰) عورتوں میں بخل بہت ہوتا ہے۔کپڑے، روپیہ وغیرہ رکھے رہتے ہیں۔مگر کسی ضرورت مند، فقیر، مسکین، سائل کو اپنی چیز نہیں دیتی ہیں۔حسب موقع وسعت کی رعایت کرتے ہوئے صدقہ خیرات کرتے رہنا چاہیے۔ایسا نہ کرنا بخل ہے جو جہنم کے اعمال اور اسباب میں سے ہے۔

(۲۱) اگر غلطی اور کسی کی حق تلفی ہو جائے تو اسے معاف نہیں کراتیں شرم کرتی ہیں۔کسی انسان کو تم سے تکلیف پہنچی، اس کی حق تلفی ہوئی، تو فوراً زبان سے معافی مانگ لو۔تاکہ کل قیامت میں نہ پھنسو۔

(۲۲) کوئی گناہ یا اللہ کی نافرمانی ہونے پر نہ ندامت کا احساس ہوتا ہے اور نہ استغفار اور صلوٰۃ توبہ پڑھ کر خدا سے معافی مانگتی ہیں۔یاد رکھو کوئی گناہ ہو جائے خدا کی نافرمانی ہو جائے فوراً توبہ کرو۔نماز توبہ پڑھ کر معاف کرا لو۔تاکہ کل قیامت میں اس کی سزا سے بچاؤ ہو سکے کہ کبیرہ گناہوں پر توبہ نہ ہونے کی شکل میں جہنم کی سزا کا استحقاق ہو جاتا ہے۔

ماں کے حق کو ضائع کر کے بیوی کی اطاعت قیامت کی علامت

عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَعَلَتْ أُمَّتِي خَمْسَ عَشَرَةَ خَصْلَةً حَلَّ بِهَا الْبَلَاءُ قِيلَ وَمَاهِيَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِذَا كَانَ الْمَغْنَمُ دُوَلًا، وَالْاَمَانَةُ مَغْنَمًا، وَالزَّكٰوةُ مَغْرَمًا، وَ اَطَاعَ الرَّجُلُ زَوْجَتَه، وَعَقَّ اُمَّه، وَ بَرَّ صَدِيْقَه وَجَفَا اَبَاهُ وَارْتَفَعَتِ الْاَصْوَاتُ فِي الْمَسَاجِدِ، وَكَانَ زَعِيْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَهُمْ وَاُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ، وَ شُرِبَتِ الْخُمُوْرُ، وَلُبِسَ الْحَرِيْرُ وَاتُّخِذَتِ الْقِيَانُ وَالْمَعَازِفُ، وَالْعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا فَلْيَرْتَقِبُوا عِنْدَ ذٰلِكَ رِيْحًا حَمْرَاءَ اَوْخَسْفًا اَوْمَسْخًا". (ترمذی جلد۲ ص۴۴)

''حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا جب میری امت سے یہ پندرہ چیزیں ہونے لگ جائیں تو ان پر حوادث ومصائب کا سلسلہ شروع ہوجائے گا۔ پوچھا گیا وہ کیا چیزیں ہیں اے اللہ کے رسول تو آپ ﷺ نے فرمایا جب غنیمت کے مال کو اپنا مال سمجھا جائے، اور امانت کے مال کو مال غنیمت سمجھا جانے لگے اور زکوٰۃ کو بوجھ اور تاوان سمجھا جانے لگے، اور آدمی اپنی بیوی کی فرمانبرداری کرنے لگ جائے اور ماں سے توڑ کرے، اور دوستوں کے ساتھ بھلائی کرنے لگ جائے اور باپ کے ساتھ رعایت وخدمت کا معاملہ ترک کرے، اور مسجدوں میں آوازیں بلند ہونے لگیں، اور قوم کا بڑا رذیل شخص ہوجائے، اور آدمی کا اکرام اس کے شر سے بچنے کے لئے کیا جانے لگے، شراب عام ہوجائے اور ریشم استعمال ہونے لگے، اور گانے والیاں عام ہوجائیں اور بعد کے لوگ اگلوں کو برا کہنے لگ جائیں تو ایسے وقت میں سرخ آندھی کا زمین کے دھسنے کا، چہروں کے مسخ ہونے کا انتظار کرو۔

فائدہ: دیکھیے آج کے دور میں لوگ ماں باپ کے مقابلے میں حتیٰ کہ خدا رسول کے مقابلے میں کس طرح بیوی کی غلامی کرتے ہیں تاکہ ان کا حظ نفس پورا ہو خواہ والدین کی حق تلفی اور ظلم کیوں نہ ہو یہ بات غلط ہے، بیوی کے حقوق ادا کئے جائیں نہ کہ غلامی کی جائے اور والدین کے رتبے کا بھی احترام لازم ہے۔

عورتوں کے لئے بھی وعظ کا سلسلہ ہونا چاہیے

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النِّسَاءَ قُلْنَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِجْعَلْ لَنَا یَوْمًا فَوَعَظَهُنَّ فَقَالَ اَیُّمَا امْرَءَةٍ مَاتَ لَهَا ثَلٰثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ کُنَّ لَهَا حِجَابًا مِّنَ النَّارِ فَقَالَتْ امْرَءَةٌ" وَاثْنَانِ قَالَ وَاثْنَانِ"

(بخاری جلد ۱ ص ۱۶۷، مسلم جلد ۲ ص ۳۳۰)

"حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عورتوں کی جماعت نے نبی پاک ﷺ سے درخواست کی کہ کوئی دن ہم لوگوں کے وعظ کے لئے مقرر فرمایئے چنانچہ آپ ﷺ نے تقریر فرمائی اور فرمایا جس کی تین بچوں کا انتقال ہو جائے تو وہ جہنم سے روک بن جائیں گے۔ کسی نے کہا اگر دو ہوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا دو پر بھی (ثواب ملے گا)"۔

فائدہ: عموماً عورتوں میں دینی معلومات کم ہوتی ہیں اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ مردوں کو باہر آمد و رفت، جمعہ و جماعت، عیدین اور جلسہ جلوس، اجتماعات وغیرہ میں شریک ہونے کا موقع ملتا ہے جس سے دین کی باتیں بالقصد اور بلا قصد کے علم میں آتی رہتی ہیں۔

عورتیں بیچاری گھر، خانہ داری اور بچوں میں لگی رہتی ہیں کہاں سے دینی باتیں کان میں پڑیں گی۔ گھروں میں عموماً عورتوں کا ماحول دینی نہیں ہوتا۔ دینی کتاب کے خریدنے اور پڑھنے کا دھیان، نہ موقع اور نہ فرصت اس وجہ سے عورتوں میں دینی معلومات کم ہیں۔ اس معلومات کی کمی کی وجہ سے دینی مزاج نہیں ورنہ دینی باتیں سنیں تو مردوں کے مقابل ان میں جذبہ عمل زیادہ رہتا ہے۔

اس لئے اہل وعظ و صلاح کو چاہیے کہ عورتوں میں بھی اصلاحی بیان کا سلسلہ رکھیں عہد نبوت کی عورتوں نے تو ضرورت سمجھ کر درخواست کی اب کہاں طلب اور نہ دنیا سے فرصت لہٰذا اہل علم کو چاہیے کہ ان میں وعظ و نصیحت کا سلسلہ جاری رکھیں۔

عورتوں کے لئے بھی بیعت سنت ہے

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

يُبَايِعُ النِّسَاءَ بِالْكَلَامِ بِهٰذِهِ الْآيَةِ لَاتُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا قَالَتْ وَمَامَسَّتْ يَدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَامْرَءَةٍ اِلَّا امْرَءَةً يَّمْلِكُهَا"۔

(بخاری ج ۲ ص ۱۰۷۱)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ عورتوں کو یہ کلمات قرآنیہ کہلوا کر بیعت فرماتے تھے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی اور آپ ﷺ نے کسی عورت کا ہاتھ نہیں چھوا ہاں مگر بیوی یا باندی کا"۔

فائدہ: معلوم ہوا جس طرح مرد حضرات بیعت ہوتے ہیں اسی طرح عورتوں کو بھی کسی شریعت کے پابند اللہ والی بزرگ ہستی سے بیعت ہونا چاہیے۔

ہمارے دیار میں مردوں کی بیعت وغیرہ کا تو کچھ سلسلہ ہے کہ وہ مشائخ اہل اللہ سے تعلق رکھتے ہیں آمدورفت کرتے ہیں، بیعت ہوجاتے ہیں جس کی برکت سے دین سے تعلق رہتا ہے۔مگر عورتوں کا اکابرین سے بیعت ہونے کا سلسلہ کم ہے عورتوں کو چاہیے کہ شوہر کی اجازت سے بیعت ہوجائیں اس کے بڑے فوائد و برکات ہیں، دین پر، آخرت کی باتوں پر، عمل کرنا آسان ہوجاتا ہے، تلاوت واذکار کا شوق اور اس میں رغبت ہوتی ہے۔معصیت اور گناہوں سے بچنے کا جذبہ اور داعیہ پیدا ہوجاتا ہے خیال رہے کہ یہ جو سمجھا جاتا ہے کہ صرف بوڑھی عورتوں کو بیعت ہونا چاہیے یہ جہالت ہے اچھے اعمال کی رغبت اور شوق بوڑھوں سے زائد جوانوں میں ہونا چاہیے جو جوانی عبادت اور شوقِ آخرت میں گزرے اس کی بڑی فضیلت ہے۔ان جوانوں کو جن کی جوانی عبادت، ذکر و تلاوت میں زیادہ گزرے گی وہ عرش کے سایہ کے مستحق ہوں گے۔

عورتوں کا جہاد حج ہے

"عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ اِسْتَاذَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ جِهَادُكُنَّ الْحَجُّ"۔

"اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے آپ ﷺ سے جہاد میں جانے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا تم عورتوں کا جہاد حج ہے"۔

"عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ سَاَلَهٗ نِسَاءُهٗ عَنِ الْجِهَادِ فَقَالَ نِعْمَ الْجِهَادُ الْحَجُّ".

(بخاری جلد ۱ ص ۲۰۳، مشکوٰۃ)

"اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ سے عورتوں نے جہاد کے متعلق معلوم کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا بہترین جہاد (تمہارے لئے) حج ہے"۔

فائدہ: چونکہ جہاد جیسے امور میں پردہ وغیرہ جو عورتوں پر فرض ہے عمل نہیں ہوسکتا اور مردوں کے خلط کے بغیر یہ فریضہ ادا نہیں ہوسکتا ہے مزید عورتوں میں قوت وشجاعت اور ہمت بھی نہیں اسی وجہ سے شریعت نے جہاد ان سے اُٹھا دیا اب چونکہ جہاد کے ثواب سے محروم ہوگئیں اس لئے شریعت نے اس کا بدل حج قرار دیا ہے۔ (ماخوذ از فتح الباری)

مزید اس جانب بھی اشارہ ہے کہ عورتوں کو گھر لازم ہے سفر اور باہر پھرنا ممنوع ہے ہاں صرف سفر حج ایک مشروع سفر ہے اسی وجہ سے دوسری حدیث میں ہے کہ حج کے بعد گھر کے قرار کو لازم پکڑ لے۔ چنانچہ آپ ﷺ کی پیاری بیویوں نے اسی پر عمل کیا۔

حج بیت اللہ کی سعادت کے بعد خصوصیت سے گھر لازم پکڑے

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوِدَاعِ هِيَ هٰذِهِ الْحَجَّةُ ثُمَّ الْجُلُوْسُ عَلٰى ظُهُوْرِ الْحُصُرِ فِي الْبُيُوْتِ". (مجمع ص ۲۱۷، طبرانی، ابویعلی، حسن الاسوہ ص ۵۱۸)

"حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ازواج مطہرات سے حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا بس تمہارے لئے یہی حج ہے اس کے بعد گھروں کی چٹائیوں پر بیٹھنے کو لازم پکڑ لینا (یعنی گھر سے باہر مت نکلنا)"۔

فائدہ: خیال رہے کہ عورتوں کے لئے یہ امر باعث فضیلت ہے کہ وہ گھر میں پردہ کے ساتھ خدا کی عبادت، شوہر کی خدمت، گھریلو امور اور تربیت اولاد کے فرائض انجام دیں گھر سے باہر نکلنا، خواہ کسی غرض سے ہو مثلاً آفس میں کام کرنا، ملازمت کرنا وغیرہ اس کے مقصد آفرینش کے خلاف

ہے اگر سفر ہے تو صرف حج کا اس سعادت کے بعد گھر کی چٹائی کو لازم پکڑ لیں یعنی بلاضرورت شدیدہ کے جس کی شرع نے اجازت دی ہے گھر سے باہر قدم نہ نکالیں۔

لیکن افسوس آج مغربی تہذیب سے اور غیروں کی دیکھادیکھی شرع کا یہ حکم پامال ہورہا ہے عورتیں مردوں کی طرح بازاروں میں نکل پڑی ہیں اور اپنی عفت کا پردہ چاک کر دیا ہے خدا کے واسطے مغربی ملعون تہذیب سے بچو ملازمت اور آفسوں کی آمدنی کو قربان کر کے تھوڑی کمائی پر صبر کر لو کل جنت کے مزے لوٹو آج مالی فراوانی اور عیش کی خاطر مردوں کی طرح بے پردگی اختیار کرو گی تو دوزخ کی سزا بھگتو گی سوچ لو! سمجھ لو! آج وقت ہے۔

عورت کے لئے اعتکاف سنت ہے

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ اَنْ يَعْتَكِفَ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ فَاسْتَاذَنَتْهُ عَائِشَةُ فَاَذِنَ لَهَا". (بخاری ۲۷۴)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے رمضان مبارک کے آخیر عشرہ کے اعتکاف کا ذکر فرمایا اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی اعتکاف کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے اجازت دے دی"۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِعْتَكَفَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِمْرَءَ ةٌ مِنْ اَزْوَاجِهٖ مُسْتَحَاضَةٌ". (بخاری جلد ا ص ۲۷۳)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ استحاضہ کی حالت میں آپ ﷺ کی ایک بیوی نے اعتکاف کیا"۔

فائدہ: جس طرح مردوں پر اعتکاف ہے اسی طرح عورتوں کو بھی اعتکاف مسنون ہے آپ ﷺ نے ہمیشہ ہر رمضان میں اعتکاف فرمایا ہے آپ ﷺ کے ساتھ ازواج مطہرات نے بھی اعتکاف کیا ہے عورتیں اعتکاف گھر میں کریں گی اگر پہلے سے کوئی جگہ نماز و تلاوت کے لئے متعین ہو تو اسی مقام پر اعتکاف کرے اگر ایسا نہ ہو تو کوئی جگہ کنارے میں متعین کر لیں وہاں بستر

تسبیح کلام پاک مصلّٰی وغیرہ رکھ لیں اور پاخانہ پیشاب کے علاوہ اور کسی ضرورت سے نہ نکلیں عورتوں کو تو اعتکاف آسان ہے کہ وہیں بیٹھیں گھر کا ضروری کام بھی کر سکتی ہیں اور بتا بھی سکتی ہیں مزید تفصیل کے لئے عاجز کا رسالہ آداب اعتکاف دیکھیں اس میں تفصیل ہے۔

عورتوں کو بھی مسواک مسنون ہے

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ فَيُعْطِيْنِی السِّوَاكَ لِاَغْسِلَهٗ فَاَبْدَءُ بِهٖ فَاَسْتَاكُ ثُمَّ اَغْسِلُهٗ وَاَدْفَعُهٗ اِلَيْهِ". (مشکوٰۃ ص ۴۵، ابوداؤد)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ مسواک فرماتے اور پھر مجھے مسواک دھونے کے لئے دے دیتے تو پہلے میں مسواک کر لیتی اور پھر آپ کو دے دیتی''۔

فائدہ: مسواک کی فضیلت اور سنت جس طرح مردوں کو ہے اسی طرح عورتوں کو بھی ہے مسواک سے نماز کا ثواب ستر گناہ بڑھ جاتا ہے۔

افسوس کہ عورتیں نادانی اور ماحول میں رائج نہ ہونے کی وجہ سے اس فضیلت سے محروم رہتی ہیں رمضان میں تو کچھ کر بھی لیتی ہیں اور باقی دنوں میں غائب اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ عورتیں بھی مسواک کریں۔

عورتوں کو چاہیے کہ اس سنت کو رائج کریں اور اپنی نمازوں کا ثواب بڑھائیں عورتوں کے لئے پیلو کا مسواک بہتر ہے کہ وہ نرم اور اس کے ریشے ملائم ہوتے ہیں اور جلدی سوکھتے نہیں ایک مسواک کئی ہفتے تک استعمال کی جا سکتی ہے مسواک کے فضائل اور فوائد کے لئے عاجز کی کتاب ''شمائل کبریٰ'' جلد ششم ملاحظہ کیجئے۔

جنت میں لے جانے والے بعض اعمال کا بیان

عموماً عورتوں میں عبادت، تلاوت، ذکر و دعا کا مزاج بہت کم ملتا ہے اولاً ان کو گھریلو

مشاغل اور مصروفیت کی وجہ سے موقع کم ملتا ہے اور بچوں کی پرورش اور دیکھ بھال سے ہی فرصت نہیں ملتی مگر پھر بھی ان کو وقت نکال کر آخرت کے یہ اعمال کرتے رہنا چاہیے جس طرح گھریلو کام وقت نکال کر، موقع پا کر کرلیا جاتا ہے اسی طرح نوافل، تلاوت، ذکر و وظائف وغیرہ کا بھی وقت اور موقع نکال کر ادا کرتے رہنا چاہیے۔ ذرا موقع لگا، فرصت ملی، تلاوت میں لگ گئیں ذرا کچھ فرصت نظر آئی ذکر و تسبیح میں لگ گئیں کام سے فرصت ملی نماز کا وقت دیکھا نوافل میں لگ گئیں اشراق اور اوابین کا وقت تو بآسانی ملتا ہے۔

مگر آخرت کے اعمال سے غفلت اور عبادت کا مزاج نہ ہونے کی وجہ سے عورتیں عموماً نوافل و تلاوت تو دور کی بات فرائض تک چھوڑ دیتی ہیں بڑے افسوس اور گھاٹے کی بات ہے عبادت و ذکر و تلاوت کا مزاج جنتی ہونے کی علامت ہے نوافل اور ذکر وغیرہ کے بعض فضائل ذکر کیے جاتے ہیں تاکہ ان کے فضائل سے ان کو ان اعمال کی جانب رغبت پیدا ہو تاکہ فرصت اور وقت نکال کر موقع بموقع ان اعمال و اذکار کی عادت بنائیں کہ ان سے جنت کے درجات بلند ہوتے ہیں۔ وَاللہ الموفق (خدا ہی توفیق دینے والا ہے)

نماز اشراق

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو فجر کی نماز جماعت سے پڑھنے کے بعد بیٹھا ذکر خدا (یا تلاوت وغیرہ) کرتا رہا یہاں تک کہ سورج نکل آیا پھر دو رکعت نماز پڑھی تو اسے ایک حج اور عمرہ کا ثواب ملے گا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پورے حج اور عمرے کا ثواب ملے گا۔ (ترمذی، ترغیب ص ۱۶۴)

حضرت سہل بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح کی نماز سے فارغ ہو کر اسی جگہ بیٹھا (ذکر تلاوت استغفار وغیرہ کچھ بھی کرتا) رہے پھر اشراق کی دو رکعتیں پڑھے اور اس درمیان زبان سے (کوئی دنیاوی) بات نہ نکالے تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں خواہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ (مسند احمد، ترغیب ص ۱۶۵)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ فجر کی نماز پڑھنے کے بعد وہاں سے بہتر یہ ہے کہ ہٹے نہیں (اور اگر ہٹ

جائے کوئی کام کرے تب بھی کوئی حرج نہیں) سورج نکلنے تک بیٹھی ذکر وتلاوت وغیرہ کرتی رہے پھر ذرا سورج بلند ہو جائے تو دو رکعت اشراق کی پڑھ لے تو مقبول حج وعمرے کا ثواب پائے گی۔ غریبوں کا یہ حج ہے وقت نکال کر پڑھ لیا کرو ورنہ روزانہ نہ ہو سکے تو ہفتہ میں ایک دو مرتبہ پڑھ لیا کرو یہ وقت بہت مقبولیت کا ہے اگر گھریلو کام کی وجہ سے نماز کے بعد بیٹھنے کا موقع نہ ملے تو کام سے فارغ ہو کر پڑھ لیا کرو تاکہ یہ ثواب کل قیامت کے دن کام آئے اور چار رکعت پڑھنے کی فضیلت یہ ہے کہ دن بھر کے کاموں کا خدائے پاک کفیل ہو جاتا ہے جیسا وقت موقع اور گنجائش دیکھو پڑھ لو عادت بنا لو گی تو آسانی ہو گی۔

نفل اوّابین

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعات نفل پڑھے اور ان کے درمیان کوئی دنیاوی بات نہ کرے تو اسے بارہ سال کی عبادت کا ثواب ملے گا۔ (ترمذی ص ۵۸، ترغیب ص ۴۰۴)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مغرب کے بعد چھ رکعات پڑھے گا اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے خواہ سمندر کے جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔
(ترغیب جلد ۱ ص ۴۰۴، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۲۲۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مغرب کے بعد بیس رکعات پڑھے گا اس کے لئے خدائے پاک جنت میں گھر بنائے گا۔ (ابن ماجہ، ترغیب ص ۴۴)

فائدہ: مغرب کے بعد چھ رکعات نفل پڑھی جاتی ہیں ان کو اوابین کہتے ہیں۔ مغرب کی دو رکعت سنت کے بعد چھ رکعتیں ہیں اگر موقع زیادہ نہ ہو تو دو رکعت سنت کے بعد چار رکعت پڑھنے پر بھی ثواب مل جاتا ہے خدا کے برگزیدہ بندوں اور بندیوں نے نمازوں کا بڑا اہتمام کیا ہے۔

صلوٰۃ التسبیح

یہ وہ نماز ہے جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو نوازتے ہوئے فرمایا کیا

تمہیں عطیہ کروں، ایک بخشش کروں، ایک چیز بتاؤں، تمہیں دس چیزوں کا مالک بناؤں، جب تم اس کام کو کرو گے تو حق تعالیٰ شانہ تمہارے سب گناہ پہلے اور پچھلے نئے اور پرانے غلطی سے کئے ہوئے یا جان بوجھ کر کئے ہوئے چھوٹے اور بڑے چھپ کر کئے ہوئے یا کھلم کھلا کئے ہوئے سب ہی معاف فرما دیں گے۔ ایک دوسری حدیث میں فرمایا اگر تم ساری دنیا کے لوگوں سے زیادہ گنہگار ہوگے تو بھی تمہارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ صلوٰۃ التسبیح بڑی اہم نماز ہے جس کا اندازہ حدیث بالا سے ہوسکتا ہے۔ علماء امت، محدثین، فقہا وصوفیا ہر زمانہ میں اس کا اہتمام فرماتے رہے۔ مرقات میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہر جمعہ کو پڑھا کرتے تھے۔ احادیث بالا میں اس نماز کے دو طریقے بتائے گئے ہیں۔

اوّل طریقہ

یہ ہے کہ کھڑے ہو کر الحمد شریف اور سورہ کے بعد پندرہ مرتبہ یہ چاروں کلمے سُبْحَانَ اللّٰہِ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ ۔وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ. وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے پھر رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کے بعد دس مرتبہ پڑھے۔ پھر رکوع سے کھڑے ہو کر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کے بعد دس مرتبہ پڑھے پھر دونوں سجدوں میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کے بعد دس دس مرتبہ پڑھے اور دونوں سجدوں کے درمیان جب بیٹھے دس مرتبہ پڑھے، پھر جب دوسرے سجدے سے اٹھے تو اللہ اکبر کہتا ہوا اٹھے اور بجائے کھڑے ہونے کے بیٹھ جائے اور دس مرتبہ پڑھ کر بغیر اللہ اکبر کہتے ہوئے سیدھا کھڑا ہو جائے اسی طرح چوتھی رکعت کے بعد پہلے ان کلموں کو دس مرتبہ پڑھے پھر التحیات پڑھے۔

دوسرا طریقہ

یہ ہے کہ (پہلی رکعت میں) سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ کے بعد الحمد سے پہلے پندرہ مرتبہ پڑھے پھر سورہ کے بعد دس مرتبہ پڑھے باقی سب طریقے بدستور (یعنی رکوع میں، اس سے اٹھنے میں، دونوں سجدوں میں اور اس کے بیچ میں بیٹھنے پر، دس دس مرتبہ پڑھے) البتہ اس صورت میں نہ دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھنے کی ضرورت ہے اور نہ (چوتھی رکعت میں) التحیات کے ساتھ یعنی اس

سے پہلے پڑھنے کی۔ (فضائل ذکر ص ۷۵)

اس نماز کو بہتر ہے کہ ہر جمعہ کو کسی وقت یا ماہ میں ایک مرتبہ یا شب برات وشب قدر کے موقع پر یا ماہ مبارک کے آخرعشرے میں پڑھ لیا کرے تاکہ اس کا عظیم ثواب کل قیامت میں پائے۔

نماز تہجد

اس نماز کی بڑی فضیلت اور برکات ہیں احادیث میں اس کے بڑے فضائل مذکور ہیں۔ حضرات انبیاء، اولیاء، صوفیا، اقطاب، اغواث اور علماء ربانین، غدا کے چہیتے لاڈلے پیارے بندوں نے اس پر مداومت کی ہے۔ اسی کی برکت سے ولایت اور تقرب کی دولت سے نوازے گئے بغیر اس نماز کے ولایت کا درجہ نہیں پایا جاسکتا۔ جنت میں داخلہ اور خدا کی معرفت ومحبت میں اس نماز کو بہت دخل ہے۔ ہرامت کے صالحین کی علامت ہے۔ فرصت وموقع ہو تو روز پڑھنے کی عادت ڈالو نہیں تو ہفتہ میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو یا جب بھی رات کو موقع مل جائے نیند ٹوٹ جائے اسے پڑھ لو اس نماز کے بعد دعائیں بہت قبول ہوتی ہیں آسمانی دنیا میں خدائے پاک اترتے ہیں (یعنی خاص توجہ سے) بندوں کی مرادوں کو، دعاؤں کو قبول فرماتے ہیں ہو سکے تو اس وقت کو سو کر غفلت میں، دنیاوی عیش میں نہ گزارو بلکہ خدا کو یاد کرلو، استغفار کرلو، گناہوں کی معافی مانگ لو، نماز نہ پڑھ سکو تو بیٹھ کر خدا کا ذکر کرلو یہ بھی نہ ہو سکے تو بستر پر پڑے پڑے ہی اسے یاد کرلو۔ گناہوں سے توبہ اور عجز وانکساری کا اظہار کرلو آخرت کے ثواب کے علاوہ دنیا میں بھی اس کے بہت سے فوائد وبرکات ہیں۔ رمضان کے دنوں میں تو اسے ہرگز مت چھوڑو سحری پکانے اور کھانے اٹھتی ہو اسی میں وقت نکال کر چند رکعتیں پڑھ لیا کرو شاید کہ یہی رات کی خاموش عبادت کل قیامت میں مغفرت اور نجات کا ذریعہ بن جائے۔

بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے افضل ترین نماز فرض نماز کے بعد تہجد کی نماز ہے۔ حضرت مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک ایسا بالا خانہ ہے جس کا اندر باہر سے اور باہر اندر سے نظر آتا ہے (یعنی شیش محل) اللہ نے یہ ان لوگوں کے لئے تیار کیا ہے جو لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں، سلام رائج کرتے ہیں اور لوگ سو رہے

ہوں تو نماز پڑھتے ہیں۔(ترغیب ص ۴۲۴)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ایک مقام پر حشر ہوگا ایک منادی آواز دے گا وہ لوگ کہاں ہیں جن کے پہلو بستر سے جدا رہتے تھے (یعنی تہجد کی نماز پڑھتے تھے) پس وہ لوگ کھڑے ہو جائیں گے اور یہ لوگ کم مقدار میں ہوں گے تو یہ لوگ بلا حساب کے جنت میں داخل ہو جائیں گے باقی لوگوں کا حساب ہوگا۔(ترغیب جلد ا ص ۲۲۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت کے معزز ترین لوگ وہ ہیں جو راتوں کو نماز پڑھنے والے ہیں۔(ترغیب ص ۱۱)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر تہجد کی نماز لازم ہے کہ تہجد تم سے پہلے نیک لوگوں کا طریقہ رہا ہے اور تمہارے رب کے تقرب کا ذریعہ ہے، گناہوں سے روک ہے، امراض جسمانی سے حفاظت کا باعث ہے۔(ترغیب جلد ا ص ۴۲۸)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جان لو! مؤمن کی شرافت رات کی نماز میں ہے اور اس کی عزت لوگوں سے استغناء میں ہے۔(ترغیب جلد ص ۴۳۱)

فائدہ: اس نماز کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے اور نہ کوئی خاص سورہ ہے جس طرح دو رکعت نفل اور سنت پڑھی جاتی ہے اسی طرح پڑھتے ہیں بیٹھ کر بھی یہ نماز پڑھی جاتی ہے کم از کم دو رکعت ہیں اس کا آخری وقت وہ ہے جو سحری کا وقت ختم ہے صبح صادق تک۔ صبح کی اذان تک نہیں کہ بسا اوقات صبح کی اذان صبح صادق کے کچھ دیر بعد یا دیر سے ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ اذان تک پڑھتے رہتے ہیں یہ جہالت ہے صبح صادق کا وقت جنتریوں میں لکھا ہوتا ہے دیکھ لیا جائے یا کسی عالم سے پوچھ لیا جائے۔

صلوٰۃ الحاجۃ

جب کوئی ضرورت پیش آجائے اور کوئی فکر و پریشانی سامنے آجائے تو بجائے رنجیدہ ہو کر بیٹھنے کے صلوٰۃ الحاجۃ پڑھ کر دعا مانگے۔

حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم میں سے کسی کو کوئی

ضرورت پیش آجائے تو اچھی طرح وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھو۔ (نماز کے بعد سلام پھیر کر) درود پاک پڑھو۔ پھر یہ دعا پڑھو (اور اپنی ضرورت خدا سے مانگو انشاء اللہ تمہارے حق میں نافع ہوگا تو ضرور خدا پورے کرگا)۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ. سُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَسْأَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ. وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَّا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ. وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَآاَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ". (ترغیب ج ۱ ص ۴۸۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرفوعاً روایت ہے کہ صلوٰۃ الحاجۃ بارہ رکعت دو، دو رکعت پڑھے۔ آخری رکعت کے تشہد میں درود پاک اور دعا ماثورہ کے بعد سجدہ میں چلا جائے اور سات مرتبہ سورہ فاتحہ، سات مرتبہ آیۃ الکرسی۔ پھر یہ کلمات دس مرتبہ پڑھے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ پھر یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ وَمُنْتَهَى الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ وَاسْمِكَ الْاَعْظَمِ وَجَدِّكَ الْاَعْلٰى وَكَلِمَاتِكَ التَّآمَّةِ، پھر دل ہی دل میں اپنی حاجت پیش کرے (زبان سے الفاظ نہ نکالے ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی) پھر سر اٹھائے، اور سلام پھیر دے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ بیوقوفوں کو یہ نماز نہ سکھاؤ کہ اس کے ذریعہ سے جو دعا کی جاتی ہے قبول ہوتی ہے"۔ (ترغیب ج ۱ ص ۴۷۸)

مزید اس کی بہت سی صورتیں کتاب ''الدعاء المسنون'' میں دیکھئے۔

تلاوت کلام پاک کے فضائل وفوائد و برکات

حضرت ابوامامۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کی تلاوت کرو یہ قیامت

کے دن اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرے گا۔ (مشکوٰۃ ص ۱۸۴، مسلم)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو قرآن کا ایک حرف پڑھے گا اسے ایک نیکی اور ہر ایک نیکی کا ثواب دس نیکی کے برابر ملے گا۔ (مشکوٰۃ ص ۱۸۶، ترمذی)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تلاوتِ قرآن کا اہتمام کیا کرو۔ یہ دنیا میں نور ہے اور آخرت میں ذخیرہ۔ (ابن حبان، فضائل قرآن ص ۲۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ۔ شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورہ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے۔

(مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸۴)

حضرت عطاء بن رباح رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شروع دن میں سورۂ یٰسین پڑھے گا اس کی دن بھر کی تمام ضرورتیں پوری ہوں گی۔ (دارمی، مشکوٰۃ ص ۱۸۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن میں ایک ایسی سورت ہے جو تیس آیتوں والی ہے وہ (اپنے پڑھنے والے کی) شفاعت کرے گی یہاں تک کہ اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ وہ سورہ تبارک الذی ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۸۷)

فائدہ: قرآن کی تلاوت تمام اذکار و اوراد میں افضل ہے۔ اس کی تلاوت اور اس کا اہتمام و التزام بے شمار دینی و دنیاوی فوائد و برکات کا باعث ہے۔ خدائے پاک کا تقرب حاصل ہوتا ہے۔ مصائب و حوادث دور ہوتے ہیں۔ سہولت اور برکت والی زندگی میسر ہوتی ہے۔ گھر میں پڑھنے سے شیاطین و جنات سحر و امراض سے حفاظت رہتی ہے۔ آج بکثرت گھروں میں حوادث پریشانیوں کی شکایت ہے۔ اس کی ایک وجہ قرآن کی تلاوت کا نہ ہونا ہے۔ افسوس کہ آج ان اعمال سے یقین اٹھ گیا ہے، اور ان کی بجائے تعویذ گنڈے اور محض اسباب عیش کی زیادتی پر اعتبار ہو گیا ہے۔

دعائیں اذکار و وظائف

عورتوں کی ایک خاص دعاء

دعاء عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ نے خاص طور پر جس دعا کی تعلیم فرمائی، وہ اس حدیث میں ہے:

"عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اُصَلِّي وَلَهٗ حَاجَةٌ". فَاَبْطَأْتُ عَلَيْهِ قَالَ يَا عَائِشَةُ. عَلَيْكِ بِجَمِيْلِ الدُّعَاءِ وَجَوَامِعِهٖ فَلَمَّا انْصَرَفْتُ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا جَمِيْلُ الدُّعَاءِ وَجَوَامِعُهٗ قَالَ قُوْلِيْ.

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَآجِلِهٖ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَالَمْ اَعْلَمْ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَآجِلِهٖ مَاعَلِمْتُ مِنْهُ وَمَالَمْ اَعْلَمْ. وَاَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْعَمَلٍ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ وَمَاقَرَّبَ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْعَمَلٍ. وَاَسْئَلُكَ مِمَّا سَالَكَ بِهٖ مُحَمَّدٌ" وَاَعُوْذُبِكَ مِمَّا تَعَوَّذَ مِنْهُ مُحَمَّدٌ." وَمَا قَضَيْتَ لِيْ مِنْ قَضَآءٍ فَاجْعَلْ عَاقِبَتَهٗ رُشْدًا". (حاکم جلد ۱ ص ۵۲۱، ادب مفرد ص ۱۲۴)

فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور میں نماز پڑھ رہی تھی۔ مجھے تاخیر ہوگئی۔ آپ ﷺ نے کہا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! بہترین اور جامع دعا اختیار کر۔ (یعنی نماز کے بعد جو دعا مانگوں تو ایسی جامع اور بہترین دعا مانگنا)۔ میں فارغ ہوئی تو آپ ﷺ سے سوال کیا کہ وہ کون سی بہترین اور جامع دعا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہو

(دعا ترجمہ یہ ہے:)

"اے اللہ! میں دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیوں کا سوال کرتا ہوں جس کا مجھے علم ہو یا

نہ ہو اور دنیا و آخرت کی تمام برائیوں سے پناہ مانگتا ہوں خواہ اس کا علم ہو یا نہ ہو اور آپ سے سوال کرتا ہوں جنت کا اور اس قول و عمل کا جو جنت سے قریب کر دے اور جہنم سے پناہ مانگتا ہوں اور اس قول و عمل سے جو جہنم کے قریب کر دے اور ان تمام چیزوں کا سوال کرتا ہوں جن کا سوال محمد ﷺ نے آپ سے کیا اور ان تمام امور سے پناہ مانگتا ہوں جس سے محمد ﷺ نے پناہ مانگی ہے اور جو فیصلہ میرے لئے آپ فرمائیں اس میں اچھائی کا پہلو رکھیں''۔

پریشانی کے موقع پر عورتوں کو ایک دعا کی تلقین

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ جَآئَتْ فَاطِمَةُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْئَلُه' خَادِمًا فَقَالَ لَهَا قُوْلِیْ. اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَیْءٍ مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْآنِ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰی. اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَیْءٍ اَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَکَ شَیْءٌ" وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَکَ شَیْءٌ" وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَکَ شَیْءٌ" وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَکَ شَيْءٌ اِقْضِ عَنِّیَ الدَّيْنَ وَاَغْنِنِیْ مِنَ الْفَقْرِ".

(ترمذی جلد ۲ ص ۱۷۶)

فائدہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خادم نہ ہونے کی وجہ سے پریشانی تھی۔ تعب اور مشقت کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ اس لئے ایک خادم کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے یہ دعا تعلیم فرمائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس دعا کی خاصیت ہے کہ اس سے عورتوں کی گھریلو مشقت دور ہوتی ہے تعب اور پریشان کن امور میں سہولت و آسانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ہر عورت کے لئے مناسب ہے کہ دعاء حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ورد صبح و شام کی دعاؤں کے ساتھ کر لیا کرے، تاکہ پریشانی دور ہو کر سہولت اور آسانی پیدا ہو۔

ترجمہ: ''اے ساتوں آسمانوں کے رب! عرش عظیم کے رب! ہمارے رب! اور ہر چیز کے رب! تورات، انجیل و قرآن کے نازل کرنے والے! گٹھلی اور دانے کو پھاڑ

کراُ گانے والے! آپ سے پناہ مانگتا ہوں ہر چیز کی برائی سے جس کی پیشانی آپ کے اختیار میں ہے، آپ ہی اول ہیں آپ سے قبل کچھ نہیں۔ آپ ہی آخری ہیں آپ کے بعد کچھ نہیں۔ آپ ہی ظاہر ہیں آپ کے اُوپر کچھ نہیں۔ آپ ہی باطن ہیں آپ کے علاوہ کچھ نہیں۔ ہمارے قرضہ کو دور فرما دیجئے اور فقر کو غنا سے بدل دیجئے''۔

(مزید دعاؤں کے لئے ''الدعاء المسنون'' دیکھئے۔ ہر قسم اور وقت اور موقع کی دعائیں مفید معلومات کے ساتھ ذکر ہیں)۔

کلمہ طیبہ

بہترین ذکر

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا بہترین ذکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔ (ترغیب ص ۴۱۵)

فائدہ: تمام ذکروں میں اس کو فضیلت حاصل ہے۔

ایمان تازہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے ایمان کو تازہ کرتے رہا کرو صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ ہم لوگ ایمان کو کس طرح تازہ کریں گے آپ ﷺ نے فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خوب کثرت سے پڑھا کرو۔ (ترغیب ص ۴۱۵)

فائدہ: گناہ اور دنیاوی آلائشوں کی وجہ سے ایمان پر گویا کہ ایک قسم کا غبار دل پر بیٹھ جاتا ہے اور اس پر میل آجاتا ہے اسے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی کثرت سے نیا اور صاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لئے اللہ کے بزرگ بندے اولیاء اللہ ہر وقت اس کا ورد رکھتے ہیں تا کہ ایمان تر و تازہ رہے۔

موت سے پہلے اس کی کثرت کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی کثرت کیا کرو اس سے پہلے کہ تمہارے اور اس کے درمیان کوئی رکاوٹ آجائے یعنی موت۔ (ترغیب ص ۴۱۶)

نہ موت کے وقت دہشت نہ قبر میں وحشت

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ والوں پر نہ موت کے وقت کوئی دہشت اور نہ قبر میں کوئی خوف و وحشت ہوگی بلکہ اس ذکر کی وجہ سے امن اور سکون میں ہوں گے۔ (ترغیب ص ۴۱۷)

گناہ مٹ جاتے ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بندہ بھی صبح وشام کسی وقت لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے تو اس کے نامہ اعمال سے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ (ترغیب ص ۳۱۶)

عرش عظیم کی حرکت، بندہ کی مغفرت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے عرش کے سامنے ایک نور کا ستون ہے جب بندہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ کہتا ہے تو وہ ستون حرکت کرنے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے حرکت نہ کرنے کا حکم دیتے ہیں وہ کہتا ہے کیسے حرکت نہ کروں آپ نے اس کلمہ کے کہنے والے کی ابھی تک مغفرت نہیں فرمائی چنانچہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں میں نے مغفرت کردی تب وہ ساکن ہو جاتا ہے۔ (بزار، ترغیب ص ۴۱۶)

احادیث پاک میں اس ذکر کی بڑی فضیلت اور اہمیت وتاکید ہے اس لئے صبح وشام (۱۰۰) سو مرتبہ ورد کا معمول بنایا جائے بہتر یہ ہے کہ صبح وشام کسی نماز کے بعد اس کا معمول بنایا جائے۔

سبحان اللہ وبحمدہ

ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ (ایک سو مرتبہ) پڑھے گا اس کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی۔ (طبرانی، ترغیب ص ۴۲۱)

گناہ معاف گو سمندر کے جھاگ کے برابر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سو مرتبہ پڑھے گا اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔

(ترغیب جلد ۳ ص ۴۲۲)

تیسرے کلمے کی فضیلت

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ پاک کو یہ چار کلمے بہت ہی زیادہ محبوب ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُلِلّٰہِ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

جنت کے پودے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جنت کے پودے سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُلِلّٰہِ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ہیں۔ (ترغیب جلد۳ص۴۲۴)

جنت چٹیل میدان ہے اس کے باغ ان کلموں سے بنتے ہیں ایک کلمہ کہنے سے ایک درخت لگتا ہے۔

گناہ جھڑ جاتے ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُلِلّٰہِ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ سے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح درخت سے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ (ترمذی، ترغیب ص۴۲۳)

چوتھے کلمے کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَعَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر" ہر دن سومرتبہ پڑھے اس کے لئے دس غلاموں کی آزادی کا ثواب اور سونیکیاں لکھی جائیں گی اور سو گناہ معاف ہوں گے اور پورے دن شیطان سے حفاظت رہے گی اور اس دن اس سے بہتر کوئی عمل کرنے والا نہ ہوگا ہاں مگر جو یہی عمل زائد کئے ہو۔ (ترغیب جلدص ۴۴۹، بخاری ص ۹۴۷)

فائدہ: دیکھئے تھوڑا سا عمل اور کتنا ثواب۔ آخرت کے علاوہ دنیاوی فائدہ بھی۔

سَیِّدُ الْاِسْتِغْفَار

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سید الاستغفار ہے جو اسے یقین کرتے ہوئے شام کو پڑھے گا اگر اسی رات انتقال کر گیا تو جنت میں داخل ہو جائے گا اور صبح کو یقین کے ساتھ پڑھا پھر اسی دن انتقال کر گیا تو جنت میں داخل ہوگا۔ (بخاری ص ۹۳۳)

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ وَاَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ لَکَ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ. (ابن ماجہ ص ۲۷۶، ابوداؤد ص ۶۹۱، بخاری جلد ۲ ص ۹۴۳)

”اے اللہ! آپ ہی رب ہیں آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ نے ہی مجھے پیدا کیا ہے۔ میں آپ کا بندہ ہوں اور حسب استطاعت آپ کے عہد اور وعدہ پر ہوں۔ اپنے کئے ہوئے کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں آپ کی جو نعمتیں ہم پر ہیں اس کا بھی اقرار کرتا ہوں اور جو میرے گناہ ہیں اس کا بھی اقرار کرتا ہوں ہمیں معاف فرما دیجئے آپ کے علاوہ کوئی گناہ معاف کرنے والا نہیں“۔

فائدہ: اس دعا کو زبانی یاد کرے اور خیال کر کے صبح و شام پڑھ لیا کرے تاکہ جنت جیسی عظیم دولت کے لائق ہو سکے مزید صبح شام کی مفید دعاؤں کے لئے الحرز المسنون دیکھئے۔

استغفار اور اس کے فوائد

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مرد و عورت دن میں ستر مرتبہ استغفار کرتا ہے تو اللہ پاک اس کے سو گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔ (ترغیب جلد ۳ ص ۱۷۴)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو مرتبہ استغفار فرماتے

حضرت اغر المزنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگوں! استغفار کرو، میں

دن میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ (مشکوٰۃ ص ۲۰۲)

ہر غم سے نجات اور غیب سے روزی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے استغفار کو لازم کرلیا (یعنی ضرور پڑھنے کا معمول بنالیا) اللہ پاک ہر غم رنج سے اسے نجات دے گا اور ہر پریشانی کا حل ہوگا اور اسے رزق ایسے مقام سے ملے گا جہاں سے گمان ہی نہ ہوگا۔ (ترغیب جلد ۲ ص ۴۶۸)

فائدہ: روزی کی سہولت اور برکت کے لئے کثرت سے استغفار کرنا بہت مفید ہے۔

جو اپنے نامۂ اعمال سے خوش ہونا چاہے

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو یہ چاہتا ہو کہ اس کا نامہ اعمال اسے خوش کردے وہ کثرت سے استغفار کیا کرے۔ (ترغیب جلد ۲ ص ۴۶۹)

فائدہ: استغفار کے بے شمار دینی و دنیاوی فوائد و برکات ہیں ہر انسان گناہ میں مبتلا رہتا ہے اور گناہوں کی وجہ سے مصائب و حوادث آتے ہیں اس لئے ہمیشہ استغفار کرتے رہنے کی عادت بنالے۔ یومیہ صبح و شام ستر ۷۰، ۱۰۰ مرتبہ پڑھ لیا کرے نہ ہو تو سوتے وقت اس کا ورد رکھے استغفار کی کثرت سے پریشانیاں دور ہوتی ہیں ان کے حل کا راستہ نکلتا ہے رزق کی پریشانی اور تنگی دور ہوتی ہے اور غیب سے بلا گمان اس کے اسباب پیدا ہوتے ہیں۔

تسبیح فاطمی

یہ ایک بہت ہی مشہور و معروف تسبیح ہے جو بہت ہی فضائل و خوبیوں کی حامل ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو گھریلو کام میں مشقت و پریشانی کی وجہ سے خادم کے مطالبہ پر خصوصیت کے ساتھ تعلیم فرمائی تھی جس کا ذکر احادیث پاک میں بکثرت ملتا ہے۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو خدام سے بہتر (وظیفہ) یہ بتادوں کہ جب تم دونوں بستر پر جاؤ تو تینتیس ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر، تینتیس ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس ۳۳ مرتبہ الحمد للہ پڑھ لیا

کرو۔ یہ تم دونوں کے لئے خادم سے بہتر ہے۔ (بخاری ص ۹۳۵)

ایک روایت میں ہے کہ چونتیس ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر ہے اس طرح سو ۱۰۰ پورے ہو جائیں گے۔

فائدہ: تسبیح فاطمی کی بہت تاکید اور فضیلت ہے اس کے بڑے فوائد و برکات ہیں حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جو اس پر ہمیشگی اور مداومت اختیار کرے گا اسے مشقت کے کاموں میں تکان اور تعب نہ ہوگا۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ تجربہ سے یہ ثابت ہے کہ ان تسبیحوں کا سوتے وقت پڑھنا ازالہ تکان اور زیادتی قوت کا سبب ہوتا ہے عورتوں کے لئے خصوصاً یہ تسبیح بہت مفید ہے ثواب کے علاوہ گھریلو کام اس کی برکت سے سہولت سے ہوتے ہیں۔ (فضائل ذکر ص ۱۶۸)

صبح و شام کا وہ ذکر و دعا جو ثواب کے ساتھ پریشانیوں کا بھی دافع ہے

(۱) حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح یا شام اسے دس مرتبہ پڑھ لیا کرے گا اسے دس نیکیاں ملیں گی دس گناہ معاف ہوں گے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور وہ شیطان اور تمام مصائب اور پریشانیوں سے محفوظ رہے گا۔ (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ)۔ (ترغیب ص ۴۵۵)

(۲) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اسے صبح پڑھ لے تو شام تک اور شام پڑھ لے تو صبح تک کسی مصیبت و حادثہ و پریشانی میں گرفتار نہ ہوگا (غیب سے اس کی حفاظت اور بچاؤ کے اسباب پیدا ہوں گے)۔

(اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَ اَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ مَاشَآءَ اللّٰهُ كَانَ وَ مَالَمْ يَشَأْلَمْ يَكُنْ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّاِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا. اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَآبَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌ م بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ).

(الدعا للطبرانی ص ۲۴۳)

عورتوں کے بعض خاص اذکار

حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ تشریف لائے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں بوڑھی ہوگئی ہوں کمزور ہوں کوئی عمل ایسا بتا دیجئے کہ میں اسے بیٹھی بیٹھی کرتی رہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ سو ۱۰۰ مرتبہ پڑھا کرو اس کا ثواب ایسا ہے گویا تم نے سو ۱۰۰ گھوڑے مع ساز و سامان و لگام جہاد میں سواری کے لئے دے دیئے۔ اللہ اکبر سو ۱۰۰ مرتبہ پڑھا کرو یہ ایسا ہے گویا تم نے سو ۱۰۰ اونٹوں کی قربانی کی اور وہ قبول ہوگئے اور لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ سو مرتبہ پڑھا کرو اس کا ثواب تمام آسمان و زمین کے درمیان کو بھر دیتا ہے اس سے بڑھ کر کسی کا کوئی عمل نہیں جو مقبول ہو۔ (ابن ماجہ، ترغیب ص ۴۲۶)

فائدہ: دیکھیے کتنا آسان عمل ہے اور کس قدر عظیم ثواب ہے۔

حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا کوئی عمل مجھے تعلیم فرما دیجئے جس کے ذریعہ میں نماز میں (سلام کے بعد) دعا کیا کروں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُلِلّٰهِ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ دس دس مرتبہ پڑھ لیا کرو اور جو چاہو تو اس کے بعد دعا کرلیا کرو۔
(ترمذی، ذکر ص ۱۵۲)

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ آپ ﷺ ان کے پاس سے صبح کی نماز کے بعد تشریف لے گئے پھر جب چاشت کے وقت تشریف لائے تو دیکھا اسی طرح بیٹھی ذکر کر رہی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا جس حال میں، میں تم سے جدا ہوا تھا اسی حال میں بیٹھی ذکر کرتی پا رہا ہوں (یعنی اس قدر طویل وقت تک ذکر کرتی رہی) انہوں نے کہا جی ہاں تو آپ ﷺ نے فرمایا تجھ سے جدائی کے بعد یہ چار کلمے میں نے تین ۳ مرتبہ کہے ہیں اس کا ثواب تم وزن کرو گی تو تمہارے ذکر کے برابر ہو جائے گا وہ یہ ہیں

(سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ). (مسلم، مشکوٰۃ ص ۲۰۱، ترغیب)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ یہ ذکر اہم اور اس کا ثواب زیادہ ہے اسے پڑھا کرو گو مقدار کم ہے مگر ثواب زائد ہے۔

کفارۂ مجلس کی دعا

عموماً آج کل کی مجالس میں خصوصاً جہاں چند عورتیں بیٹھی ہیں وہاں نامناسب خلاف شرع اور محض دنیاوی امور کی باتیں ہوجاتی ہیں آخرت کا دین وسنت کا کوئی ذکر نہیں ہوتا ایسی مجلس پر حدیث پاک میں وعید اور ممانعت آئی ہے۔

قیامت کے دن ایسی مجلس حسرت وافسوس کا باعث ہوگی لہٰذا ہر مجلس میں اٹھنے سے پہلے کفارۂ مجلس کی دعا پڑھ لے تو مجلس کا کفارہ ہوجائے گا اور قیامت کے حسرت وافسوس سے محفوظ ہوجائے گا لیکن خیال رہے کہ اگر کسی کی غیبت کی، پیٹھ پیچھے برائی کی یا تکلیف پہنچائی تو اس سے زبان سے معافی مانگنی ہوگی محض یہ دعا کافی نہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی مجلس میں نامناسب باتیں ہوجائیں تو اٹھنے سے پہلے یہ دعا پڑھ لے تو اس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

(ترمذی جلد۲ص۱۸۱)

(سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُاَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْکَ)

''پاک ہیں اے اللہ! آپ ہی کی تعریف ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ سے مغفرت چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں''۔ (ترغیب ص۴۱۱)

درود پاک

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا دس گناہوں کو معاف کرے گا دس درجوں کو بلند فرمائے گا۔

(جلاء الافہام ص۲۴، زادالابرار)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب سے زیادہ قریب مجھ سے وہ شخص ہوگا جو سب سے زیادہ درود پڑھتا ہوگا۔ (ترغیب جلد۲ص۵۰۰)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص ہر دن مجھ پر سو مرتبہ درود پڑھے گا اس کی سو

ضرور تیں پوری ہوں گی ستر آخرت سے متعلق تیس دنیا سے متعلق ہوں گے۔

(جلاء الافہام ص ۳۴، زادالابرار ص ۴۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اپنی جگہ سے اٹھنے سے قبل یہ درود پڑھے گا اس کے اَسّی سال کے گناہ معاف ہوں گے اور اس کے لیے اَسّی سال کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ ۨالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا

فائدہ: درود پاک کی بڑی فضیلت ہے بے شمار دینی و دنیاوی فوائد و برکات کا باعث ہے ہر دن صبح وشام ۱۰۰، ۱۰۰ مرتبہ یا کم از کم دس دس مرتبہ کا یومیہ معمول بنایا جائے اسی طرح اور دوسرے اوراد، اذکار، تسبیح وتلاوت کا روزانہ معمول بنالیا جائے اس میں سستی نہ کی جائے جس طرح اور دنیاوی کام کرتی ہیں اسی طرح جنت کے اعمال کے لئے بھی وقت نکالیں کہ کل مرنے کے بعد راحت و آرام کی زندگی ملے ہر وقت زبان کو ان اوراد سے تر رکھے کبھی درود پڑھ لیا کبھی استغفار کرلیا کبھی تسبیح پڑھ لی تا کہ کل جنت کے مزے اور راحت کی زندگی میسر ہو سکے۔

اللہ پاک ہم سب کو جنت کے اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔

درود پاک کے دینی دنیاوی فوائد و برکات کو جاننے کے لئے ہماری کتاب ''زادالابرار'' اور درود پاک کے دینی و دنیاوی فوائد و برکات اور دعاؤں کی تفصیلی معلومات کے لئے ''الدعاء المسنون'' دیکھیے۔

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ هٰذِهِ الرِّسَالَةَ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْهَا لَنَا

• ذُخْرًا وَّوَسِيْلَةَ نَجَاةٍ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ بِفَضْلِكَ وَبِكَرَمِكَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ٥

فقط والسلام

محمد ارشاد القاسمی بھاگل پوری

استاذ حدیث، مدرسہ ریاض العلوم

گورینی، جون پور

۱۵ محرم ۱۴۲۱

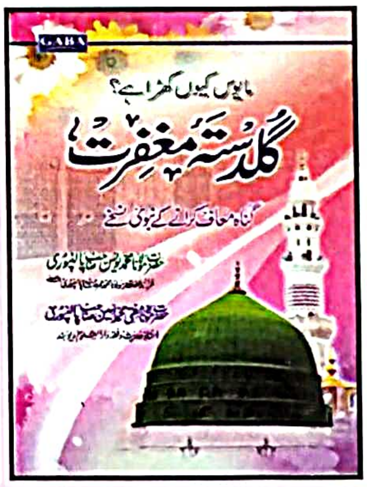

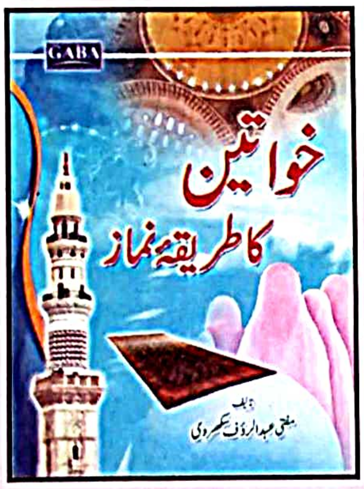

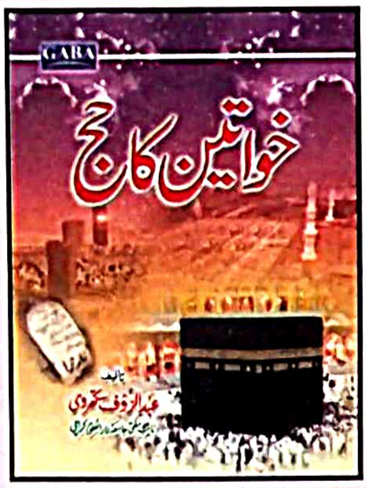

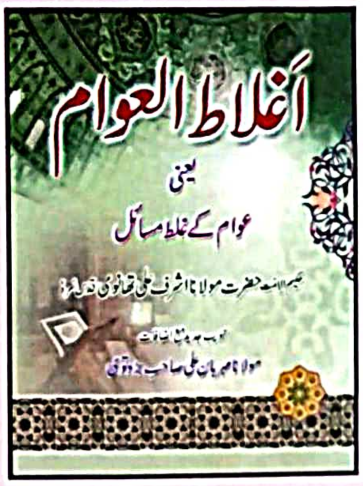

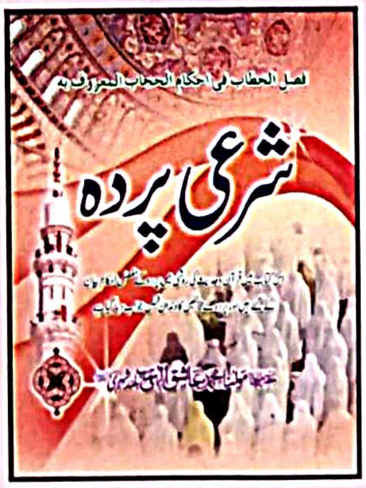

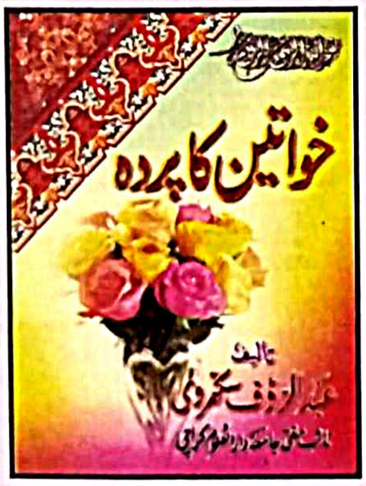

گابا سنز اردو منزل، اردو بازار، کراچی
فون نمبر: 32628266-32636565
website.www.gabaedu.com
ISBN: 978-969-545-315-5
9 789695 453155
ہدیہ 62.00 روپے